

مکتبہ اربعین

دریں آواں نمیت اقران دیوان سحر البیان را بحضرت مولانا غلامرضا خان صاحب



از تفسیر شاعر شیرازی این جواب بود هر کسی خوشتر از من است که در این دنیا باشد و من در آنجا نیستم

مطبع دارالعلوم دیوبند

۳۵۹۵۵



بسم الله الرحمن الرحيم

آلای حمد و جواهر ثنا شاسته طراز ردای خداوند واجب العظیم است جل شانہ کہ مجنون عشق را الیای
سخن از لطن مادر همزاد آورده آلائی شاعری در سر انداخت ازین روز بنده ام اکثر اوقات بر ایما
و گوهری به نایغ لیلیات به بیان در سلک نظم انتظام میداشت حتی کہ دیوانے تر شبت داده ازین
اتفاقات با جناب مکرم معظم زبده الشعراء عالم خلاق المعانی بجز سخندانای خواص بجا رکمال فارس
مضمار سحر بلال صیر فی دیار بلاغت محک عیار فصاحت چکیده کلک گوهر سلک را اگر مغز قلم گویم سچا
وزادگان طبع و قادش را اگر یوسف وقت خوانم زیباست - ابلخ البعاد فصیح الفصحی فصاحت
کلیش بلاغت اندیش جناب مشر جاب پیش صاحب بهادر تخلص مشهور لعلقه دار بهر چند پور و غیره
ضلع میر طحہ مظلہ العالی بوسیله گلدسته محبت و ولا مجموعه مودت و سخا حمیدہ فصاحت بلند اقبال منشی
هر چون لال صاحب تحصیلدار قصبه گومانه ضلع ریتک اتفاق ملاقات افتاد بعد شوق و کمال
ذوق استدعا نمایند بخدمت فیض مومبت شان نمودم - از دوقور مهربانی واقفتمای حسن اخلاق کہ
سبحیم ضمیمه شیعہ ذات بابرکات است عرض غم مقبول گردید از این روز این جمعیان چودھری
محمد ناصر علی خاں - المعروف چودھری محمد ناصر علی خاں خلف چودھری محمد حیدر علی خاں
ریش قصبه گومانه ضلع ریتک داخل زمره شاگردان عقیدت گزین و حلقه یگوشان ارادت ایشان
گشته استفاده غزل گوئی از جناب معزنی الیہ حاصل کرده و میکنم و تخلص خود مضطر قرار داده ام
اجزای اوراق سابقه کہ مثل یوسف غریبیداشتم رو بروئی انوان زمان پاک و پاک کرده و چاپه شدم

و آنچه از ابتدای شاگردی جناب مخدومی موزون کردم داخل دیوان نهادم و موسوم به **مضطرکه**
 بروی ایجاد تاریخ هم می برآید ترتیب دیوان ساختم - حالا التماس بخدمت منصفان نحمداتی و کتبه بنجان
 معالی آنکه اگر مقتضای بشری خطارفته باشد از دخل بجایدرستی آن پروازند و ای خوشه چین
 بدعای خیر یاد فرمایند - **قوله** پیش گر بخطای رسی و طعنه نزن که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبوده

دیباچه ثانی

رحمة الله علیه و هر بانی محب بی کینه و که حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب دلائل متوطن شهر بانی پت
 مدرس مدرسه اسلامیة شهر مذکور خلف طائف کلمه مبارکه در اثر مدینه منوره حاجی جان محمد صاحب
 مرحوم مغفور در حله الله تعالی فی الجنة

بسم الله الرحمن الرحیم

لعل شب چراغ حمد تمام والای مدح ثریا نظام بارگاه رفیع ملک العلام که دیوان کائنات بر باغی اربع
 عناصر فروخته اوست و سدس مصیغ جهات بسته بگو ناگون بدائع و بوقلمون صنایع قطعه قطعه مساخته
 اوست - زینت مبدع جواد که شست خاک را با وجود انعام بایه ادراک محسوسات و معقولات گویند
 موزون طبع مستزاد عطا فرمود و مختصرع را که ضما کر مصفا و محلا را بشوق ترجیع بخود دولت
 سرمد و جباه ابد بشود - اعظم شان و علم احسان و سجود باشی خضوع خامه نیاز آموز لغت آستانه
 شهنشاہ یگانہ رسالت پناه زینب تنگناه بی مع الله که جهت موازنه نظم ایمان و قیج عروض بدیع آ
 کلمه متبرکه شهادت نهاده فرد فرد متکین او چنبت بمد اوست زمزمه بیت الشرف قصائد محامد اوجب
 کشاده کرم نوالش مطلع هدایت وجود کونوات از جزئیات صغیر صغیر تا کلیات کبیر کبیر است و محبت
 صفاتش مقطع سلسله نبوت و سلاله خاتمیت او وجود نظیر زبان فصیح را با همه بیان فراخ بحدت او
 قافیہ تنگ و اشتب تیز گام سبک عثمان بلنج درین منبع عرصه لنگ یا ایها المشتاقون بوضع
 نور جمال صلوا علیه وآله - اما بعد نظر اگیلان وضع نماشا دوست را مرده بنظراره این فرخ ناظر
 خرد فریب نظر زیب عشرت انگیز مسرت نا و سجت امیر طرب فرا که یائین مطبوع بمبصه شهود
 از سر نو بجلوه در آمده بعد و مشاطلی طبع سخن سخن مقدس مزاج همکل تاج لثمن و باج

بر چهلین برج حصول مدارج تشریف السانیه بر فی معارج وصول ارتباط ملکات لفسانیه سر خوشی
محصل فلاح روشن چراغ انجمن صلاح نائن شرح فضائل اربع فائض منافع ارفع دلیل ساطع سبیل
اشراق کفیل راسخ طریق ارتقاء خازن گنج اخلاق نافع منزل ریخ دروس متواضع موسس طرح
نقوش ابداع نقاش الواح حصول اختراع خلیل طبع بر آوردن حوائج سبیل فروغ مقبول
نتایج مزین وقوع اعمال صلاح محرق رواج افعال صلاح محقق مواقع اصول فروغ باذل
سواضع الی و شوق مصقول ریح میدان جرح مساوی تیغ جهال فتح سبحان بلوغ لقیان دماغ
معین شریع کامل ورع اعظم رؤسای الشرف الشرف فاسد فطر عا کد گو مانه چودهری محدوح زمانه
محمد ناسر علی خاں مدظله الوسیع که هر دو دیوان شیوع یافته پیشینه خود را اینجا فراموش کرده اند
و نام این مجموعه بعنوان استخراج سال تاریخ شهر مضطر کرده اند چنانچه شمار یکبار ابرو شده اند
است و انا دانند که چنین استخراج اعداد به تناسب نام بحسب مقام چه قدر خوب است
راقم سطور دیباچه غلام احمد - داتق میچ میسر پانی پت مولد خلف حضرت طائف مک مبارکه
وزیر مدینه منوره جان محمد غفر الله له - راجه یار که سر و دشنا سراید - اما زیبا که دست بدعا
کشاید که سامع دعوات و اسراف و رجات تخلیکند این بارغ تازه و ترد گرد آور اسباب
انبساط مظهر یعنی واضع دیوان فرح خیز موسوم به سر مضطر - را از گرم عیم خود در دنیا بفرست
بصیرت خضر و بجاه حتمت سکندر بادل فارغ از تشویش احتیاج دارا - دور آخرت بزیر
سایه علم خورشید پرچم جناب خاتم الانبیا علیه التحیه و الثناء پایه داند - اهل اوج اقبال
لامع مام و شمس مرتفع اجلال طالع باله و ام باد - فقط -

آغاز دیوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۴

<p>قصہ کر پہلے ظلم تو حید ذات پاک کا کنہ او سکی پاسکے مقدر کیا کوئی بشر ہے دوائے درد منداں نام تیرا یا خدا ملتی ہے افضال حق سے بحر عالم میں نجات صید گاہ عشق میں او ترک حجبہ نخل کو حکم سے اوسکے نہیں برگشتگی ہرگز روا</p>	<p>ہے وہی مالک زمیں کا عرش کا افلاک بس یہاں چلتا نہیں کچھ فہم کا ادراک تجربہ سے خوش ہونا ہے آسان خاطر غمناک ورنہ دل ڈوبا ہی رہتا ہے ہر اک تیرا ک ذبح کر کے باندھ لے مشتاق ہوں فراق کا دیکھ حال ناروا ابلیس سے ناپاک کا</p>
--	--

الجا تجھ سے یہی ہے یا خدا بخشہ کے دن
دست مضبوط میں ہو دامن صلح لولاک کا

<p>دیاں مرا نمونہ ہے باغ خلیل کا بند ہے ملائکوں میں دماں قاتل و قیل کا لشکر نہ تاب لا سکا اصحاب فیل کا کنسیا طلاطم اسپہ ہوا رود نیل کا مقدور پیر زادن نہوا جبرئیل کا داغی غلام میرے دل آرا جمیل کا</p>	<p>مداح ہوں میں حضرت رب جلیل کا فرد لبشر کو کنہ ہو دریافت اوس کی کیا کیا شان ہے کہ فرج ابابیل سے دماں فرعون نے نہ چھوڑا جو دعویٰ خدا کی کا لبوایا اپنے دوست کو اس جا کہ جس جگہ کہتے ہیں خاص و عام مہ چارہ وہ ہے</p>
--	---

مصطفیٰ بجا ہے قول سہنشاہ بوطفر
مقدور کس کو حمد خدا سے جلیل کا

<p>مکہ حاصل علی شور زباں آیا جلوہ نور نبی جبکہ جہاں پر آیا زلزلہ خوف سے کسریٰ کے مکان پر آیا ہو کے دو ٹکڑے نظر چاند داں پر آیا دیکھنے آیا جہاں اوسکو جہاں پر آیا حکم معراج کا جب شاہ زماں پر آیا جب کلام ایزد حق آپ کی شاں پر آیا ملتی جب کوئی اظہار سہاں پر آیا</p>	<p>ذکر میلاد پیمبر جو دلاں پر آیا کفر غارت ہوا اسلام نے رونق پائی سنگوں ہو کے گرے خاک پیت ہی سارے اک اشارہ کیا انگشت کا تم نے جبکہ جس کی روضہ اقدس کی زیارت تیرے کہا خوش ہو کے فلک نے کہ قدم چومو گا مسترد ہو گئیں لوزیت زبور و انجیل تو ہے شاہ ہوئی عقدہ کشائی تجہ سے</p>
--	--

اللہ اندر سے رعب شہ والا مصطفیٰ
ملک الموت نہ بے حکم مکان پر آیا

<p>اوسجگہ حضرت آدم نے اجارا پایا سچے سچے حب نہ نشان مرقداں پایا مثل گردوں جو عدو کوئی ہمارا پایا جستجو کی تو نہ نخر نہ دودھارا پایا عشق کے بحر کا ہم نے نہ کینسارا پایا برق سے دل کا سوا ہم نے شرارا پایا</p>	<p>وہم ملکوت نے حجاب نہ گذارا پایا کرو پئے مرگ نے نابود جہاں سے نامی آہ سوزاں نے وہیں سینہ کو اوسکے پہنکا تیر ترابروئے قاتل سے میان عالم جو گر اس میں پتہ پہر نہ لگا کچھ اوسکا خرمن ہستی عشاق نہو سوخت اوسکا</p>
---	--

کر کے اب در زباں نام محمد مصطفیٰ
ہم گنہ گاروں نے بخشش کا سہارا پایا

<p>گرچہ کرتا میں تلاوت روز قرآن ہی رہا زلیست بہر لقمان جس میں پلٹا ہی رہا لوٹا جہاں پہ میرے باپ چچاں ہی رہا</p>	<p>مصحف رو میری نظروں سے دھنپاں ہی رہا دقیر حکمت میں آزار محبت کی دوا زلف دکھلا سامنے سے میرے وہ تیرا دل ہی رہا</p>
---	---

<p>ماز بردار می لروں کیونکر تری دستیاں تو حسین وہ ہے کہ یوسف جامہ زیبی سے ترے</p>	<p>نہ بھالے سن رہی نہ جیت اماں ہی رہا دیر تک حسرت زدہ سر در گریباں ہی رہا</p>
<p>وصلِ بیت سے کامیابی ہوگی حاصل ایک دن گرچہ شامل حال مضطر فضل یزداں ہی رہا</p>	
<p>بانی جو روجنا جب کوئی تم سا نہوا ڈھونڈتے ڈھونڈتے مضمون لکھ کر تیرے حشر میں خلد کے جانے سے کرونگا انکار دشمنی سے ترے اے باد مخالف ہم کو بیکے بسلی چو میں تڑپا تو یہ قاتل نے کہا شل شو کے تھوڑے ہزاروں بے ہوش نرگسی چشم تری دیکھ کے عاشق تیرا</p>	<p>مور پنج مخن بھی کوئی ہم سا نہوا ایسے گم ہو گئے ہم آپ میں آنا نہوا گرچہ اے حور نمونہ ترے گھر کا نہوا خاک در ہو کے ہی اوس کوچہ میں نہوا آج تک زیر نظر ایسا تماشا نہوا خیر گزری یہی وہ انجمن آرا نہوا ایسا ہمایر پڑا پہر کہ تو انا نہوا</p>
<p>مضطر ایک شعر اسے تو جواب غالب حق یہی ہے کہ نہوتا ہے نہوگا نہ ہوا</p>	
<p>لٹنے کا پریرو کیسے ساماں نہیں کہتا موتی کو بہلا دامن خواہش میں بہر وں اجی مصحف رخسار تصور میں تمہارے مابو میں شہادت سے ہو نہیں سیکے ہم</p>	<p>دل طاقت پرواز پرستاں نہیں کہتا اشکو کی شبابت در غلطان نہیں کہتا کب پیش نظر اپنے میں قرآن نہیں کہتا پاس اپنے وہ اب خنجر براں نہیں کہتا</p>
<p>گو ترے طبیعوں سے جہاں اے دل مضطر پر درد کا تیرے کوئی درماں نہیں کہتا</p>	
<p>کوچہ یار کو جب خلد سے منسوب کیا ہیجا بی سے تری چرخ نے غیرت کھا کر نہوا یوسف ثانی کا میسٹر ویدار سوش اور عقل کا تھا کشور دلیں جھگڑا</p>	<p>بت ہی جنت کو دل شیخ نے مرغوب کیا شفق شام میں خورشید کو محبوب کیا گرچہ آنکھوں نے فہری گریہ یعقوب کیا حضرت عشق نے دونوں ہی کو مغلوب کیا</p>

آجکل روتے بہت سر کو ٹپک کر مضطرب
دل بتوں کو نہ دیا تم نے بہت خوب کیا

رفیق و مولس و مہدم چوڑا دیا میرا
ضامنہ یہ او نہیں کس نے سدا دیا میرا
غبار کو چہ سے او سکے اوڑھ دیا میرا
مثال کا غز باد سی اُڑا دیا میرا
کسی نے کیوں نہ اُنہیں دل دکھا دیا میرا
پسینہ کیوں نہیں او نکو سُٹ گیا دیا میرا

غم فراق فلک نے بڑھا دیا میرا
اُھاٹ نیند رہی رات بھر نہ وہ سوئے
صبا یہ دشمنی کب کی نکالی توتے جو
ارہین شوق سوں قاصد سے پہلے خط اوٹنے
تڑپنا طائر لعل کا او سسے حاصل ہوتا
لگے وہ کہنے مرے ضعف حال کو ستمگر

نہ کیونکہ رشک مسیحا او سے کہوں مضطرب
کہ لب ہلاتے ہی لاشہ جلا دیا میرا

انتہا ہے کچھ ہی ظالم اس تری بیدا کا
ہوں سب قصہ کہے شکر س کا اور فرما کا
رحم ہے حق میں مرے یہ ہی ستم صبا کا
باغ میں جب دیکھتا ہوں نخل میں گمشاد کا
ہے گسلاں اب آئو تیر شیر اور زادا کا
ظلم سہنا کیل ہم کو ہو گیا صبا کا

حج رہا ہے چار سو عالم میں غل فریاد کا
سکے میرا اونکا ذکر خیر حسن و عشق اب
لو چکر بازو بچایا زحمت پر وار سے
باد آتا ہے مجھے بیباختہ وہ سرود قد
اشک پیا ہو گیا طفلی ہی سے اپنی غذا
ہم ازل سے ہیں گرفتار و غمیں زلف یار کے

بجز عالم میں حجاب آسا ہے مضطرب - زندگی
و کھنا نازاں نہ ہونا زیست بے بنا کا

ہلال چرخ پر محکوماں ہے تیغ بڑاں کا
یہ پر تو ہے پری پیکر تہا رہے روئے تاباں کا
سہا جاتا نہیں اب تو یہ صدمہ روزِ سحر کا
نہو نگا خشم میں خواہاں کہی میں خور غلام کا
بلا کا زہر ہے قاتل تہاری زلف چچاں کا

ہوا ہوں کشتہ میں لگ ابرو خندار جاناں کا
شفق میں جو نہاں خورشید گروں آگے ہوتا ہے
شب وصل صدمہ یارب میسر ہو کہیں جلدی
خدا بخشید گا جب جھکو کرونگا تیری ہی خواہش
انہیں جانبر ہوا جس کو ڈسا اس مار کا کل

<p>کر لیا لونی دریاں مریض غمتی وہ ہوتی رہا ہو جائیگا طوفاں لہتی ہے بحر عالم میں</p>	<p>کہ جس سے وہم بڑھتا ہے اسطو اور لقان کا رہا سیلاب گر جاری ہماری چشم گریاں کا</p>
<p>نہیں چھلنی تری تیر مژہ سے یہ دل مضطرب جیسے دیکھو مشک سے ہماری تیر مژگاں کا</p>	
<p>نہیں ملنے کا قابو مجھ سے دلیر ہو نہیں سکتا کریں مارسیہ شخیر جس سے کامروا لے سناتے ہو جوا لے ہدم خبر دلبر کے آئین کی دل بسل کے ہے ورد زبان ہر دم ہی کلمہ مجھے ہو چین کیونکر چارہ اگر اس سقراری سے مرے بالیں پہ وقت نزع یوں نشان ہی بولا وہ خوشبو تر لطافت ہے پسینہ میں سگر گرو</p>	<p>ترا ملنا ترے قبضہ سے باہر ہو نہیں سکتا وہ ناگن زلف پر منتر موثر ہو نہیں سکتا کہاں نصیب اپنا یہ ماور ہو نہیں سکتا مقابل ابروی قابل کے خنجر ہو نہیں سکتا غم ہجران فرو سینہ سے دم بہر ہو نہیں سکتا کہ بیکار محبت سے یہ جانبر ہو نہیں سکتا کہی یہ عطر گل جسکے برابر ہو نہیں سکتا</p>
<p>نگالوں چیر کر پہلو ابی اس ل کو امی مضطرب اگر یہ زینت آغوش دلیر ہو نہیں سکتا</p>	
<p>مجھ سے جتنا کہ وہ گل نہیں ہلتا سیتی سب کچھ ہے سوزن تدبیر ہے گلو گری طوق جوں قمری ہو چکے سب فنون بنگا نہ</p>	<p>غنجہ دل ذرا نہیں چھلتا جاگ تقدیر پر نہیں بھلتا خود بخود کچھ کلا نہیں چھلتا مار کا کل مگر نہیں بھلتا</p>
<p>آہ مضطرب جو بی اثر ہوتی آسمان یوں کہی نہیں ہلتا</p>	
<p>کب دلربا سے وصل کا اقرار ہو گیا موزوں یہ وصال کیا کربا ہو گیا آنا وہ جب میں بسہ رخسار ہو گیا انکسرت ہو گیا ہر دم سے ہو گیا</p>	<p>خوابیدہ بخت کیا مرا بیدار ہو گیا غفلت تھا اکب وہ بھی گرفتار ہو گیا ہر موزے زلف حق میں مرے مار ہو گیا شہار کا میں اس سے سزاوار ہو گیا</p>

ہر دم وصال کا ہی لیت و بعل رہا
سیریں کو تب قلیق ہوا تاثیر عشق سے
بدبخت اس قدر ہوں میں باغ جہان میں

اقرار ہو گیا ابھی انکار ہو گیا
فرما دجبت فشا لب کہسار ہو گیا
جس گل پہ پائتہ ڈالا وہی خار ہو گیا

موسے کی مثل ہوش نہ مصطر رہا انہیں
جنکو نصیب جلوہ دیدار ہو گیا

زخمی وہ ہوں میں ناوک مڑگان یار کا
اقرار کر کے بار بار انکار کر گئے
ہم خوب تجھ کو دیوں گے دست جنوں مزار
رٹخ کی کہی ہتھ پاد تو زلفون کی ہے کہی
زلف و راز یار کو ایدل نہ چھیڑو
کیسے لڑھکیا ابھی طوفان نوح بھی
گر زلف غمبیر کی ہو خوشبو مجھے نصیب
ملفوظ خط میں کر دیئے لالہ کے ہم نے پہل
لہزاں سہارا کیسے مرقودہ کہتے ہیں
ہوگا کیسے وصل میں حال نہ لطف
شاید خمیر خاک کسی منتظر کا ہے
بعد از فنا یہ دشمنی ہم سے صبا نے کی

پہننا جگر ہے دیکھ کے ہر چارہ کار کا
کسکو یقیں ہو آب کے قول و قرار کا
باقی رہا جو نام گریباں کے تار کا
تجھ کو یہی ہے مشغلہ نیل و ہنار کا
ہر سمت شور ہوگا ابھی مار مار کا
ادنی سا کام ہے یہ مرے چشم زار کا
ہولے سے بھی نہ نام لوں مشک ستار کا
جب لکھ سکے نہ حال دل داغدار کا
شاید فرار ہے یہ کسی بے قرار کا
ہم نے مزا اٹھایا ہے جو انتظار کا
نرگس جو دم بہرے تھے انتظار کا
گل کر دیا چراغ ہمارے فرار کا

مصطر قنات ہے سب کو کیوں بقا نہیں
لیکن سخن سبب ہے بڑا یادگار کا

نہ فرماؤ تم غم جاننا سفر کا
فغاں کو مری سکے آہستہ بولے
ہو اسامنا جبکہ ناوک ٹگن سے
ابو جہل بت بھی پیمبر نہ سمجھا

بیا چھپہ ہووے گا صدمہ سقر کا
مچا آج کیسا یہ غل شور و شر کا
لیا کام سینہ سے پہنے سپر کا
ہوا معجزہ گرچہ شق القمر کا

کلیں دیو چرخ ہوا سے فرار کا
برخ

م شکوے دلیں تیرا لیکن جو نہیں اور نہ کہنا نہیں جانا

حضرت شاعر کہد وہ یاد دہر درخشا نہیں رہا

مرہ اور ابرو خدا خیر رکھے ولا دام گیسو میں ہرگز نہ پہننا نہ کوٹے پہ جانا کبھی بھول کر تم شب وصل میں بھی نہ چین آیا ہمسکو	کہ ہے سامنا آج تیر و تبر کا کہ ہر تہہ پہلے نہ جانے گا سر کا خلل ہو نہ جائے کسی کی نظر کا رہا دغدغہ دل پہ وقت سحر کا
---	--

جو قاتل کو خواہش ہے دسے ڈالو قسط
گراں تن پہ ہوتا ہے یہ بار سر کا

ظلم ہر دم سہا نہیں جاتا چاند داغی غلام ہے تیرا وصل ہونا تو غیر ممکن ہے اے فلک تیری ہو کہیں بدلی ہو نہ جانا گر نیچے ساری عمر تیرے عشاق کا رفوگر ہے ایسا ممسک بنا وہ شاہ حسن بتیج ابرو کا تیرے اے قاتل ناصحا آپ کی نصیحت سے چوڑ جاتے ہیں روز وہ لیل شور و نالہ سے تیرے اے بلبل نا توانی لے کر دیا عبا خیر میری حالت زبانی کہہ دینا	زیر گردوں رہا نہیں جاتا ماہ تجبو کہا نہیں جاتا ہجر میں بھی مٹوا نہیں جاتا ظلم تیرا سہسا نہیں جاتا لب کا بیولا مڑا نہیں جاتا جیب و داماں سیا نہیں جاتا ایک بوسہ دیا نہیں جاتا وصف ہم سے کیا نہیں جاتا عشق ہم سے چھٹا نہیں جاتا باک قصہ کیا نہیں جاتا آسمان کچھ ہلا نہیں جاتا حیف اون سے ہلا نہیں جاتا قاصد اخط لکھا نہیں جاتا
--	--

کوئے جاناں کو چوڑ کر مضطرب
سوئے جنت چلا نہیں جاتا

کس دن خیال کا کل پچاں نہیں رہا اوس لیل لب سے ہے نہ فقط لعل ہی کل	کس شب ہمارا حال پشیاں نہیں رہا دردِ عینِ لائق دندان نہیں رہا
---	---

کشتہ بر سر جگر یاد کا دیو جس حال پہلے ایک قصہ زینت کا اعلیٰ درجہ پر آیا
 بظرح - رہے آئے کوئی جگر میں

بر کشتہ مجھ سے اونکو رقیبوں کو دیا	دہ قول اونکا اور وہ پیمیاں نہیں رہا
بوسہ طلب جو کرتا ہوں کہتے ہیں وہ کہ تو	ہٹ جا کہ مونہہ لگانیکے شایاں نہیں رہا
مضطرب نہ رہے جب سے کہ بخش گیا وہ کریم	
اندیشہ و ملیں پریش عسبیاں نہیں رہا	
کشور و ملیں اگر عشق نہ سلطان ہوتا	روح کے رنج کو کب جسم کا زندان ہوتا
عشق ہم کو نہ اگر کا کل پیچاں ہوتا	اسطر سے نہ مرا حال پریشاں ہوتا
دشمن جاں بہا فلک خوب رُلانا ہم کو	باغ عالم میں گر کچھ ہی میں خنداں ہوتا
بہولتا دشت لور دی کی مصیبت مجنوں	ساتھ میرے جو وہ ہم گشت ہمایاں ہوتا
طشت از بام نہو کس لیے حال مضطرب	
عشق اور مشک تو ہرگز نہیں بہناں ہوتا	
جسم فرقت کے ہوا رخ و محن میں تنکا	ہو گیا وصل کی میں ہلے لگن میں تنکا
یوں لٹنایاں ہے میرا جسم تہہ جامہ تنگ	جیسا لپٹا ہوا رکھا ہو کفن میں تنکا
زلف کے ناگ کو انگشت لگائی تو کہا	ارے ناداں نہ لگا سانس پہن میں تنکا
جھکو مڑ گاں سے عبث کرتا ہے سبل قاتل	یتر کا کام کہیں دیتا ہے رن میں تنکا
رحم کرتا نہیں مضطرب وہ ظالم صرگز	
گرچہ لیتا ہوں میں ہر بار دہن میں تنکا	
مغرور جو ہوا اپنی حیات قلیل کا	محتاج کیوں ہو اپنے حق میں دلیل کا
غافل بگوش ہوش تو سنتو ہی ذرا	آوازہ سر پہ ہے ترے کوس رحل کا
بہار وہ ہوں جسکو ارسطو ہی یہ کہے	پانا شفا بید ہے ایسے علیل کا
نثر پائے جھکو کہتا ہے قاتل ہر ایک سے	قابل یہ دید کے ہے تماشا قلیل کا
مضطرب نہ رہے قول کو حاسد ہی کہتے ہیں	
جو ہر یہ آبدار ہے تیغ اصفیل کا	
آغوش میں اغیار کے جیب تو نظر آیا	مجرمیں متبارک نہ پہلو نظر آیا

جو وقت جلانے لگی دل آتش جہراں
چوٹا جو کوئی ہاتھ سے اس ابرو کماں کے
کا کل نے سمجھ بیضہ نہ زلف دیا یا
مذاح ہوں میرے لیے ہو جائیگا جلو
مقتل میں کفن بار بار باندھے گئے سر سے
پر وانیہ منط چلنے کو طیار ہوتے ہم

کچھ کچھ یہ معاویہ ہیں آنسو نظر آیا
پکیاں وہی سینہ میں ترازو نظر آیا
جب کان میں تیرے او سے لو نظر آیا
مرد چھ تاریکی میں جب ہو نظر آیا
قصہ نہ مگر زلیت کا یکسو نظر آیا
جس بزم میں جب کوئی شمع رونظر آیا

کر دیں گے زخو چاک گریباں تر مضطر
گر سوزان ندیر پہ قابو نظر آیا

ادب سے متل کہی ہر گرجو ہے بدن اولکا
شمل ہو سے ہوئے کشاق ہزاروں بیہوش
چوں کتاں جن نے کیا جامہ ہستی ٹکڑے
قبر بھی ہمدرد بہتر سے بنانا میری
حسرت دید میں پتھر اگیں آنکھیں لیکن
بہسیر حسن حسین خاک ہو یوسف افسے
عشوہ و ناز ادا ہیں سہی خواہاں دل کے
پارہ دل کے رفوکار ارادہ مت کر
ہوں جو مقتول تری تیغ نگہ سے قاتل
وصل میں عیش رہا پہ پہلا کیا ہے باقی
کر حذر تو اثر ناکہ کشوں سے گردوں
جس جیس ہوویں ویا رخبہ کہیں زلفیں
آتش بچنے جس جس کے جگر کو ہونا
لطف چو چو ہیں اودا ہٹ میں مہی کے تری

تیرا دشمن ہے وہی جو کہ ہے دشمن اُنکا
جب سر بام وہ جلوہ ہزاروں دشمن اُنکا
حشر کو ہو گا مرے ماتہ میں دامل اُنکا
نفل لو ہے کا اگر کہتا ہے تو سن اُنکا
ور سے اٹھانہ کہی پردہ چلن اُنکا
ماہ کو خور کو میسر نہیں جو بن اُنکا
ایک انداز فقط ہے نہیں رہن اُنکا
سخت دشوار ہے سینا اری سوزن اُنکا
کو بکو کیوں نہو آوارہ سروشن اُنکا
بنگیا جبکہ طرفدار موذن اُنکا
چہان دیو یگا جگر کو ترے شیون اُنکا
دل کو مرغوب ہے ہر طور سے جو بن اُنکا
ہو گیا صاف دروں ماتے کے گلشن اُنکا
ذکر لاتی ہے سدا باغ میں سون اُنکا

ہوئی خورشید کے تہرہ پہ حیات مضطر

جلوہ گر ہو گیا گردہ رخ روشن اکا

در پوزہ گر ہوں جلوہ روی منیر کا
پڑھتا و لطیف ہوں میں سبج و بصیر کا
مرجج تو کس طرح ہنوجم غصیر کا
رہتا ہے مشورہ یہی میرے مشیر کا
ہو جائے انقلاب جو چرخ شریہ کا
ہاتھوں میں یہاں رہا نہ نشان بھی لکیر کا
محتاج عاجزی سے ہوا دستگیر کا
طفلی میں اسکو شوق راغام شیر کا
تو بہ کہاں یہہ مرتبہ ابر مطیر کا
ادل سے شعر ہوتا ہے بہتر اخیر کا

خواہاں نہیں میں افسر و تاج و سریر کا
کس دن قبول عرض ہو کس دن نصیب دید
شائق ہیں تیرے حور و ملک جن و آدمی
کوئے صنم کو چوڑ کے باغ جہاں نہ جا
لوش وصال یار کے دل کہو لکڑے
نلتے جو دیکھا غیر کو و ماں عطر رشک سے
اس کے فرط جوش جنوں میرے ساتھ تیش
کیونکر نہوے سہو سے انسان کو ارتباط
ہوے جو چشم خم سے مرے آکے دو بدو
ہے آج کل روانی طبیعت میں اس قدر

مضطر جناب شور کی برکت سے کیا لعید
ہو شاعری میں نام جو شجہ سے حصیر کا

جذبہ عشق نے شیریں کو بغل میں مارا
شانہ حیب کا کل بلدار کے بل میں مارا
جو بچا او سکو ترانہ میں غزل میں مارا
کیا کہوں بل میں چلا یا مجھے بل میں مارا
گرچہ عامل نے نہایت زور عمل میں مارا
واقعی جائے گا تو آج میں کل میں مارا
یتشہ فرما دے جو وقت جبل میں مارا
دم شخیص سدا فکر زحل میں مارا
کیا یہ بیچارہ گیا جائے و غل میں مارا
بار لہا تو تو گرا رہا و ہل میں مارا

سریہ فرما دے تیشہ جو جبل میں مارا
گر ٹری لاکھوں ہی دل چہر کے زمیں پر مارا
سارنی محفل کو کیا رقص میں تو نے سہل
ناز نے غم نے عشوہ نے پریرہ تیرے
کوئی لتخیر محبت کا نہ بکھا تعویذ
گر رہا تجکو نظر بازی کا لہکا اے دل
ہو گئی وحش و طیوروں میں قیامت برپا
حق شناسی تو منجم کو نہ آئی ہرگز
کر کے کشتہ مجھے قاتل نے یہ شوخی سے کہا
مہم سری ہم سے عدو تجکا پہ طاعت کیا

جب رقیبوں سے لگا تلنے وہ لمبھضر
دل مضطر کو اٹھا ہم نے بغل میں مارا

اوسکو بے موت ہی آبار و اجل نے مارا
مجھ کو ہر روز کے اس رد و بدل کا مارا
قبضہ یار کے اوسوقت بغل نے مارا
بوں کسی کو بھی نہیں تیغ و رفل نے مارا
اوسکو طولانی فرقت ترے بل نے مارا
ایسا پاسہ نکوئی اہل رمل نے مارا
ہر گہری مجھ کو مرے یار کے بل نے مارا
بے وفا مجھ کو تری روز کی کل نے مارا
ماہتہ پر ماہتہ بھی گواہل دغل نے مارا
زور کو حد سے سوا اہل عمل نے مارا

جب کو اس عشق کے ہر لحظہ خلل نے مارا
باز غیروں کے وہ تلنے سے نہ آیا ہرگز
سو گئے تکیہ کو ہم لیکے بغل میں جسدِ دم
جس طرح ہم کو کیا ابروئے قائل نے
ہلوں وصل کا مشاق چو دل تھامیر
جس سے کچھ اختر طالع کی ہو گردش معلوم
وعدہ بوسہ کا ہے اوس عہد شکن کو بل
آج کہتے نہیں کل کل سوزیاں سے کہتے
نہ کیا ہم نے یقین قول و قسم کا ہرگز
عشق وہ جن ہے کہ اتر انہیں چڑھ کر سے

شوق نظارہ میں کہتا ہے کہ جل جل جلدی
دل مضطر تری ہر وقت کی چل نے مارا

جلوہ وہ تیرے حسن کا اسی رشکِ خور تھا
مست شراب عشق کو دیکھا حضور تھا
بندہ اگرچہ دور تھا دل تو حضور تھا
پہلے ہی یہاں دماغ میں میرے قور تھا
نظروں سے یہاں گرا ہوا سنگِ بکور تھا
دیکھا تو اپنا شیشہ دل چور چور تھا
واعظ جناب آفریں یہ بھی شعور تھا
کیا لبس اسی صفائی پہ کرتا غور تھا
ہوتا خود و بدو تو سراپا حضور تھا

جس نور کا طور سر کوہ طور تھا
آنکھوں میں کچھ خار تھا دلیں سرور تھا
بہولے سے بھی نہ تم نے کہی یاد کی مری
زلفوں کا تیری عشق چھپاتا کہاں سے میں
ساق بلوریں یار کی ساقوں کو کہتا کیا
فرقت کے حادثوں کو اٹھا کر جسم غور
دمہشت دلا کے تنگ کیا زلیستے مجھے
دیکھا رخ نگار تو فوق آئینہ ہوا
اوس رکو رشک ماہ سے ماہ دو ہفتہ یہ

کیجے خطا معاف دل نا صبور رہتا
لیجا تی تو جو کیا کوئی عاید قصور رہتا
یارب ترا تو نام ہی رت غفور رہتا
وہ تو جبین پاک میں احمد کا نور رہتا

بوسہ لیا لبوں کا اجازت بغیر جو
بادِ صبا غبار ہمارا بکھوئے یار
کیوں عاصیوں کو تو نے سزا دی کہونگا
سجیدے فرشتے کرتے تھے آدم کو صلیبے

ہو چکے فلک پہ آہونکے سعلے نکل نکل
مضطر درون دل وہ تمہارا نور رہتا

دلِ ناداں نظر اپنا ہمیں گہا مل آیا
پر تن زار نہ تیرا کوئی سائل آیا
حبیب کوئی ڈال کے گردن میں جھائل آیا
نزع کے وقت جو وہ حور شامل آیا
کر کے دعویٰ جو بد تل بدلائل آیا
اسے فلک جو رستے تیرے جو ہوا قل آیا
دل کے دیے میں اگر غدر ہو جا مل آیا
وہ ہی دشمن ہوا جیسے دل مائل آیا

جب وہ شمشیر کھن بہر قتال آیا
جان و دل کو بہت مانگنے والے آئے
آگئی یاد ہمیں مصحفِ رُخ کی اپنے
شادی مرگ ہوئی ہم کو بقول شاعر
سامنے تیرے ہوئی او کی زباں کو لکت
کیوں نہ بدلی کی دعا حق سے وہ مانگی ہر دم
کہہ دے اسے زلف تو ہی ہم سے بشرط انصاف
ہے یہ نیرنگی لقمہ دیر کا اپنے لکھا

جبکہ پرستش لگی اعمال کی ہونے مضطر
کار گر کچھ نہ دیاں فکرِ قتال آیا

کلیجہ مونہ کو آجائے لیتے گوشہ گرو نکا
نفس ہے اگر تجھ کو دلا مادہ منیر و نکا
دیا صیاد لے حکم رہائی بت ایسرو نکا
پتا ملتا نہیں فہم و فراست کے مشیر و نکا
مزارِ شمع روشن ہے سدا روشن ضمیر و نکا
وگر نہ انتہا کیا ہے گنہ ہائے کبیر و نکا

مشبہ ل کہاؤں گرتے مرگانے تیر و نکا
کساں کی طرح سے ہوتا نہیں تو کس لئے بکرو نکا
رہی پرواز کی طاقت نہ حبلس طائر و نکا
آہی آدھ جوش جنوں میں کیا ہوئے دونوں
نہیں ہونیکا گل بالکل کبی بادِ مخلف سے
تسا مغفرت کی ہے کہ ہے غفار نام اسکا

عجب کیا ہے جو مضطر اپنی وہ شان کریمتی

لداے بے لواء جسدے رتبہ امیر و نیکا

<p>صد حیف کہ وہ غیرت شمشاد نہ آیا تو فخر ہے کوئین ترار تبہ ہے عالی تہا شوق شہادت ہیں اے وائے مقدر قامت کو ترے دیکھ کے اے قاتل موزوں تسخیر کے لاکھوں ہی عمل کر چکے لیکن تب آہ کے تیروں سے لیا خوب ہی بدلا لیتے نہ ترانام ہی امی عشق کریں کیا مغموم وہ ہوں میں کہ کوئی اہل مسترت جاتے ہیں وہاں ہنسلیاں منت کی بڑھاتے</p>	<p>شام کہ مرا حال او سے یاد نہ آیا یوں روز ازل سے ترا ہمزاد نہ آیا شمشیر بکف آج بھی جھکا دہ آیا دیکھا تو کوئی خوش حجے شمشاد نہ آیا قابو میں چارے وہ پریراد نہ آیا جب راہ پہ چرخ ستم اچا دہ نہ آیا آغاز میں اُنچام ہیں یاد نہ آیا ملنے کو جو آیا بدل شاد نہ آیا ہیں بیڑیاں ہی کاٹے حداد نہ آیا</p>
--	---

مضطرب وہ نئی رات میں مضطرب فی میں
جب وعدے پہ اپنے بت بیداد نہ آیا

<p>شکر صد شکر کہ مدت میں مفت زچکا عید کے چاند کا دہو کہا ہو سے ماہ صیام ناقواں ہوئیں نہیں تیرے غضب لائق کر کے لیل مجھے قاتل نے کہا یوں دیکھو مثل موسے کے میں ہو جاؤں بلا سے بیٹوں نہو محو رو راستی اصلا او سکو</p>	<p>آج جو قتل کو میرے ترا خنجر چمکا اپنی پیشانی کا اے شوخ نہ جو مچمکا جھپٹے سے چنچ نہ تو دیدہ اختر چمکا خون عشتاق سے کیا تیغ کا جو بر چمکا بر سر بام تو جلوہ مہ انور چمکا جسکے ہمراہ رہا خضر سار ہر چمکا</p>
--	---

شیشہ دل تو ہے زنگ کدورت چھایا
کیا ہوا جسم جو ظاہر لیا مضطرب چمکا

<p>روئے تائیں سے نقاب او سے اُٹھانے ندیا خون بہا کیسا شہادت ہتی ملیں ہوئی اپنے اعجاز سے جب چلا چلا یا او سے</p>	<p>روشنی جہر درخشان کو گھٹانے ندیا تیغ قاتل سے گلا اے کٹانے ندیا شکر احسان سچا کا اُٹھانے ندیا</p>
---	--

کیا جس کی لذت سے خبردار ہوا تو جب ضبط کا بار اچھے زمانہ نہ آیا

ظلم جو چاہا کیا تو نے سنگرم ہم نے	حرف شکوہ کا زباں پر کہی آنے ندیا
لو کہو کہتی او سے تشہیر ہماری منظور	اسیلے زیر زیں نفس دبا سنے ندیا
کف افسوس ملے رشک میں کیا ہی ہم نے	عطر پوشاک میں جب او سنے لگانے ندیا

ہو چلے جان فنا مضطرب میں مضطرب	تشہیر ہی شرم و حیا نے انہیں آنے ندیا
--------------------------------	--------------------------------------

جب بیک اجل حضرت قوم سے آیا	بت ننگ ہمیں ہستی مہموم سے آیا
وحشت یہی کہتی ہے کہ یاں چلے سو صحرا	کیا خوب جنوں اچھے برس دسوم سے آیا
جانا ہی جاناں سے ہوئی جبکہ جدائی	دن سخت یہ اب طالع شادوم سے آیا
محروم تہذات رہے اے وائے مقدر	کیوں خوف او نہیں خشکی حلقوم سے آیا
عکس وہ ہوں کیا مجھ سے طیل بل مست	جز غم نہ کہی صحبت مہموم سے آیا
دامن پہ گرا اشک تو یوں چشم بکاری	رونا ہی نہیں کو دل معصوم سے آیا

مضطرب کو ہو کیا خال خبر کوئے صنم کی	بہر کر نہیں کوئی رہ معذوم سے آیا
-------------------------------------	----------------------------------

بہنا ناد مہدم میرا او نہیں منظور کیوں ہوتا	اگر منظور ہوتا ہی تو میں رنجور کیوں ہوتا
میرا ہونا تو اتنی کل کہا محروم قسمت نے	وگر نہ کوئے جاناں سے پہلا نہیں کیوں ہوتا
نہ پرتا پر تو اچھے پہاگر اوس رشک یوسف کا	خدا سے ملتی زاہد ترا اے خور کیوں ہوتا
یہ پیش حضرت آدم اگر اک مسجدہ کر لیتا	تو ابلیس لعین شیطان نہ مشہور کیوں ہوتا
نہ دکھلاتی جو مشاطہ او سے اسباب خود بینی	تو بہ صورت پہ اپنے وہ خلیں مغرور کیوں ہوتا
جو طاقت صدمہ پہنے کی نہوتی عشق باز و نچو	جفا کا خور و یونیس پہلا دستور کیوں ہوتا

گراتے تم نہ نظروں سے دل دلیہ مضطرب کو	تو پہر سنگ حوادث سے یہ شیشہ چور کیوں ہوتا
---------------------------------------	---

کیا غضب کی تری چہون نے نظارہ مارا	گویا ایمار قضا تھا کہ قضا مارا مارا
نہیں آنا زوا واجب ہوئے دشمن میرے	کرنے فریاد کہاں جاؤں تمہارا مارا

قتل ہو جانے پہی دیکھ تو قاتل ہم نے
 ہم نے گردن کو وہیں اپنے جھکا یا ہو گا
 اوسکو بے موت ہی لاش جہاں سے کہو یا
 مجھ سے عاشق کا ہے کیا مارنا مشکل تجکو
 پہلے تو قتل کیا پھر کہا ہو لے پن سے
 گزرتی منظور تجھے قطع محبت ہم سے

ضبط سے کام لیا دم نہ دو بار امارا
 تیغ ابرو کا جہاں ٹوٹے اشا ر امارا
 راہ میں تیرے قدم جس نے قضا ر امارا
 کیسو بکھرا ہوا جو وقت سنو امارا
 کسی بے رحم نے ناحق یہ بچا ر امارا
 لائے پر لائے ہتھکیوں تو نے ہمارا مارا

شب و وقت میں یہ حالت رہی مضطر
 کہی رویا کہی نالہ کیا لغرا مارا

دل کے زخموں کا کہیں تارِ فوٹوٹ پڑا
 روح تشنہ کسی میخوار کی کیا ہتی ساقی
 زخمِ سینہ پہ جو عاشق کے دیا تھا ٹانکا
 خطِ اندرِ حجب عاشق کا سوا ہٹا تحریر

ایک بیک آنکھ سے میرے ہی لہو ٹوٹ پڑا
 ماتہ سے تیرے جو یہ جام و صبو ٹوٹ پڑا
 دیکھ تجرا ح وہی تارِ فوٹوٹ پڑا
 اسی قلم کس لیے اس وقت نہ لہو ٹوٹ پڑا

چرخ نے چرخ میں مضطر کو ہمیشہ رکھا
 رقیبوں پہ نہ ہو لے سے کہو ٹوٹ پڑا

تجھ کو جھکے جیسے تیرا اے گل تر ہو گیا
 کہتے ہیں مشکِ خشن کب اد کو خوش آئے پہلا
 تیری پیشانی کی افشاں دیکھ کر اے مرقا
 بیتِ ابرو کی بندِ حجب سطر بندی کا خیال

بلبلِ نالوں کی صورت حال ابتر ہو گیا
 مغزِ جنکا زلفِ جاناں سے معطر ہو گیا
 چرخِ پیرِ منہ ہر اک آج اختر ہو گیا
 جسمِ میرا تب سے لاغر شکلِ مسطر ہو گیا

پیشتر تاثیر بھی پر آب اثرِ مضطر کہاں
 آہ سوزاں میں ہمارے زورِ کمتر ہو گیا

اوس ستمو کا بیک میں دیوانہ بن گیا
 صبا و مرغِ ہلکی ہمارے گرفت کو
 مشوق وصال ساقی ہے ذوقِ شراب

دل بھی ہزار خان سے پروانہ بن گیا
 کاکل تو دام ہو گئی تلِ دانہ بن گیا
 زاید کا ہی مزاج لورِ ندانہ بن گیا

انکاراوس نگار کا فرزانہ بنگیا مسجد بنی کہیں کہیں بتخانہ بنگیا گلشن میں آجے تراکشا نہ بنگیا	وعدہ کی شبکو پاؤں میں مندی لگا دینے وہشت خاک ہوں کہ مری خاک زشت ہے کر شکر عند لب دعا یا خباں کو دے
کیا زلیٹ مسفار کا مضطر ہے اعتبار لبریز جبکہ عمر کا پیمانہ بنگیا ۶	
تھوڑا سا فرق نوح کے طوفاں میں رہ گیا مثل کلیم ششدر و حیراں میں رہ گیا دم ہر وہ رشک گل جو گستاخیں بنگیا مجھوں اگر تھارا بیاباں میں رہ گیا	سیلاب اشک دیدہ گریاں میں رہ گیا آیا نظر جو بام پہ جلوہ نگار کا الفت کو گل کے بہول ہی جا بگی عند لب ایام خوب گزریں گے صحبت میں فین کے
رہنا لکنا گردل مضطر تو خوب تھا کیوں شانہ اوسکے کا کل بیجاں میں رہ گیا	
اشفاق گلو کیوں نہ ہو وقت رہ سن کا دیکھے اگر عالم کوئی جو بن کی بہیں کا تو بہ یہ کہاں حوصلہ ہے دُرِ عدن کا مقتل میں ہے کشتہ ترا محتاج کفن کا	عاشق ہوں میں اس کا کل بیجاں کی شکن کا غش آئے یقین ہے اوسے موسے کی طرح سے تجہ گوہر گیتا کی جو دندان سے مقابل سکے قاتل سفاک اوسے اپنا ڈو پٹہ
سونے کی طرح نذر دہوا جاتا ہے مضطر کیا جانے اوسے عشق ہے کس سیم بدن کا ۷	
ہیجرم و خطا خون تہانا نہیں اچھا جز کرے صنم اور ٹہکا نا نہیں اچھا ان آنکھوں کا ای چیخ زلانا نہیں اچھا سچ تو ہے یہی دلکا لگا نا نہیں اچھا مظلوم کا ہر وقت ستانا نہیں اچھا	شمیر کیف آپ کا آنا نہیں اچھا کرتے ہوشنا زابدو کیا خلد بریں کی ڈر ہے حجے عالم میں نہ طوفاں بہا ہو بن دامن کے پکنا ہے حینونکی محبت اسے ظالم بہداد ذرا خوفِ خدا کر

طرح - ناف میں ابو سکیم کیا مشکبختی کا -

ای ابرو دلدار تری تیر مژدہ کو | چیز سینہ عشاق نشانہ نہیں اچھا

جو عشق میں گزری سہود لے اوتے مضطر
شکوہ کا زبانہ کبھی لانا نہیں اچھا

جس لے اکبار ترے کوچہ کو جاناں دیکھا
اوس پر ہی کانہ ملا کوئی مٹا بہ اصلا
اوسے پہر کر نہ کبھی سوے گلستاں دیکھا
ملک چنات کا نا ملک پرستاں دیکھا
ہے غضب ترے رسم کا ہی زہرہ مانی
اس نزاکت پہ تجھے شیر نیستاں دیکھا
فی الحقیقت دل عاشق نہیں ہوتا ٹھنڈا
آتش بھرے دیکھا جسے تقاں دیکھا

مثل پروانہ ہر اک اوس پہ ہوائے مضطر
گر کسی بزم میں وہ شمع شبستاں دیکھا

اگر تم تیریں ابرو دکھا دو گے تو کیا ہوگا
کئے عاشق نہار دل قتل تم نے تیغ ابرو سے
عذاب زلزلت سے محو چہرہ او گے تو کیا ہوگا
اگر صاحب ہمارا خوں بہا دو گے تو کیا ہوگا
مرض عشق میں وہ ہوں شفا ممکن نہیں ہوگا
طبیبو لا کہہ تم نسخہ ملا دو گے تو کیا ہوگا
عبث تشویش ایسا خاں بندی کی کرتے ہو
کف بایں مرے خون کو لگا دو گے تو کیا ہوگا
عزت کمینچ کر اپنا نقاب اس روبرو روشن ہو
شفق میں تیرتا باں دکھا دو گے تو کیا ہوگا
کرے تقیم جب محفل میں جام ارغواں ساقی
ہمیں ہی یاد اسے یار و ملا دو گے تو کیا ہوگا

وہ ظالم بے خبر ہے اوسکو کیوں گھر مہتری
اگر تم باز دل مضطر سنا دو گے تو کیا ہوگا

سوال بوسہ پر سائل کو کر مارا تو کیا مارا
فتاحی نگہ سے کرنا ایک صنعت تو ظاہر ہے
کسی منگتا کو تم نے جانکر مارا تو کیا مارا
خندنگ ناز سے محو اگر مارا تو کیا مارا
صنم تم وہ پر ہی پیکر ہو جن پر جن ہی میں
تمہارے حسن نے پہر اک بشر مارا تو کیا مارا
تمہارے چال سے کب کی ہی چال سب سے
قدم اوسے تری رفتار پر مارا تو کیا مارا

سرا مل جب صنم کا ہی نہ تجھ سے بندھ سکا مضطر
ظلمہ پر طبع موزوں کا جو پر مارا تو کیا مارا

برطرح - زلف کو زخمی صبا سے ہو پریشاں
اگر اچھا حال نہ ہو تو کیا ہوگا
برطرح - اگر اچھا حال نہ ہو تو کیا ہوگا
برطرح - اگر اچھا حال نہ ہو تو کیا ہوگا

ایسا کر چھپے وار خنجر کا لعل میں سامنے ترے لب کے نہ رکھوں گا قدم کو جنت میں کیا عجب ہے جو ہو بیا طوفاں میرے آہوں کے یہ شرارے ہیں مثل آئینہ خود میں حیراں ہوں	پوچھہ باقی رہے نہ پیر سر کا صاف عالم ہے سنگ مرمر کا گر نہ نقشہ ہوا ترے گہر کا نام دریا ہے دیدہ تر کا چنہ تمکو گماں ہے اختر کا پوچھتے حال کیا ہو ششدر کا
مدح حضرت کی پڑے اے مضطر حق سے مانگوں کا جام کو شر کا	
یہ طائر جاں زلف سے دو چار نہوتا گرد مینا اے بیت کبھی نہ اترے در کو اسرار انا الحق تجو سب لوگ سمجھتے بیچ سوتی کبھی مصر میں یوسف کی نہ ہرگز	موجود جو خال رخ دلدار نہوتا اندر سے جنت کا طلبگار نہوتا پھر دار کا مقصور سزاوار نہوتا گر بخت زلیخا کا مددگار نہوتا
کیا خوب گزری دل مضطر یہ مشت گر پاس آئیں خاطر اغیار نہوتا	
اہل مجلس کو ذرا لطف نہ حاصل ہوگا دشت چمنی سے محبتوں کا نتیجہ یہ تھا مرد جی آئیں گے اے رشک سجا فورا گر ہینا زلف میں صبا کے اوطار بزل	شمع و پروانہ کا گرد کرنے شامل ہوگا مجھ سے دو چار کہیں لیلیٰ کا محل ہوگا جبکہ تو مقل عشاق میں داخل ہوگا چوٹنا دام بلا سے تجھے مشکل ہوگا
سخت آزار محبت کا ہے مضطر ایسا جز فضا سکی نہ بھار کو حاصل ہوگا	
شمع رویوں سے لو لگانا تھا ہوش غش میں اگر دلانا تھا تہی سکندر کو خواہش جاوید	مثل پروانہ جی جلانا تھا لائحہ زلف کا سنگھانا تھا خضر آپ بقا پلانا تھا

بر طرح - مجھ کی محبت نانا نہ تھا

کی جو ابرو کماں نے تیر زنی
کر کے بر باد محکموں بو لے
کون تھا خوں کا خوں بہا لیتا
دھل کی شب فلک گھٹائی کیا
زاہد و میری جہہ سائی کو
چشم بلبیل کا فرش ہو جاتا
ہم تھے سرشار بادۂ الفت
اوڑتے پھرتے ہوا پہ مثل غبار
کس طرح مرغ دل نہ ہنس جاتا
رہ رہ آتا ہے دہیان پیری میں

دل ہدف تھا جگر نشانہ تھا
نقش ہستی ہمیں مٹانا تھا
خون قاتل مرا بہانا تھا
روز ہجراں بچھے گھٹانا تھا
درِ حاناں کا آستانا تھا
گل رعنا چمن میں آنا تھا
خیمے سا قیا پلانا تھا
ہم کو ایسا سبک بتانا تھا
دام کا کل ہٹا خال دانا تھا
عبدِ اطفالی عجب زمانا تھا

سرسے باز سے لسن نہیں مضطر
رز نگہ میں قدم پڑھانا تھا

ترا جب ہم سے دل او سنگدل ثانی ہو پتر کا
خدا کہتے ہیں جو اسکو خدائی میں کافر ہیں
اگر وہ سنگدل بت ہے خدا را انکساری کر
مرا سنگین جنازہ جب ہوا وہ سنگدل بولا
مجھے اوس سنگدل کی سرگلیں انکھوں مارا
نہ کیوں کعبہ میں لیں حجاج بوسہ شکر سوگا
جبل عرفات پھر اے مقام حج خدا کی شاک
حبیب کبریا کے نقش پایے جب مشرف ہو
حصار ایسا بنا عاقل اگر بیٹھے عمل پڑھنے

کہاں سے وہ جگر لاؤں جو لاثانی ہو پتر کا
رہ صنعت بکھر سے بت جو لاثانی ہو پتر کا
عجائب عجبت سے وہ ہے جگر پانی ہو پتر کا
پلا میں تب اگر ملنا با سانی ہو پتر کا
بجائے گرامر قد سلیمانی ہو پتر کا
سرا پا خود بخود جب جسم نورانی ہو پتر کا
مرا تب اسقدر از حکم رتانی ہو پتر کا
نہ کیوں بہر زیارت حکم رتانی ہو پتر کا
ارے جیسا مضبوط سلطانی ہو پتر کا

دیار ہند گر مضطر نہ کیے اسکو کیا کیے
ترا شدہ جہاں اُستاد چوں مانی ہو پتر کا

منور جس دروں میں جلوہ ہو نور پیمبر کا
 گر انباری سے عصیاں کے مجھے کیا خوف خشر کا
 ہوئی تحریر حیدم سر نوشت عالم دنیا
 اذان میں نام نامی کے شامل سب کی پیش
 اٹھائے گرنے روشن سے پمدہ وہ مہتاباں
 وہ عیسی دم کریں کشتہ کو زندہ گر عجب کیا ہے
 منقش کلمہ طیب ہے میری لوح خاطر پر
 زمیں سے آسمان تک پہنچے لحظہ میں آگے
 مشرف باز یارت ہوں جمال پاک حضرت سے
 رہ ظلمات تک گر خاک چھائے خضر سا کی
 ہوا خور دی پاپے خود ہی جبریل میں قائل
 ہو احب معجزہ شوق القمرا نگشت حضرت سے
 یہ وہ دربار ہے کرتا ہے دارا جسکی درباری
 رقم توصیف کیا ہوا لیے عالی قدر سرور کی
 دلالت دہانی یاد کر شبیر کی روئے

وہ روشن دل ہوا وح دس پیمبر ماہ انوار
 شفیع جو ہیں شاخاں ہوں آمین کی ذات ابرار
 قلم نے نام لکھا لوح پیر اول پیمبر کا
 تزار تہ ہے آیا احمد مقام اللہ اکبر کا
 بنے پرداغ سینہ رشک نور رشید خاور کا
 لگا دیں ایک ہی دم میں وہ سرگرتے سر کا
 حکم حق نہیں خطرہ پیچھے دوزخ کی آغور کا
 ہوا ہلت کم نہ ہلنا ہی ابھی زنجیر کے در کا
 رسولان مہلف میں مدعا ہتا ہر پیمبر کا
 نہ ہاتھ آئے کہی مضمون تری زلف معجز کا
 نشان پیشانی والا ہیں دیکھا جبکہ اختر کا
 جہالت سے خیال سمجھتا کفار کفر کا
 غلامی مرتبہ ہے جسکی خدمت میں سکندر کا
 ہوا موجب تھا خضر عرش جسکے ہاتھ برتر کا
 بہروز حشر تا تو مستحق ہو جام کوثر کا

روح - تزار تہ ہے یا احمد مقام اکبر کا

دوستی کو دھل تا وحدانیت میں ہو نہ اسے
 نہتا اسواسطے سارہ قدر عنائے سرور کا

جو دیکھے خورشید اسکے رخی وہ تاب آدی نقابا
 ہوا غنا میں جو شامل ہی ہو جسم البشر کا حال
 جگر کا کٹر الہو کا قطرہ غم دروں سے اگر بچے گا
 حقیقت اپنی سناؤں کیا اب ہوا ہوں نتوں تو کا پس
 صنم کا عہد طفولیت ہے مزاج میں گو سہولیت ہے
 جو عتی چہرہ میں عرق گیسو ملائے اوئے سنگھیا پاہم

نجل خیانت ہو وہ اوسکی وہ آگ دی شہادت
 جو نکلا اس سے یہ جزو کامل ترایع ہی آگ آگ
 دم بادہ کش ہوں کوہ کا اسکو شربا ہی کتابا
 نکلا کہ مانتوں سے جا چکی جیتھی آگ ہی شہادت
 ابھی پراتنی چھو لبت ہے نہایت آدمی عتاب کا
 دماغ ہی کہ کہہ توئے مشک آگ ہی گلاب آدما

بیخت وازوں کی ہولناکی خفا ہوا کہ وہ ہم سے جانی
ری جو مضطر ہیں سنانی کتاب آبی حساب آدھا

حوروں سے ہی بڑھ کر ہمیں ہر تو نظر آیا
اندھیر کے باعث جو مکاں ہو نظر آیا
جب جلوہ گریام ہمیں تو نظر آیا
اک شب نہ کہی خواب میں بد خو نظر آیا
درباں ترا جھوٹ یہ بد خو نظر آیا
جس نرم میں جھوٹ شمع و نظر آیا
جھوٹ اچن میں گل شبو نظر آیا
قصہ نگر زلیست کا کیو نظر آیا
دو بد و جب وہ کہی آئینہ رو نظر آیا

غلاموں میں جب کوئی نہ خوش و نظر آیا
مرقد میں نکیرین ہی گہرا گئے در سے
حسرت رہی دل سے مرے سب طور کی جالی
ہر روز ہی رو پوئی رہی رشک فر سے
جانا در جاناں سے گذرنا ہوا مشکل
پر دانہ صفت بھل مرے ہم آپ خوشی سے
کیا کیا ہوئی یاد دینج جاناں مرے دیکھو
غصہ کیا شمشیر کیف بھی ہوا قاتل
دل سے مرے سب رنگ گذر ت راجا

اکہدینکے دریدہ دل مضطر کے لئے کچھ
گر سوزن تدبیر پہ قابو نظر آیا

لیک آسان نہیں بے چوڑا نا دل کا
شمع رویوں کا تپش ہے جلانا دل کا
گردم خواب سنا تم نے فنا دل کا
اونچی آڑھوں کے لئے چاہئے فنا دل کا
خوب صیاد کو آتا ہے پھنسا دل کا
ہوگا ظاہر نہیں اوسرود لگانا دل کا

کو بے دشوار حسینوں سے لگانا دل کا
سر محفل کہا پردانہ نے یوں سوختہ ہو
خواب میں نام کو رہنے کا نہیں خواب کہی
مانگ پرور کے لئے آئینہ سینہ ہووے
زلف کا جال بجا حال کا دانہ دیکھلا
ابتدا عشق ہے افتاد پر سے گی جسدن

بشکی کے لئے مضطر کے حدار اکر دے
کوئی اسلوب و ضعدار ہیسانہ دل کا

ہو گئی دشوار محکوز زندگانی بے سبب
قصہ خوانوں کی نہیں کچھ قصہ خوانی بے سبب

ہو گیا مجھ سے خفا وہ میرا جانی بے سبب
پاتا ہے آرام شاید وہ مرا آرام جال

یہ ایک نظم ہے آج کل کے شعرا کی

یہ ایک نظم ہے آج کل کے شعرا کی

<p>کچھ کچھ دیکھی ہے گل میں اُس گل خوبی کی طرز خط جو لایا ہے وہ دی جسے تشفی ہو مری دیکھئے نازل بلا میں ہمہ کیا ہوں اوسے آج فکر عقیقی کچھ تو کر لے حرص دنیا چھوڑ کر</p>	<p>ورنہ بلبل کی نہیں ہے لسن ترانی بے سبب قاصد اگر تائے کیوں بابتیں زبانی بے سبب پیر میں پہنا نہیں ہے آسمانی بے سبب راں لگان کر تائے غافل کیوں جوانی بے سبب</p>
---	--

<p>اہل گیا ہم پر کہ مضطر عشق کا بیمار ہے ورنہ کب ہوتا ہے رنگ زعفرانی بے سبب</p>	<p>میرے گھر شریف وہ لاتے ہیں اب جنگو لفت ہے بہتاری زلف سے حسم یہ لاغر بنا اپنا کہ حسم عشق میں ساری غذا میں بند ہیں لے لیا دل اک پری نے اس لئے کیوں نہوں اے نزع میں شا کر ترا</p>
<p>دکو ہم یہ کہے ہلاتے ہیں اب وہ سپیراؤں کا لقب پاتے ہیں اب روزن دیوار سے جاتے ہیں اب ماں مگر خون جگر کھاتے ہیں اب ہم سلیمان کی قسم کھاتے ہیں اب وہ مکی جانی کو لو آتے ہیں اب</p>	<p>کچھ فغان مضطر ہی کا حصہ نہیں عرش کے حامل ہی چلاتے ہیں اب</p>

<p>کر کدکا نہ بتلا یا رب عشوہ و غمرہ وادیا رب اب جو ہوتی نہیں رسیا رب حرف عسبیاں کو دے مٹا یا رب جو ہر تیغ سے بچا یا رب رام کر او سکو یا خدا یا رب دام گلیو ہے کیا بلا یا رب جام کوثر کا دے پلا یا رب تیرا مضطر ہے پر خطا یا رب</p>	<p>روز و شب ہے ہی دعا یا رب نقد جاں کے لئے یہ رہن میں آہ کیا آہ کی ہوئی تائیسر لوح دل سے مرے طفیل بول چیں جیں دیکھہ اونکو کہتا ہوں کیا ہی خو خوار ہے بہت کا ثمر ہو کے پائید دل رہا نہ ہوا بطفیل ائمہ اہلار منفرت کیجیو زراہ عطا</p>
---	---

تا غزل اور ہی کے مضطر
کر طبیعت کو وہ رسایا رب

چھین گرد لگو دلربا یارب کل سے پیکل ہوں کل نہیں ہل بھیر کی شب توڑ کھلی میں نے وہ کجا ہو جائے جو کہ ہو ناچے جھکا ٹائی نہیں پرستان میں جاکھائے صدم جو مل جائے اپنا دکھلا کے کھن کا جلوہ حب کوئے جھکو قتل وہ قاتل	اے کس سمت لگیا یارب ہو گیا دگو آج کیا یارب وصل کا روز بھی دکھایا رب ہے جو تقدیر کا لگیا یارب اوس پری کا ہوں جھلا یارب ہے وہ اکسیر سے ہوا یارب موجھ کھیکانہ پھر دکھایا رب سو نہ سے نکلے نہ جز دعا یارب
--	--

ہے نکتہ نام اہل سخن
کہیں مضطر کو مر جیایا رب

رویف بایے قاری

خون صد دغا جان تار و نیک ہوا کرتے میرا پ اپنی پیشانی پہ افشاں جب چا کرتے میرا پ پھر سہلا یوسف کی اتنی کیوں بنا کرتے ہیں پ کیوں بیا محشر کا ہنگامہ کیا کرتے ہیں آپ گر کہی ہو کر خفا گالی دیا کرتے ہیں آپ یہ تو فرماؤ کہ کیوں ہم سے چھپا کرتے ہیں آپ	شیخ امرو کا اشارا جب کیا کرتے ہیں آپ چاند پر ہو جائے ہیں اوس وقت تارے جلوہ گر حسن میں تم سے بیشا بہ کچھ نہیں ہے وہ غریب جان بولی کی ہزار و نکی تری رفت اسے اپنے حق میں ہم تصور اوسکو کرتے ہیں دعا جلوہ آرائی ہے لازم تلو اسے خورشید در
---	---

رازا قفا کرتے مضطر ہو گئے بد نام تم
اس طرح سے ہی کہیں رسوا ہوا کرتے میرا پ

مٹو صحرا ابھی جانا میں نہیں آپ سے آپ لچر تولدت ابھیں چل ہے قلندر چل	جھکو وحشت لے جاتی ہے وہ میں آپ سے آپ ور نہ ہوتا ہے کوئی خاک نشین آپ سے آپ
--	--

<p>جب خواگروں افلاک کا دورا قائم چشم تارک میں اکبار بصارت آجائے وام صیاد نے زلفونکا بھیا یا جہد م تہر ہرانا ہے مری آہ و فغاں سے ہدم</p>	<p>ہو گئے کشتہ ہی لیں زیر زمین آپ شکل دکھلائے جو وہ زہرہ جبین ہے آپ پہنیں گیا یہ دل و حسی ہی وہی ہے آپ حائل عرض کو حرکت نہیں آپ آپ</p>
<p>لو ہے مداح رسول عربی اسے مضطر ہونگے حامی تہذہ وہ سروریں آپ سے آپ</p>	
<p>تیز رفتی ہے اثر السانگی فریاد چپ دلوں دل سے راہ ہے سنتے ہی وحشت کی خبر فصل گل رونق پہ ہے اور بلبلیں میں نغمہ سنج ہتا درازی کا گنڈاوسکو چمن میں باغبان فصد جب اونکی ہوئی نکلا بدلتے خون مرے تیرا نقشہ کاتب قدرت نے کہیںچا اسقدر</p>	<p>تو فکر ہرگز کسی پر پہل کر بیدا چپ جہاں شیریں کہو کے اپنی اور نافرمان چپ گردیاہم کو نفس میں تو نے اے صیا چپ جب قہر لدار دیکھا رہ گیا شمشاد چپ دیکھ یہ حالت عجائب ہو گیا فساد چپ رہ گیا تصویر تیری دیکھ کر بہزاد چپ</p>
<p>دیکھتے ہیں تم کو ہم خاموش اکثر روز و شب سچ کہو مضطر کیا کرتے ہو کسکو یاد چپ</p>	
<p>سنتے ہیں ابرو کو گرد م کا کل پر فن کو سانپ کشتہ زلفا دو تاہوں کیا عجب ہے دوستو تھے جوائے جلا دائل زلف کی ناگن پہ ہم رچ میں آیا جو اسکے ڈس لیا اوسکو وہیں زلف میں شاہ جو کرتے بولہ لاتی ہے یوں زلف میں گوہر نمایاں ہیں تہاری اس طرح</p>	<p>دونوں ہیں السانگے دشمن کہتے ہیں شمشاد پر اپنا جانگر گہریں مرے مدفن کو سانپ ہو گئی پہا لسی کی رستی ہی مری گرد و شا شاعروں نے سچ کہا ہے کال پر فن کو سانپ جب طرح ہو کر خوشی پسلا اپنے بہن کو سانپ جب طرح رکھتا ہے اپنے تہہ بین شون کو سانپ</p>
<p>آج کل مضطر ہمارا مار کا کل ہے مطیع کیا عجب گر آہر کہا کر کاٹ لے دشمن کو سانپ</p>	
<p>ہزار دیکوئی جان موہ نہ دکھائیں آپ</p>	<p>ہیائے جنس گراں کو نہ یوں بہائیں آپ</p>

سب کچھ اپنے کو لرغیر آئینہ دہن ہیں
کہلی حقیقت جلوہ کی بادہ ہمیائی
نگاہ نازکے ناوک سے ہو جگر مجروح
عجب نہیں ہے جو اپنے ادا کے مفتوں کا
وہ ملتفت ہیں تو ہر کیوں ہے منت قاصد

لغین ہے اپنے ہی سی کو بہول جا میں آپ
فراخ حوصلگی اپنی آزمائیں آپ
جو زخم دشہ غمزہ سے دل بچائیں آپ
دل ستم زدہ ہرگز نہ ہرستا میں آپ
چلو کہ حال اُنہیں اپنا خود سنا میں آپ

اُخدا نے طبع رواں دی ہے آپ کو مصطر
اسی زمیں میں غزل اور ہی سنا میں آپ

جو ہجر یار کی تدبیر کچھ بتا میں آپ
نہیں اُٹھاتے وہ مجلس سے یہ غنمت ہے
جو صورت اوس سے گئی بل ہی حضرت یوسف
نہیں ہے خوب کہ جو جاں لبیب ہو دل داوہ
جو چوڑے مرگ غم ہجر تو سو شادی مرگ

بچا ہے چارہ گرد و خضر گر کہا میں آپ
کروں زیادہ ہوس کیوں کہ وہ بلا میں آپ
کہاں سے لائیں گے ہر کچھ یہ ادا میں آپ
تو اپنی سنگدلی سے اوسے سنا میں آپ
ہمیں ساوی ہے آئیں وگر نہ آئیں آپ

جو عہد کرتے ہو مصطر سے عہد کامل ہو
نہ یہ کہ کچھ زباں سے بجا نہ لائیں آپ

ردیف تار فوقائے

اوتھاؤں ہجر کے صدمے کہاں مجھ زار میں طاقت
کے اکدم میں وہ بیدم صدف عالم کو گرچا ہے
ہوا وہ ہم سخن مجھ سے تن بیجا نہیں جاں آری
کہوں سوزِ درونی گزرتو جلجلائے ابھی عالم

نہیں ہے ضعف سے باقی مری گفتار میں طاقت
یہ کچھ قائل کی ہے شمشیر جو ہر دار میں طاقت
میں سچا سے زیادہ ہے لب و لہذا میں طاقت
ہوئی مانند شعلے کے مرے اظہار میں طاقت

شکستہ خاطرِ علیل بشر سے ہو نہیں سکتی
گر ہے اس قدر مصطر اوسی غفار میں طاقت

ترے کہ خوش میں دیکھوں دشمن بل پر کی صورت
کساں ابرو مرا ناوک فلان چہا پہ ہوتا ہے

رہوں خاموش میں کب تک ہوا تصویر کی صورت
میں اک پل میں وہیں جاتا ہوں اور گزرتی صورت

ہلالِ چرخِ بجاں ترے ابرو سے مست ہو
صرا موئیں مرا غمخوار و مہم یار ہو جائے

مطر ہو مر رہا یہاں مہتری صورت
بتا بہرِ خدا ایسی کوئی تدبیر کی صورت

فغان و آہ سے میرے فلک چکر میں آتا ہے
اسے کہتے ہیں اے مضطرب تاثیر کی صورت

رکھتی ہے زمانہ میں یہ تاثیر جھالکت
ناوا نون کو رکھتی ہے ہمیشہ سے جہاں میں

یاؤں میں پہنا دیتی ہے زیرِ پیر جہالت
قمری کی طرح طوقِ گلوگیر جہالت

خالق سے شناسا کہی ہونے نہیں دیتی
واسر ہری شے ہے یہ بی پر جہالت

ہاں واقعی مشہور ہے یہ راست جہاں میں
بے جرم و لا دیتی ہے تقدیر کی جہالت

مضطرب دل سوزاں ہی کو کر خاک جلا کر
کرتے نہیں پیدا کہی اکسیر جہالت

حکمت سے بہتر ہے ہمد آستان کوئے دوست
وصفِ جنت کون سنتا ہے مہتا را و غطو

اور رضواں سے بڑھ کر پاسبان کوئے دوست
سا نے عشاق کے کچے بیان کوئے دوست

اسیئے سایہ کیا ہے سینے دو و آہ کا
آسمان ہی تا ندیکے سائبان کوئے دوست

بہول جاؤ بلبلو صحنِ چمن کے بود یاش
خواب میں ہی دیکھ لو گروستان کوئے دوست

فرحتِ خاطر دل مضطرب ویاں ہو جائے گی
چارہ گر پہنچا دو منجھو در میان کوئے دوست

تری طرزِ سخن او سرو قامت
قیامت میں مہتا را کام حضرت

فصاحت ہے فصاحت ہے فصاحت
شفاعت ہے شفاعت ہے شفاعت

ازل سے ہم گہنگاروں کو تیری
حمایت ہے حمایت ہے حمایت

ہمیشہ دیکھتا وہ مصحفِ رو
تلاوت ہے تلاوت ہے تلاوت

یہ دنیا درپے آزار میرے
نہایت ہے نہایت ہے نہایت

مجھے مقتول اس ابرو سے ہونا
شہادت ہے شہادت ہے شہادت

ترے گل سے مرے گلرو میں بلبل
نراکت ہے نراکت ہے نراکت

نورِ جہان - تجاوت میں نور کی جگہ آگاہی ہے

خشب ہمبر ہے غیروں پر تہناری
خرم سد و قامت عاشقوں پر
فلک تجھ سے بھینت زبوں کی
مجھ اس اپنے عصیاں سے خدایا
تھی امداد کرا سے آؤ مجھ میں

عنایت ہے عنایت ہے عنایت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت
شکایت ہے شکایت ہے شکایت
ندامت ہے ندامت ہے ندامت
نقاہت ہے نقاہت ہے نقاہت

بدولت عشق کے ویرانہ مضطر
ریاست ہے ریاست ہے ریاست

درد و فرقت میں بیٹے ساری رات
گر گئی مجھ پہ کار بجلی کا
مانگہ کڈ رہا آج صدقے میں
آنکھ بہتا کے ہو گئیں پتھر

کرو میں لیکے ہے گذاری رات
تیرے آنچل کی وہ کناری رات
چرخ لے کہکشاں اتاری رات
اس قدر کہینچی انتظار کی رات

الاماں کہتے تھے فرشتے بھی
سنکے مضطر کی بے قراری رات

آج مڑگاں کے کیے جاتے ہیں پیکان دست
گر یہی دست جو تکی ہے عنایت ہمبر
وعدہ خود کرتے ہو اور خود ہی مکر تھا
ایک عشوہ ہی میں اوسکے نرہیگا ثابت
دلکے ارمان سب اک روز نکلیا ننگے
دلوں تم میرے رکھو ہاتھ میں اپنے ہر دم
ہم نے اک بوسہ جو مانگا تو کہا وقت گزرن
خود بخود سامنے آ جاتے ہیں مضمون مر

نہیں باقی کسی تجھ کے اوسان دست
ایک رہنے کا نہیں کار گریبان دست
بے نوشتہ کے نہیں آپ کا فرمان دست
زاہد و بیٹے ہو تم کر کے جو اوسان دست
وصل کی شب کو رہے گرمے اوسان دست
بے پلٹنے کے کہی رہتا نہیں پان دست
دینگے خیرات نہیں آجکے دن دان دست
گر کہی بیٹتا ہوں کر کے قلند ان دست

ان توانی میں غزل اور ہی کیے مضطر
طرز بہائی ہے طبیعت کو یہ اس آن دست

مصحف رخ کا جو رہتا ہے سدا وہیاں در
 پہر گئی چپ سے تری چشم عنایت ہم سے
 استخوان کر کے خواجہ مری کہنا اوس کے
 دیکھا ہوسف کو مرے تب تو زلیخا بولی
 جان بیکریں کو فنا کر کے بکرا جیسا
 بلبل زار کو مژدہ یہ سنا دے کوئی
 ہے دعا تجھ سے کہ اے میرے محبوبا لہو

خلق کہتی ہے مجھے حافظ قرآن درست
 کہل گیا صاف کہ ہے گردش دوران دست
 سب جاناں تری دعوت کا ہے سامان دست
 فی الحقیقت ہے وہی یہ مہ کفان دست
 عاشقی کا ہے نتیجہ ضرر جان درست
 آمد اوس گل کی ہے ہوتی ہیں گلستان دست
 رہے دارین میں قائم مرا ایمان دست

حضرت شوری اصلاح جو مضطر کو ملے
 تب غل ہو یہ کہیں لائق دیوان درست

نقش قدم پیر ہے باغ سر تربت
 جہت سے دار سے سکندر سے شہنشاہ
 ہم الفت گلوں میں جو گل کہا کے مرینگے
 پیاسی نہ پیر سے روح ہماری پس مرد

سپہی ہے سر عرش دماغ سر تربت
 کم ہو گئے پایا نہ سراغ سر تربت
 کہلجائے گا بہر دیکھنا باغ سر تربت
 ساقی رہے پیریز ایاغ سر تربت

عجب نام خدا ہی تو دیا کیجیے مضطر
 روشن رہے دائم جو چراغ سر تربت

روایت نامی مشفقہ ہندی

وہ اور اوسکو مری حنین طلب جھوٹ
 ہوا ہے انقلاب حال کتنا
 رہے ناکام کیوں غیر اوسکا فن ہے
 وہ اورا غیار سے قطع محبت
 گناہ سخت بے لذت یہی ہے
 کیا وعدہ وفا کس روز تم نے

فرشتے ہی کو ای دیا تو سب جھوٹ
 کہ موجب غم کا سچ و جہر طرب جھوٹ
 دغا ریا لہو و لعب جھوٹ
 بنایا تو نے ہدم یہ عجب جھوٹ
 کہ عہدا بوسے انسان سبب جھوٹ
 کیا اے صاحب من ترک کب جھوٹ

اگر ہووے موثر اوسکے دل میں

	<p>کہو مضطر کہ ہوتا ہے عجب جھوٹ</p>	
<p>یہ کرتے ہیں دلوں کو ستمگار تلپٹ ملے جس سے میرا وہ دلدار جھٹ پٹ کرے دور رخ سے وہ جھوٹا گھٹ لگے دفعۂ کہلنے غنچے بھی جھٹ جھٹ</p>		<p>ہو خبر و یوں سے زہار غٹ پٹ بتاؤ کوئی ایسی تدبیر یار و نخل ہو کے جھپ جافری ہی شفقت میں نہیں کیا جبکہ گلشن میں اوس نے</p>
	<p>مجھے دیکھ کر بزم میں اوس کے مضطر گر نیراں ہوا غبار کرتے میں سٹ پٹ</p>	
<p>رو لطف تارے مشکلتہ</p>		
<p>رو سیاہی خضاب کا باعث ہے یہ چشم پر آب کا باعث نصفت بے حساب کا باعث صاف ہے یہ عباب کا باعث گر ہوتا نقاب کا باعث تہا یہ خنجر کے آب کا باعث ہے ہی سچ و تاب کا باعث ہے یہ کنیا حجاب کا باعث</p>		<p>ہے یہ پیری شباب کا باعث ساغر عمر ہو گیا لبریز نیک و بد کی جزا ملے گی یہی سارے عالم کو ہم فنا سمجھے سچ سے تیرے قمر انجل ہوتا لشہ لب پہنچے ہو گئے سیراب تاہوں مشہور عاشق کیسو گاہ پس ہو گاہ نہاں</p>
	<p>کیوں ہے مضطر یہ دمدم ظالم رحم کی جا عتاب کا باعث</p>	
<p>نہیں نالہ ترا تلب ہی رسا کیا باعث نہ حکایات و شکایات جفا کیا باعث اپنے گشتہ کو وہ کہتے ہیں جوا کیا باعث کہتے کیا سو کہ تو نالاں ہے سدا کیا باعث تم جو کہتے ہو بُرا اور سکو پہلا کیا باعث</p>		<p>نال و لاصف چچے اٹا ہوا کیا باعث نہ تہانہ عنایت نہ وفا کیا ہے سبب شوخی پر بخش احوال ذرا دیکھو تو بہر اندوز کیا لطف سے کس دن اپنے غیر سے ربط ہے در پردہ و گر نہ ہر دم</p>

ہے ترے کوچہ میں بار او سکو و گرنہ پروم

عطر افشاں نفس باد صبا کیا باعث
نامنہ امی جو نہ ہی ضبط میں لبس مضطر
بر سر کوئے صنم خون بہا کیا باعث

روشنی چشم

پوچھے کیا ہو ناتواں کج مزاج
جس جگہ پہ پہو تیرا نقش قدم
ریشک جنت ہے وہ گلی بہر کیوں
ترخ روشن پہ زلف مت پہلیا
سیر گلشن کا عزم مت کیجے
آخری وقت میں کہاں کا ج
رہے وہ خاک آسمان کا مزاج
کم ہو رضواں سے پاساں کا مزاج
کر پریشاں نہ اک جہاں کا مزاج
بگڑے غیرت سے گلستاں کا مزاج

مت بڑھا قصہ کو کہ ہے نازک
مضطر ادیں یار و لساں کا مزاج

دل کو بے ڈبب ہے اضطرابی آج
دیکھئے بے کدے میں چلکر شیخ
جاچکی سب جوانی او غافل
وہ حسین ہے مرا پر ہی پیکر
کر کے حاصل ویاں سے خط کا جواب
تیرے جنگ و جدل سے اے افلاک
دیکھوں کیا پیش ہو خرابی آج
لطف رکھتی ہے کیا گلابی آج
رلس ناحق نکر خضابی آج
جس کا یوسف نہیں جو ابی آج
فاصلہ آنا ذرا شتابی آج
کسکو حاصل ہے کامیابی آج

دل مضطر ہے صاف آئینہ ساں
کیجئے او س سے بے حجابی آج

وصل میں ہی رہا یہ شش پنج
رخسہ زلفیں نہیں تری دونوں
یاد کر کے ترے دُور ونداں
یو سے دو چاروں تو کیونکر لوں
درمیاں آنہ جاے کوئی رنج
مار بیٹھے ہیں یہ محافظ گنج
کیوں نہ چشموں سے ہو غیں گوہر گنج
رازدن محکو ہے یہ شش پنج

یاد رخ میں بسا ط ہے سینہ کیوں فلک تجھ کو ہے بھی منظور	آہ و نالہ میں مہرہ شطرنج عیش اختیار کو بھیں پورے
--	---

بخت مضطر میں کا تب تقدیر عیش کے بدلے کیا لکھا تھا رنج
--

روایف جیم ہندی

دکڑ کیا جن کا ہے میرے ہی دیوان کے بیچ یاد آتے ہیں وہ جب گوہر ندان مجھ کو مجھ سے زردیدہ نظر غیروں سے غشوہ غمرہ ادھی کیا یہی کہتے ہیں تجھے جن جہیز کی	زاہد و سوراہہ یوسف بھی ہے قرآن کے بیچ اشک چٹھوں سے میں بہر لیتا ہوں لٹائی بیچ بہر ہلا کیوں ہوں میں حشر و ارمان کے بیچ تیرا ثانی ہی نہیں کوئی پرستان کے بیچ
--	---

دیکھ کر اوسکو جو مال نہ ہوا ہو مضطر ایسا انسان تو نہیں عالم امکان کے بیچ

رے آؤ گے آگے بس آئین جان شاری بیچ رقیب روبرو سے ہی کامیاب ہوا رہے مقام و فامیں کوئی مقیم عیش وہ سنگدل ہے ستمگار بے وفا بے قدر اکلا فراق کی محنت کی جاں کنی کا غلط پینگنی آنکھ سے خون جگر کے قطرے چوٹ	ہوئی تمام میں اب کوششیں ہماری بیچ ہوئی تمام امری خوائے راستکاری بیچ کوئے کوئی جو صداقت کی پاسداری بیچ جواو سکے آگے کرے کوئی گریہ زاری بیچ شکایت عدم مہر نگساری بیچ تپ دروں کی حرارت سے پتھری بیچ
---	---

کند حلقہ زلف دو تاسے مال مضطر اگر ہو آنکھ دو عوائے رستگاری بیچ

روایف حای خدی

سہم شب فراق تو کیسی پیٹ آئے صبح شام فراق مجھ کو نہ ہرگز دیکھا ہو میرے لیے سموں سے بڑ بکر ہے جانگزا	کا فور اور لہن کو چھنا ضیائے صبح درگاہ حق میں ہے یہی میری دعا صبح تیرے بغیر باغ میں آئے جاں ہوا صبح
--	---

ظالم نہیں جو مجھ پہ زخم کر	خالی بہنیں اثر سے مرے ماہی کے
گدڑی ہے انتظار میں شہابی دعدہ	کیا رنگ اب یہ دیکھئے اپنا دکھائے صبح

مضطر دعائے نیم شبی ہے یہی مری	
ہر صبح دیکھوں میں وہ رخ دلکشائے صبح	

سیکھا ستم وہ چرخ سے صیاد کی طرح	کر تا ہے مجھ پہ ظلم جو جلاؤ کی طرح
مغموم ہو نہیں وہ کہ غم یار ہر گہری	سمراہ میرے رہتا ہے ہزار کی طرح
کرتا نہیں ہے کہہ ہی اثر میرا تیرا	سنہ قہار اسخت ہے فلاؤ کی طرح
سہم نام دل رہا ہے اخلاص سے ہمیں	کیوں کہو میں جاں شیریں کو فلاؤ کی طرح

مضطر ہوئی ہے شیفہ ایک لیل جا کر	
سمجھتے تھے پہل عشق میں آفتاد کی طرح	

حال ہے صہیا کو پایا جو دانہ کی طرح	دام کا کل میں پسند دل جا کے شانہ کی طرح
دن کو تم ملتے نہیں ہم سے لگانے وارگر	خواب میں ہی شبکو آجاؤ بگانہ کی طرح
تو ہی موجب ظلم کرتے اے مرے رشک فر	آسمان نے تجھ سے سیکھی ہے ستارے کی طرح
مرغ دل کیونکر نہ ہو وگرنہ بیجاں کا اسیر	خدا کی رخ یہ جب نمایاں ہو تو کوئی کی طرح
شہر باں غزلیں ترے نوؤں کو لیتی ہیں گھبرا	جہم سے پر حیاں نکالے تیرا نہ کی طرح
شب کو وہاں فکر جنابندی کا موجب ہے یہی	یار نے ہم سے بنائی ہے بہانہ کی طرح
جان شیریں دی جنہوں نے عشق میں فرما دیا	ذکر کرتا ہے جہاں اوز کا فسانہ کی طرح
کیا ہی شوخی ہے مگر رونے پہ فرماتے ہیں وہ	گوش زو آواز کچھ نہ ہوتی ہے گائیکہ کی طرح

گر سبب طبع جولانی سے مضطر ہو کر	
فکر کے اوسکو نرا دوتا زبانی کی طرح	

روایت خامی

ہجر میں اوسکے زندگانی تلخ	وصل میں ہے مزاج جانی تلخ
نہیں اشکوں کی یہ روانی تلخ	سوز ہجر ال کی ہے نشانی تلخ

<p>وصل اور ہجر میں نہیں ہے چین آب شیریں ہے گر تو آب وصال ترش رو ہو کے بار بار مجھ سے طفل ناداں کو اپنا دل دیکر</p>	<p>دونوں صورت ہے زندگانی تلخ ہے سوا اسکے اور پانی تلخ بات کرتے ہیں وہ زبانی تلخ مفت کر بیٹھے ہم جوانی تلخ</p>
<p>اس فکر میں راندن ہے فلک گدزی مضطر بہ زندگانی تلخ</p>	
<p>کیوں ہے ہر ایک بات پہ دیتا جواب تلخ دل کشمکش سے آزد و ثنا سے چٹ کیا کیا قطع عرض حال اپنے کہ دہاں مجھے قاصد میں تند خوئی کا اوس کی اثر ہوا شیریں مثال اوس بت شیریں کلم کو</p>	<p>اونکے لبوں سے گر نہیں لیتا جواب تلخ اجاہو اجو آپ نے لکھا جواب تلخ قطع نظر جو اب سے ہے یا جواب تلخ جو ہے ہر ایک بات پہ دیتا جواب تلخ بیجا ہے گر کہے کہ سینگا جواب تلخ</p>
<p>شیریں سخن اگرچہ ہے مضطر وہ پرو پر محب کو کیا کہ ہے مرا حصہ جواب تلخ</p>	
<p>رو لفت وال مہملہ</p>	
<p>الفت دے مجھے ایزدستان محمد اک حق سے تو تم کہو دے سب سے زیادہ جس در کی گدائی کی متناہے ہر اک کو مداح فرشتے ہیں دل و جاں سے تمہارے یہ ارض و سما ہی نہیں ہوتے کہی پیدا رضواں سے فزوں کیوں ہنور تیر میں شہر</p>	<p>مشتاق ہوں یا حضرت سجان محمد کلمہ ہے ہی آپ کے شایان محمد حقا کہ وہ ابواب ہے سلطان محمد انساں ہی فقط ہیں نہ ثنا خوان محمد ہوتی نہ جہاں میں جو عیاں شان محمد بائی جو کوئی عہدہ دربان محمد</p>
<p>کیا غم ہے بچے نابلس خورشید مضطر سر پر ہے مرے سایہ دامان محمد</p>	
<p>راز الفت کا وہ کرتے نہیں اظہار پسند</p>	<p>دل ناداں نہیں ہم کو ترے الوار پسند</p>

عشق میں تیرے یہ تکلیف سے مانوس ہو
خیر سے کیوں کہوں مت بل کہ براہوں اس سے
سرو قامت کو کیا تیری خرامان پیدا
ہیں گرفتار خیالات برہمن اور شیخ
جان ناچیز کروں اوسپہ خدا اپنی مگر

دل کو مرغوب الم جان کو آزار پسند
آگے ہی سے ہے اوسے صحبت اختیار پسند
تیرے صانع کو یہ آئی تری زقار پسند
اوسے تسبیح خوش آئی اوسے زقار پسند
کیا پسند آئے گی اوسکو کہ ہے دشوار پسند

سرور برہمن سخن ہندی حسین اے مصطر
خوش ترے بخت جو فرمائیں یہ اشعار پسند

لگائے سر میں گل تر اگر فلیل کی بوند
متھارے ماتھوں اغیار عطر تو بوں لیں
برستے اشک ہیں آنکھوں جی طرح آبر
تمام رنگت سر ڈوب ہوں تماشا ہے
جگر کے آگ یوں اشکوں کے آب سے بھر کے
متھارے سبزہ رخ پر ہے یوں عرق زریبا
جگر سے کہنچ لی برہمی نگہ کی گرسفاک

معطر عطر سے ہووے یقیں ہے تیل کی بوند
نہرا حیف ہے ہی ہمیں نہ تیل کی بوند
بہلا دکھا تو سہی کوئی آنکھ میل کی بوند
لگائے یار جو پچکار بونکے کھیل کی بوند
کرے ہے جی طرح خدیون شمع میں تیل کی بوند
نظر میں جس طرح خوش آئے برگیل کی بوند
جہان کہنے لگے خونگو میرے سیل کی بوند

سخنوروں میں متھارا ہی کام تھا مصطر
ثبوت کر کے دکھائی ہر اکب میل کی بوند

روایف ذال مجہ

طیش دل کے جو مضمون کا لکھوں گا کاغذ
انتظاری خط دلدار میں اے قیمت حیف
ہے ترے حسن خدا داد کی مدحت مرقوم
تشنہ لب بات کاہوں مجھ کو اشارات سے کیا
صوختہ دل کی اعانت ضرر اپنا ہے تمام

نامہ بر اونچی طرف جائیگا اور تاکاغذ
وعدہ ہی موت کا آپہونخانہ پوچھا کاغذ
ریشک فرمائے ارم ہے مرے خط کا کاغذ
حرف دو کافی تھے لستکین کو نہ سادا کاغذ
حال دل جس میں لکھا وہ ہی جلا یا کاغذ

النفات او کھو نہیں آہی جانب مصطر

افانہ کیا ہے جو تم نے اوٹھیں لکھیا کاغذ

جہاں کے دل نکر و بے گناہ کو ماخوذ چھپاؤ زلف سے اپنا نہ تم رخ روشن کیے ہزاروں ہی تسخیر سانبہا شتر سے جو فوق اعلیٰ پادنی کو سو عجب کیا ہے	کہ کرنے کوئی دزد نگاہ کو ماخوذ کرو نہ اہم کے ہالہ میں ماہ کو ماخوذ نکر سکا کوئی زلف سیاہ کو ماخوذ پیادہ کرنا سے چالوں میں شاہ کو ماخوذ
--	---

جواب حشر میں لکھا اسکا بن نہ آئے گا
کیا چھ مضطر حال شاہ کو ماخوذ

رولف وال مشفقہ بندی

ہے غیر کو ایسا مگی یار پر گھنٹ عاشق یہ یہ ستم ہے نہیں بواہوں چو دل او سکا گر ہو سنگ تو آتش سے نرم کرتا ہے راز فاش رقب اور وہ خوش یا شیخ صاحب ادسکی گلی میں بجائیے چلتی نہیں زبان ہی تو اس کے سامنے	کیونکر ہووے طالع بیدار پر گھنٹ ہے اعتماد عشق طلبگار پر گھنٹ بجایا ہے اپنی آہ شرر بار پر گھنٹ کسکو ہو پردہ پوشی اسرار پر گھنٹ یا کیجئے نہ خوبی دستار پر گھنٹ کس بات پر غرور ہو کس کار پر گھنٹ
---	---

مضطر کو بے عنایت حال کا اسرا
ہو گا کیونکہ خوبی کردار پر گھنٹ

تہا جانیں حکو جنگی آشنائی پر گھنٹ سفرت فرد لبشر اس کے کرم کے ساتھ حلوہ فرما نام پر ہو تو کہ خورشید فلک آئینہ رو کو ہرے اسباب خود بینی ندے	او کو اب ہوتا ہے بیکر فانی پر گھنٹ زاہد و کرتے ہو کیوں تم جبہ سالی پر گھنٹ ہیول جائے ہو کے ناوم خوشنالی پر گھنٹ ہو گا اسے مشاطہ ورنہ خود نمائی پر گھنٹ
--	---

خوامش تقدیر سے تدبیر کچھ چلتی نہیں
ہے عبت مضطر کو منت آزمائی پر گھنٹ

رولف راسے چھل

حسوت چلا مار مرا گھر سے نکلا
 کیا چل گیا ہے کہ ابو چل چل سے
 کہا یہی ہدم وہ اگر بت مجھے پوچھے
 نالے گئے جو جو دل مضطر سے نکلا
 گردش میں ستار رانا زلیختا ہمارا
 برعکس جو تقدیر نے تاثیر دکھائی
 ہوئے نہ مشابہ برج زیبا کے عرق سے
 جوتی ہے غایاں مرے یوں سینہ سے آتش
 یاد و رفتان میں روئے لگا خدم
 اے یس بجا حکم خدا کس طرح لانا
 بہتر نہیں ہر کار کی اس سے کوئی تدبیر
 واعظ مجھے جنت کے اگر لاکھ دے دیو کے
 افسوس مرے مرنے پہ سب روئے ولیکن
 رندوں جو تعریف سنی کوئے صنم کی
 دل سے کروں تعریف جو دندانِ صنم کی
 آشفہ دماغوں کو ہے خوشبودی موافق

ہمراہ ہیں سولیا دل بر سے نکلا
 ناز می ہوا کفیلہ ہم سے نکلا
 اس کے گھر ہوئے تھے گھر سے نکلا
 ہوئے وہی افلاک پہ اختر سے نکلا
 آئینہ گہی اورچ پہ ہر سے نکلا
 خط گر گیا مفار کہو تر سے نکلا
 آئے ہی اگر عطر گل تر سے نکلا
 ظاہر ہوں شررِ جھڑجھڑ سے نکلا
 آنسو مرے سینے لگے گوہر سے نکلا
 جاتا ہے نکس کوئی خود مر سے نکلا
 انجام کو جا ہوئے اگر زر سے نکلا
 خواہش نکروں کوچہ دلبر سے نکلا
 آنسو نہ بچے چشم شکر سے نکلا
 زاہد ہی چلا خانہ ابر سے نکلا
 پیداؤ معنی ہوں سمندر سے نکلا
 آئی جو ملک زلف معبر سے نکلا

محکم نہیں یہ تو بھی او کا کل مشکیں
 سودا ترا جائے دل مضطر سے نکلا

یا خدا بن پڑے کوئی تدبیر
 بے خودی تھی جو لے لیا بوسہ
 تیری تابی نہ ہو سکی صورت
 کہم کو زندہ نہ مائے گاقا صد

جس سے اپنا ہو وہ بتا بے پیر
 بیچتا ہوں نندو مجھے نقدیر
 کہنچی مانی نے سیکڑوں تصویر
 تو نے آنے میں گر کر سی تاخیر

انتظاری میں خط کے مضطر ہوں

بزارچ - اس کا گھر تو تھا تو گھر کا

خوش کرو بھیج کر کوئی تحریر

دے آئے وہیں ہر اوڑ اوڑا کر تو چپکے ہو گئے کچھ جھڑ جھڑا کر رہا زلفوں کا مضمون جوڑ جوڑا کر خمیدہ ہو گئے ہم مڑ مڑا کر	لئے گو ہم قفس سے پھر پڑا کر دیا میں نے جو پیغام شب و صبح نہ شانے سے بن آئی موٹ گانی دیا دل جب سے تجھ کو سرو قامت
---	---

دیا مضطر کو عشق بت خدا نے دل و جاں دین و ایماں سب جوڑا کر

کر چلا کیوں غیم لبیل تیغ تیراں جوڑ کر بار نخل زندگی سے شربت نفرت مجھے لاکھ لکھ لکھ لکھ کوئی تعویذ لیکن اپنے پاس بے تامل کر قفس میں قید رہا زونہ کاٹ یوسف ثانی کی میرے سنگے شہرت کیا عجیب	قتل گرا برو کماں اک تیغ تیراں جوڑ کر میں اسے کہتا ہوں کب سیت نخل جوڑ کر میں نہ کہوں حرز جاں تعویذ جاناں جوڑ کر میں نہیں جانیکا اسی صیاد زنداں جوڑ کر دیکھئے آئے زلیخا ماہ کنعاں جوڑ کر
--	--

میں سب ہو کر چلوں غیبی کو مضطر کس طرح کون دینا سے گیا ہے بار عصیاں جوڑ کر

صیاد پھر کئے دے مرے دل پہ نظر کر ہر وقت نہ ترسا مجھے تو اویٹ ترسا لوں نام ہی ہرگز نہ کہی خلد بریں کا داغوں کی یہ سینہ ہے مرا رشک گستاخ	پابند محبت کے مگر تیغ نہ پڑ کر آہ دل رنجور سے اکدم تو حذر کر مدفون ترے کوچہ میں جو ہو جاؤں میں کر اے گل کہی اسمیں ہی پے سیر گذر کر
---	---

ہر شب شبِ فرقت میں یہ مضطر کی دعا ہے بارب تو کہیں چاک گر بیان سحر کر

ہوا جہنم زن گرومرا گشتن من قد کر ہوا رونق فراہم پردہ چاند کا ٹکڑا بننا سینہ مرا غریب الیکسیر لے کماں ابرو	مبارکباد لبیل کہا او سوقت چہ چہ کر او پٹی انگشت ہر سے اوی کو ماہ کہہ کہہ کر تیری تر فرہ کے مگر لہر صد مہ کو نہ کر
---	---

نہی تاثیر کو کچھ الفت نے رویا کرچہ میں نہا

پڑے ماسور رخساروں پہ میرے اشک پہ پہچان

لفظ تیار کر مضطر جو کل کو کار آمد ہو
رکھی ہے آج کیا صندوق میں پوشاک بند بندہ کر

موزوں نہ نورتن میں فقط گورے ڈنڈ پر
وہ سرزمین ہے کوچہ قاتل کی سرور
زخمی جگر وہ ہوں کہ کہیں چارہ گر چھ
اسے آہ تجہیں کچھ یہی تو پایا وزن نہیں
قلا بے آسمان وزمین کے ملائے کیوں
اسے ابر آبرو نہیں رہنے کی ہر تری

جوشن ہی جوش زن میں فضا کے گھنڈ پر
بہل ہزاروں لوٹتے ہیں جسکی ٹھنڈ پر
یہ زخم وہ نہیں کہ جو آئیں کورنڈ پر
نازاں عجب تھے ہم ترے جسم سینڈ پر
ملا اگر نہ اذقہ کا ہوتا پہکنڈ پر
آیا ہمارا گردل دریا اُسنڈ پر

مضطر نصیحتوں کا ہونا صح کے کیا اثر
بے شرم و بد معاش زمانہ کے گھنڈ پر

وفا پر ہیں خدا جلے کہ میں وہ بیو فانی پر
خج ناماں ہوا جب جلوہ گراے منہ جبین تیرا
جواب خط وہ دیوں یا ندیوں یہ خدا جاتے
رسالی تیری لے آہ رسا او سوقت جاٹینگے
کہا پہلو تہی جب سے مرا رشک مسیحا نے
لب شیریں کے بوسوں کا جو سائل اُٹنے ہوتا ہو
نہ اسے آشنا وہ بعد مردن دفن ہی کرنے
نہ کیونکر تجہ قریاں ہوں حسین نام خدا تو ہے
اما سے ناز سے عشو سے دل چھین جیتے ہیں
وہ روئے ہے ہی طینگے سم دو لحظہ نگذرتے گا
کہا جو رجھائے شکایت دل چور سرتا با
لشکر کی مغفرت کا جہ پیرا اسکے گرم پر ہے

ار سے دل ناز ہے تجکو عبت اپنی صفائی پر
فلک آیا قمر قریاں کرنے رو بنائی پر
دیا ہے نامہ بر تو پر بیچ قیمت آزمائی پر
جو ہم سے وہ ہمارا شوخ آجائے رسائی پر
پڑا رہتا ہوں مردہ کی طرح سے جار پائی پر
خفا ہو کر وہ کہتے ہیں کمر باند ہی گدائی پر
بہر و سہ جنگی رکھتے تھے ہمیشہ آشنائی پر
خدا ہوتا ہے پروانہ شمع کی روشنائی پر
خدا یا کر غضب نازل ہوئی درباری پر
جب آئیگا مقد زار سا اپنی رسائی پر
پڑیں پتھر کہیں اوس سنگ کی آشنائی پر
بہر و سہ زائد و کرے ہو کیا ہر جہ پائی پر

مظہر دینی نو رنگ برنگے غصہ میں آیا ہوں دل لگا کر

میں نے بھی دل لگا کر
کیونکہ وہ ایک
اندر کے ایک
کن خدائے مست

	<p>نہ خیر گار کہا دل مضطرب نے یہ کہہ کر ابھی خیر صدمہ ہو نہ قاتل کی کلائی پر</p>	
<p>دین سے زخموں کے دوں عائن کجیجہ کہہ کر وہاں خیر سے دوید و چلے شہید و نہیں خوں بہا کر کر شہد آنکا ہے کیا یہ کہہ کر جلا دیں گرد و نکو لب لگا کر نیچے قہر کا محل ہے وہ ہنس رہا ہے کہیں نہ لگا کر قدیم رشتہ کا جو مکان ہے تو یاد و غافل آئے کیا</p>		<p>کرے جو شوق ستم ستم جگر پہ تیر ستم لگا کر کہا قاتل تیر خو ہو جسے شہادت کی آرزو آپنا خون میں ناز ابن مریم نہیں جینے کا اپنے کو غم وہاں وہ غم جو غم غلج سے جو اس جسے یہاں غلج ہے سر آفانی نہیں کل مکان ثابت اسکو یہاں کہاں</p>
	<p>جو دام گیر میں کو پیسے کا نہ زلیت ہر نہر نکل سکے گا زمانہ مضطرب ہے گارے گا انہیں میں دل لگا کر</p>	
<p>وہ صفا کجیجہ ہم سے ادا ہوتے نہیں کلاں کے پر کیا خطا سرزد ہوئی کاٹ گئے بائیل کے پر یک بیک مرتا نہیں مرنے تو ہے گہل گہل کے پر ساقیا ہوتے جو پیدا کجیجہ ہی جام مل سکے پر سایہ افغان کیوں ہو وہاں طائران کلاں کے پر خود خود آتے ہیں اور کلاں صلیب لکھ کر</p>		<p>ہوں میر طبع کے طائر کو کو سبیل کے پر آستان گر نہک گیا پر چہ پتہ اسے صیاد کہہ جاں گدازی عشق شمع و یوں میں بشر دست بیعت جیسے ہوتا رند مشرب جگر سبز رنگوں پر ہوا ہوں میرے مرقہ کے لیے وہ قلندر ہوں کہ میری دلق پوشی کے لیے</p>
	<p>کہتے ہو میر پرستان تم جو مضطرب رات دن کیونکہ حاصل تھے ہیں اپنے ہی مل کے پر</p>	
<p>اور غیر دماں رہتے ہیں کر وٹ کے برابر ہو نہیکے ہیں قبر میں مر گٹ کے برابر آنکھوں سے رواں اشک ہیں پٹنگ کے برابر دل رہتے ہیں لٹکے ہوئے اس لٹ کے برابر</p>		<p>جا سکتے نہیں ہم کو چہر لٹ کے برابر وہ سخت بلا آتش فرقت ہے صنم کی جیسے کہ ہونی چاہ ترے چاہ ذوق کی شانہ سے کہو زلف وہ سلجھائے سحر کر</p>
	<p>باعث ہے ترے رعب کا مضطرب نہیں کوہ شک بدلتے ہے عدد رنگ جو گر گٹ کے برابر</p>	

اے اہل جہنم یہ تم سے فلک ضرور
وہ شب ہی ہم کو شب ہے شب قدر سے سوا
لٹ زلف عنبریں کی نہ اٹکا ہے ضم
تیر لگا ہار کے وہ چوٹ ہے بلا
قشقہ گچا نیکی ہمیں کافر بنا سنے گی
تاہوں کیا بخت جگر کے غریر تر
افشاں چین یار کی افسردہ سے نہک
کینچی جو میں نے سینہ سے اک آہ اٹھیں

تم بیو ہمارے ساتھ تو بہر مقام ضرور
جس میں کہو کہیں ہم ترے رخصتی جہانک
نازک کمر کو آپ کے ہوگی بچک ضرور
مرتا نہیں تو جاتا ہے سال سسک
اوس ماضی برہن کی جہیں کی تلک ضرور
چھڑکیں گے آب اشک بجائے مک ضرور
سہن و فخر کی جانی میں آنکھیں چپک
جلو اسے گی یہ دیکھنا سقف فلک ضرور

مستطرق کی شے آو جگر سوز دل خراش
بے چین سو رہے ہیں فلک پر ملک ضرور

صدہ باد خراش سے دل نہ تو ٹھکین کر
تو حسین وہ ہے کہ تیر احور و غلاں ہی سدا
ظلم جو چاہتے تو چھپر اوہت بے دین کر
نقد جہاں حاضر ہے جیسا ہیں زلف رن کر
خود بخود برہم نہیں وہ شوخ تیرے آجکل
شع میں یہ کہہ رہا ہوں اس تغافل گشتے
جان سے جس سنگدل نے محکوم را یا خدا
رام کرنا ہے مجھے اک لعنت جس کا ضرور
تاہو مرقد میں قاتلی تیرا کشتہ بے قرار

بہر بہار آئے گی بلبل کچھ ذرا تسکین کر
ذکر لاتے ہیں زبان پیر آفریں حسین کر
یہ عدو کے سامنے میری نہ تو تو میں کر
کیا کرے گی بہر دل بیتاب میرا چین کر
کر دیا برگشتہ اعدا نے او سے تعلق کر
آکھیں اب تو گذر اپنا سر بالین کر
اوسکے کوچہ میں جنازہ ہے مرا سنگین کر
ہوڑے دیکھو یا خدا قبضہ میں ملک چین کر
اپنے ہاتھوں اوسکی تو چھین کر تکھن کر

تار قم ہوں و صف مجھ تنہائی یار کے
طبع ملک مضطر کو خدا یا اے رہی رنگین کر

نہ موت مانگوں تو کیا اگر دُش فراق جانیں لگا
اب آئے تھے تار گہر پر پر نہ ہرگز تم آج دلبر

یاد آئے تھے مجھ پر شب پیار بچہ بن ملک ہو کر
بہر بہار آئے تھے دل میں ہزاروں دہان اُنک ہو کر

پتنگ بازی تیری شہو سنا ہے جیسے یہ دل ہمارا
 نہ جھٹسا کوئی حسین دیکھا تھیں لیکر کے چین دیکھا
 کرو نہ دلو کو کبھی کدھر جو ہو سکے تو جلا ہی بہتر

اڑا چہرے ہوا یہ مارا مثال کا غنڈہ پتنگ
 خود کیا تو مہ جین جہا نہیں روم و فرنگ
 کہیں نیک قیل و قال نہ ہو شیشہ بڑے بے رنگ ہو

حصول مطلب میں اضطراب نہ لو کیا کر کہ ہے خرابی
 جو چاہے مضطر تو کامیابی تو ہو گی حال و رنگ

روایت رائے مشرق ہندی

جو ہو پڑیں ہیں سر تری زلفونہ لڑ لڑ
 سمجھتا ہوں میں اوکو ہولوئی چٹریاں
 اذان دی شب وصل مرغ سحر نے
 خوشی ہو گئے کچھ اوکی ہے یہ علامت
 یہ دشمن ہیں اکٹھے کہے پر نہ جاؤ
 سڑپ مرغ و لگو وہ صیاد سمجھا

اد نہیں دی سے عداوت زنجیر گہر گہر
 لگاتے ہو تم ٹمچیاں جو کہ سٹر سٹر
 کلیجہ لگا ہو لے او سوقت دھڑ دھڑ
 کہ ہیں ٹوٹتے خود بخود بند ٹر ٹر
 سنو تم نہ ہر گز رقیبوں کی بڑ بڑ
 تماشا جو کی دام گیسو میں پھر پھر

زباں پر ہو مضطر کے کلمہ ہستی کا

لگے جبکہ سینہ میں دم کرنے گہر گہر

مال اسے نہ چاہتے تو دل اس نے جگر چھوڑ
 کہ یہ سے کیا منع جو کی نالہ کی رخصت
 باقی نہ ہے خانہ خرابی میں دقیقہ
 جاتی نہیں اس سوز سے افسردگی دل
 اتنا ہی نہ میر جم ہو چھپر کہ میں ظالم
 کہتے ہیں کہ غرتہ ہے ہنر عیب سے ذلت

جو کچھ تیرے جی میں ہے وہ آج لو کر چھوڑ
 خوش ہو مٹر افشانی سے دی سلگ کر چھوڑ
 لاں اے اشر کر یہ نہ دیوار نہ در چھوڑ
 اب انجم پہناں تو کوئی اور شر چھوڑ
 او بٹہ جاؤں کہیں در تیرے راہ گزر چھوڑ
 کر عشق میں تحلیل یہ عیب اور ہنر چھوڑ

مضطر تیری امانت کا نہ بھاجد نہ جو کامل

شیروں پہ گیا تجکو بہت طالب زر چھوڑ

رولف زائے معجزہ

<p>جنا کا شیوہ ہے جس سے وفا کا ہوتا انداز ہمارے کوچہ سے آتی ہے جو غیر نشان ترے کرشمہ کے وشنہ نے ابکے دکھلایا جگر مرثہ کا نشانہ ہے دل نگہ کا ہدف سقم ہے غمزدہ ترانہ ہے اگر آفت پری کو محو ہو خود داری و خود آرائی</p>	<p>بتا تو اسے بہت اعتبار میں یہ کیا انداز تو کیسے کیسے دکھاتی ہے ہر عبا انداز حکم کے زخم کے گلکاری کا مینا انداز ہر ایک رکھتے ہیں اپنا جدا جدا انداز ادا ہے تیری قیامت جو ہے بلا انداز جو دیکھے ایک نظر ہی تری ادا انداز</p>
---	---

بہت سے دیکھے ہیں مصطر نے ناز میں دلبر
 مگر کسی میں نہ پایا یہ دلربا انداز

<p>کیوں نہ اوس رخصت ہو جس خدا واد یہ ناز چرخ کو ہے مرے نالوں کے سبب سے جھٹش بے رگ جاں کو مرے خار مغیلاں کافی شاید اب تک نہیں دیکھا قد موزوں تیرا</p>	<p>رکھتے ہیں اہل دول و دولت ایسا دیر ناز بلبلو تم کو عبث اپنی ہے فریاد یہ ناز اے طیبو نکرو تشر قصاد یہ ناز قرباں کرتی ہیں کو کو سے جو نمٹتا دیر ناز</p>
---	--

دیکھو ایجاد خیالات سلف کے مصطر
 کیلئے تجکو ہے میرا اپنے ہی ایجاد یہ ناز

<p>تجکوں ہے رخ زیبائی ترے دید یہ ناز تشنگی میں لب شیریں ترا چوسا جس نے نامہ بر خوبی قسمت سے مرا بہولا راہ میری دانست میں وہ لوگ میں طلق جاہل</p>	<p>جس طرح چرخ کو ہوتا لبش خورشید یہ ناز اوسکو ہرگز نہ مالذت بتیرید یہ ناز اور قاصد کے رگ میاں ہیں تاکید یہ ناز خود پسندی سے جنہیں اپنی ہے فہمید یہ ناز</p>
---	---

چہ پیمبر کی محبت سے یہ دولت حاصل
 کہ ہے مصطر کو سدا گلہ توحید یہ ناز

رولف سین مہملہ

<p>محبت میں بتو کے ہم شہید نام سو سو کوس ہوا دیوانہ سودا کی چار نام سو سو کوس</p>	<p>محبت میں بتو کے ہم شہید نام سو سو کوس ہوا دیوانہ سودا کی چار نام سو سو کوس</p>
--	--

ہر ایک رکھتے ہیں اپنا جدا جدا انداز

لیا پہلو ہی جیسے مرا آرام حال تو ہے
تری جب زلف کو دیکھا کہا یہ خوشنویس
تری حاجت بنیں قصہ ہمارا شوق دل بہم
جہاں میں بتا پستی کا ہوا ہے اس قدر چا
غیر فرق سے بیکوثر بنا راندن حاصل

نہ کیجا آج تک الیا حروف لام سو سو کوں
اور اگر تارے ایک پل میں پے پیغام سو سو کوں
کہیں سننے میں آئے نہیں اسلام سو سو کوں
وصال یار کے ایدل گئے ایام سو سو کوں

سمند طبع کو مضطر بیدان غزل جو لال
کر دالیا کہ جس سے مشہور نام سو سو کوں

جہاں عشق لبو پیچہ دل نگہ زان کے پاس
شہری ہے گر غذا غم پہاں تو ہی بہت
شاید معالجہ ہو مرخصی فراہ کا
گر لیلیا ہے نامہ تو معدوم ہے جواب
کوچہ میں اُسکے اور بڑھا ہے جنوں عشق
وہ بھی کوئی ہوں کہ تغافل شمار یار

اب کیا ہے تیرے شیفہ بینوا کے پاس
سامان عیش و ناز ترے بتلا کے پاس
پہنچا دے کوئی اوسکو طبع کے پاس
کیا کیجیے حال اُس بت نا آشنا کے پاس
شدت ہوئی ہے درد کی دار الشفا کے پاس
پوچھے تمام حال ہمارا بتلا کے پاس

دل سے امید یہ ہے کہ مضطر لبون احق
پہونچوں میں آستان رسول خدا کے پاس

مکو فریب جو کہ میں اہل وطن کے پاس
لبرار ہی ہے اوس نے روشن پہ زلف دل
چل دی جو جاں عزیز ہے اسے مرغ جاں بچہ
ایوسف کا طرح خاکے ہو پردیس میں عزیز
مگر گنگلی ہے حضرت دل آکو کمال
نعمتیں وہ ہوں کہ اہل مسرت مرا کوئی
بدلہ میں اُس ڈوٹیکے اے آسمان لو
کرو فن عجوبہ قبر میں لوٹ آئیں کیوں سہ

کا ہیکو شعبہ میں وہ چرخ کہن کے پاس
جب طرح سائب کہلنا پیرا ہو تن کے پاس
لسبل کا وہ نہ ظلم ہے ناوک فتن کے پاس
پر التجانہ لائے اہل وطن کے پاس
سیراب خاکے ہو جیسے پھاؤ ذوق کے پاس
غنجوار بنکے آیا نہ بیتا کثرن کے پاس
رکھو کہ چاند تارے کی چادر کفن کے پاس
رہتا کوئی بھی ہے کہیں دور دواہج کے پاس

طرح۔ جنگل کا گرجا ہے چارے چمن کے باغ

روایف الشین

ہے تاظہور جلوہ جاناں قیام ہوش
دعویٰ علوی صرف کاساتی کے سامنے
ہوں اوکی چشم مست کاسبت خیال میں
وہ ہے ترا کرشمہ خجندی کہ حسبہ سے
دہو ہاتھ ہوشیاری سے ساتی کے عشق میں
چاہیں ہیں ہم ماحوت بخود دی عشق ۴

سجودے گا سر تو پہلے خروستے سلام ہوش
مست کر کہ ناتہ میں ہے اوسیکے زمام ہوش
مست کر کہہ ندیم مجھ سے امید کلام ہوش
دعوائے خون بہانے دل و انتقام ہوش
یہ میکدہ ہے میکدہ میں کہا ہے کام ہوش
مطلوبہ ناصحی ہے تجھے گرد و ام ہوش

مضطرب کہے حقیقت کہنہ جمال کیا

ہے تاظہور جلوہ جاناں قیام ہوش

جسکے ساتی بنگے زاہدے کو خود فرمائے نوش
اکھڑ کیا آب و غرض کا ہر مو میرے لیے
لغزش کی ہر حفاظت کرتے رہنا دوستو
غیر تو سرشار ہوں ساتی شراب و صل سے

زند مشرب جامے کیونکر نہ پہر کجا نوش
ہے غذا نخت جگر اور خون مل ہے جا نوش
استخوان جب تک سگ جانان کجا ہے نوش
اور ہم کو ہجر میں ہوں شکام لائے نوش

گسار ہی ہے ہم کو مضطرب ساتی کوثر کی یاد

کرتے ہیں اسوا سطلے ہم بادہ مینائے نوش

لبیٹوں ہے یوں اس دل بیمار کی بندش
ہم رند و نکومت چھٹیر یو زاہد سر بازار
کر شوق سے در بند جو کرتا ہے پری رو
نمائے کہی مجنوں کو وہ نافہ لبلی

کرتا ہے کوئی جیسے خطا دار کی بندش
ایسا نہو بکھری پہرے و ستار کی بندش
کیونکہ مگر رو دین دیوار کی بندش
ہو جاتی اگر یارے طلبگار کی بندش

کیونکر کرے اظہار حقیقت دل مضطرب

سنتے ہیں وہاں ہو گئی گفزار کی بندش

و کہہ جلوہ یار کا ہم یوں بولے اکبار عش
ہو نہیں لاؤ نہ ملک و عش میں رہنے دو پڑا

جس طرح موسیٰ کو آیا تالاب کسار عش
شاید آجائے کسی سے شک وہ نکرار عش

حسن پر میرے ہمیں تاب نامہ یوسف لو ہی
عاشق جاں باز جیتے تھے چمکائے سینے سر
دھیمہ جلو لو لہا مامصر کا بار بار جس
دہشت ابرو سے قاتل کر گئے اغیار غش

جانب قاتل میں جاتا سر کے بل مضطر دے
ناتوانی کے سبب آنے لگے ہر بار غش

رولف صا و مہملہ

گر کرے قاتل تری صمصام رقص
میرے نالوں کی کشش سے جا بجا
دم فنا ہوتا ہے ہر ٹھوکر کے ساتھ
لوٹنہو گا مرغ دل ہرگز رھا
جو ہیں شائق نغمہ داؤد کے
گر تلاش گلی نہیں باد صبا
خونہا اپنا کروں الغام رقص
کرتی ہیں دیوار سفوف و بام رقص
اے پری تیرا ہے قتل عام رقص
کس لئے کرتا ہے زیر دام رقص
اونکو دکھلا اے بت خود کام رقص
کس لئے کرتی ہے صبح و شام رقص

ناتوانی کے سبب مضطر مرے
ماتہ میں کرتا ہے ہر دم جام رقص

اے دل نہو ہا بھول کے ہی بتلائی حرص
ہیں جاگزین سچ فحاشت میں جو لبشر
دینا کی ساری خاک ہو گر لقمہ دہاں
در بائی ختم ہیں ڈوبے ہو ریتے ہیں صدا
آفت ہزار جان پہ لائی ہے مائے حرص
رکتے نہیں رسائی و مانگ بلائے حرص
تو ہی نہو حرص کی کم اشتہلے حرص
کھلاتے ہیں جہاں میں جو آستانے حرص

یارب تری جناب میں مضطر کی ہے دعا
دنیا میں میرے گرد پہنکنے نہ پائے حرص

خود داری و تمکین کو کرتی ہے فنا حرص
و چاہے تکر نامی کے لشکر کو ہر میت
بتا ہر کہا جیکو ترقی طلبی نے
اس فیض سے کام اوسکا جو چلتا ہے لوگوں
ہے شیوہ ہوا اپنے تو دلوں نہ لگا حرص
کرتی ہے بلند اپنے جو سنت کا لوا حرص
اتدر سے ہے کشتہ ساز وہ فزا حرص
رکے نہ ترے کو چہ میں جائے کی صبا حرص

الہی ہے صف اول کو سیاہی سے مکر جتنے مغل ہیں متفر ہیں سب اس سے	ہوتی ہے اس آئینہ میں جلوہ نما حرص البتہ ہینا لینے کو ہے دام بلا حرص
--	--

دنیا کی خدا یا مرے دل سے دے مٹا حرص مصطر ہے جناب احدیت میں دعا یہ	
--	--

رویف ضا و معجم

ہوں شیفہ ترا چہ فرحت سے کیا غرض تحصیل مدعا میں ہو طالب کو شرم کیوں مت کیجے بیوفائی اختیار کا کلمہ مالاں ہے کیوں تو غم سے دل بدعی عشق ہے اپنا شیوہ خلق ہے آئینہ کی مثال	خواباں ہوں سرے کو چہ کا جست کیا غرض پروانہ شمع خواہ ہے کثرت سے کیا غرض مطلب یار ہیں اہل الفت سے کیا غرض گر ہے نظر رخسار شکایت سے کیا غرض ہم کو محبت اور عداوت سے کیا غرض
--	--

ہو نامے شعر گوئی سے مصطر کا غم غلط دیوان کی اشاعت و شہرت سے کیا غرض	
--	--

خلد سے مطلب ہے ہما کو اور نہ ضلوع غرض شبیل یوسف چاہ میں گرنیکو سب موجود ہیں ثبت پرستی کرتے ہیں جو حق پرستی چھوڑ کر استحانازیب محفل ہو سکے دیکھو کس قدر	ہاں فقط رکھتے ہیں اک دیدار چاہاں سے غرض رکھتے ہیں جتنے سرے چاہ رخسار سے غرض دین سے مطلب اوچکو اور نہ ایماں سے غرض رکھتے ہیں پروانہ تجہ شمع شبستان سے غرض
---	---

اسلئے رکھتا نہیں وہ ساز و ساماں سے غرض سلسلہ مصطر کو ہے زلف دہراز بایر سے	
--	--

رویف ط و حملہ

رکھتے ہی قاصد مراد لوار کے روزن میں خط ڈر یہ تھا اشکوں سے کاغذ لکھتے لکھتے تہہ بجا عاشق لیلیا ہوئے ہیں اور یہی محبوں بہت رشتہ گل سنتا نہیں یوں تو مرا احوال دل	خوف ہے آئے نہ دست و دشمن بدلتن میں خط جانگر تر کر لیا ہے اسلئے روغن میں خط لکھتے ہیں اک اطلاعی قیس کو ہم سن میں خط جی میں ہے برگ جنا پر جا لکھوں گلشن میں خط
---	---

برطانیہ - خود غلط انشا غلط انشا غلط

<p>کہوں نہ تو ابروئے خمدار قاتل سے شہید کنج گیا روز ازل مضطر کے ہمارے گدھن خط</p>	
<p>گر کرے سو گند سرتا پا غلط گفتگوئے سختی خارا غلط لیک اک شہرہ نوازی کا غلط ذکر دل آویزی طوبی غلط گر کرے گل حسن کا دعویٰ غلط ادعاے آہوئے صحر ا غلط یعنی کہو یہ بیاں سارا غلط جو کہے مہر تو ہے تو ایسا غلط</p>	<p>تجسس ہووے وعدہ کا ایسا غلط تیرے دل کی ہولے ہاں اے ہر ماں کونسی خوبی ہے جو جھٹ میں نہیں تیرے قد دلبری کے سامنے تیرے روئے رشک مہ کے روبرو تیری چشم مست سے نسبت ہے کیا زلف و عنبر کہوں لیکن ہے ڈر لعل و گوہر کیا لب و دندان ہیں کیا</p>
<p>جیسے مضطر ایک شاعر نے کہا خود غلط انشا غلط ا ملا غلط</p>	
<p>رولف تار معجم</p>	
<p>کسینے ایسے جہاں کہاں اُٹھائے خط زیادہ اس سے کوئی ہوگی کیا غذا خط پہنسا کے دل کوئی کیونکر بہلا اُٹھائے خط لکھا تھا کتاب قدرت نے غم بجائے خط</p>	<p>شبِ صال میں جو جو کہنے پاسے خط حکمر کے کوفتے کہانے کو اشک پیسے کو پہری ہوئی ہیں پلا میں ہزار کا کل میں کہا تھے عیش میسر بہلا ہمیں ہوتا</p>
<p>پئے وصال سہا کر فراق کے صدر سے عذاب پہنچتے ہیں مضطر سہی برائے خط</p>	
<p>جہاں وہ جلوہ آرا ہے وہیں خط تو مجھ کو اس سے کیا اے ہنسیں خط بچے کیا زائد خلوت گزیں خط سراپا تہ رخاں ناز نہیں خط</p>	<p>ہمارے باغ سے ہم کو نہیں خط کیا ترک اختلاط اختیار کا کر ذریعہ فرحت دل کا ہے جلوت سراسر جلوہ حسن بتاں لطف</p>

وہ اٹھکے غمزدہ مائے دل لیں حظ	وہ اٹھکے غمزدہ مائے دل لیں حظ
وہ لب غیرت فرائے حور عین حظ	وہ لب غیرت فرائے حور عین حظ

ہے مصطر جلوہ گر کثرت میں وحدت
اٹھائیں دیدہ مائے دور میں حظ

رولیف عین مہملہ

گر نہیں میر گستاں پر وہ گل خوشتر رجوع گنبد گردوں ابھی بہتا ہے مثل جناب وہ جس جابر دے خمدار قاتل کا ہوا سرسختی رکھتا ہے ہم سے کس لئے پچاں شکن جال کا دھوکا نہوتا دام کا کل پر اگر زیب افشان جب کیا کرتے ہویشانی کو	باغیاں کیوں بلبلیں ہیں لہجہ سنجی پر رجوع چشم گریاں ہو جو روئے پر مے دم لہر رجوع ہم نے بھی کی او سجاہ ہو سر کف اکثر رجوع ہر چہرہ ہم تو تہیہ سے رکھتے ہیں اکثر رجوع پہر تو اے صبا دھوئے مرغ دل گنہ رجوع ٹوٹ کر افلاک سے کرتے ہیں سب اختر رجوع
--	--

اے دل مصطر طلا بہتا ہے مشت خال سے
ہوتی ہے انسائی تہ تریر حسیب اگر رجوع

جبکہ ہوتا ہے ہم سے یار وداع جاں سے آرام مانگے ہے رخصت آخری کرتے ہیں حواس سلام جب چلے تم تو بزم میں کیا ہے خوب ہو بیڑے جانے سے پہلے تم جو جاتے ہو بے خبر جاؤ	ساتھ ہی کرتا ہے قرار وداع دل سے ہوتا ہے اختیار وداع موش و تمکین اور وقار وداع ہو گئی باغ سے بہار وداع ہوئے جاں سے تن نزار وداع نہ کہو محبت سے بار بار وداع
--	---

کیا کہوں کیا گذرتی ہے مصطر
جبکہ ہوتا ہے ہم سے بار وداع

جب ہوا وقت سفر ہم سے وہ جاں الوداع سانہ کو چر کیا فرقت کی آگ پر ہر دلی	ہو گئے دینا کے مجھ سے سار ارماں الوداع یوں کیا ایک برس بنے زمناں الوداع
---	--

حضرت شاعر - عشق میں اداسی لالہ کے لئے کہا ہے داغ + پاؤں سے سر تک پائیز داغ ہیں بالائے داغ +

لشکی سے جس نے آبِ تیغ قاتل بنی لیا	ہو گیا کوثر کا اوسکے دل سے ارمیہ الوداع
جل مرتکبے آتشِ حسرت سے ہم پروانہ دار	اگر ہوا تو بزم سے سٹخ شہستان الوداع
کیوں ہو مضطر کو مشکل منزل ملکِ عدم	
جب وہ ہو دنیا سے لیکر یارِ عصیاں الوداع	
روایف غین معجم	
کیوں اٹھاتا ہے ہمارے قل کو ہر بار تیغ	ہے ہمیں کافی تری وہ ابرو محمد ابر تیغ
میرا سینہ تیری ابرو دیکھ لوں کتنی بے خلق	کیا سپر نایاب ہے اور کیا ہے جو ہر دار تیغ
تیغ ابرو نے کیا سہل صفتِ عشاق کو	آج تک دیکھی نہیں ایسی کوئی زہر تیغ
اشکارا سب پہ جو ہر تیغ ابرو کی ہوئی	خون میں جیوت میرے ہو گئی سرشار تیغ
جبکہ مضطر دشمنِ بدطن فلک پر مہل	
کیوں نظر آئے نہ اُٹھتے بیٹھے ہر بار تیغ	
فرقت گلزار جیسے ہم نے جلے پائے داغ	وہ کہاں لالہ کو گلشن میں میرا داغ
مہسری رخ سے ترے شمس و قمر نے جیسے کی	پرتے ہیں دونوں ندامت کا جگر برکات داغ
ہو دامن گیر قاتل کوئی ادس نے اسلئے	اپنے دامن سے ہمارے خون کے دلوائے داغ
سو گلشن گرتے رعبت ہی اے غنچہ دہن	دیکھ لے سینہ مرا ہیں کہل رہے گلہا داغ
کر کے الفت خونریزوں سے بناؤ ہم کو تم	
کیوں دل مضطر اٹھائے داغ میں بالاداع	
مارتا ہے لاف گورخ سے ترے روشن چراغ	پر کہاں سے لائیکا یہ رنگ یہ روغن چراغ
آبِ اشکِ آتشِ فرقت سے یوں نالائخ دل	جس طرح پانی کے پڑ پڑے کرے شیون چراغ
کیوں نہ پوشیدہ کریں وہ زخموں میری آہ سے	خوفِ صحر سے جہالت میں تیرا دامن چراغ
پر دہ فائوس میں جہالت ہے ہو کر منفعل	جب ترے خنکے مقابل آئے روشن چراغ
شمعِ دیونگی یہ ہے سوئے محبت کا اثر	میری مٹی کے جلا کرتے ہیں جو بن بن چراغ
واعظا تاریکی مرقد سے ہم ڈرتے نہیں	سینہ سوز انیس چھو دکا مرے روشن چراغ

شیخ رویوں پر فدا ہو گا دل مضطر اگر
 نانا بد چلتا رہے گا برسہا بد فن چراغ

رولف فائے موحدہ

ہوا مدت میں سڑی بی خبری سے واقف
 دل ہوا بچھہ وفادار سمجھ کر قرباں
 نالہ و آہ سے میرے نہیں ڈرتا وہ کہی
 چشمِ فغاں پر سگر ہیں وہی از لبِ مثنوی
 ہے ترے نانا کچھ اور ہی عالمِ ایجاں
 غنچہ دل بہ متبسم ہنؤ کو مکر اس سے

کہ نہیں تو مری سوزِ جاگری سے واقف
نہوا شیوہ پیداو گری سے واقف
کیونکہ ان دونوں کے پہلے اثری سے واقف
جنگو و عوٹی سے کہ ہیں فتنہ گری سے واقف
یہ پری میں ہی نہیں ہوں میں پری واقف
ہوں میں فیضانِ لقمہ سحری سے واقف

ہیں مضطر کو بجز دوست نوزدی کچھ کام
خوب ہوں اور سکی میں آشفۃ سری سے واقف

ہو مخا طب چشم ز میری جو طوفاں کی طرف
الفت لیلیٰ شامک میں ہوا جسے جنوں
لطف یاں جو ریتیاں پائے پہنچے اس لئے
مصحف رخسار کا یوسہ لیا ہو گر کہی
خواب میں رہتے ہیں میرے رات بہر مار سیہ
کی دلع خیر سبکے ہو خدا حافظ ترا

سہ کوئی دہقان مذکیبے ابرہہ راں کیطرف
و حسرت دل لے چلی محجوبیایاں کیطرف
خلد میں دیکھو نگاہ کب میں حور و غلہ نکیطرف
حافظو اٹھو الوحمہ سے ماتہ قرآن کیطرف
صبح جسدن دیکھتا ہوں زلف پیا نئی طرف
میں غلہ جسد میں چلا اوس زلف پیا نکیطرف

سچ بتا کس یوسف ثانی کی ہے سچ کو تلاش
تو جو ہے مضطر حلال ہے آج زندا نی طرف

رولف ولف

پکائی دیکھتے ہر دم میں تیرے در پر برق
پڑی قہر سیر و پہ آہ بسکر برق

فدا ہوئی ہے تمہاری مگر نظر پر برق
سیاہ رنگ پہ گرتی ہے کیونکہ اکثر برق

(حضرت سید) یہی یہ جگہ ہے جس سے دل و جگر پر برق آہی سے ٹپکے کہ ہر سحر و جادو

مفتہاری برق نگہ نے جلایا دل میرا
عجب ہے حال نہ جیتا ہوں اور نہ مرنے ہوں

فلک سے ٹوٹی ہے ناگہ خدا کے گہر پر
 نگاہ کی جیسے گری ہے مرے جگر پر برق

تمامِ خرمنِ بہتی میرا پونہ نکا جس سے
گرائیِ عشق نے مضطر کے ایسی سر پہ برق

کیا بیاں چھی کہ کیا ہے فراق
 لوگ کہتے ہیں جانکنی ہے سخت
 یاد میں بھی ہے عذرا اب الیم
 وہیں کی کیفیت بھی ہے معلوم
 خون لاکھوں کی کیا لیکن
 ماتواں ہم ہیں دیکھئے کیا ہو

قہر ہے ظلم ہے بلا ہے فراق
 سخت تر ایک جانگزا ہے فراق
 پرز بادہ الم فرا ہے فراق
 لیک سچ پوچھو تو بُرا ہے فراق
 تشنہ لب آجنگ رہا ہے فراق
 طاقت و صبر و آزا ہے فراق

گر نہ امید وصل ہو مضطرب
مگر عشاق کو بلا ہے فراق

روایت کا مفہود

ظاہر اس حق سو ویکال پر سوں اتر سوں تاک
 ہے یہ ہے نام گم سو جس کتاب ل کے صفحہ
 تراکی جب ہوئی آدھ صبا بل سے کہتی ہتی
 ترسا آدھ بت ترسا ہمارے طائر دل کو
 یی ناکہ کشی گر ہے ترے عشاق لعل کی
 بر چلنے کی سن میری کہا رو کے جھنوں نے
 ملنا ہی رشک ملی کیا کتاب عشق میں جوں

رخ اغیار فق ہو و یگا کل پر سوں تر سوں تک
 پر لپٹاں وہ ورق ہو و یگا کل پر سوں تر سوں تک
 تر سوں و لکو قلع ہو و یگا کل پر سوں تر سوں تک
 ٹر پر حجاب تجی ہو و یگا کل پر سوں تر سوں تک
 بگر گردوں کا شق ہو و یگا کل پر سوں تر سوں تک
 صحران ورق ہو و یگا کل پر سوں تر سوں تک
 ہمارا سہق ہو و یگا کل پر سوں تر سوں تک

ہے گرم نرم شعر تو پیرا سخن غلظت
مات سی ادق ہو پیگال پریوں اتھروں تک

آلش ہٹانے سے ورزش دل اب یہاں تک

لا سکتے ہم نہیں جسے ہرگز زباں "ملک

سلسلہ (حضرت شمس) دلی می دیا نہ ہم نے نہیں بلکہ حوالی ملک بہ تہی نہ لائے حرف شکریت ز باب ملک

کس گل کی دہرم دھام ہے گلشن میں اسی صبا السر سے استیفا پر سش بتان ہند ملتا پتہ ہمیں نہیں اوس رشک حور کا	مصرف انتظام ہے جو باغبان تملک زاہد بھی آیا کعبہ سے کوئے تہاں تملک خواہش سے جسکو ڈھونڈھ سکتے لاکھ تملک
--	---

سب جل تجھیں کے فرش سے ناعرش اک قلم مضطر کی آہ پہونچی اگر آسمان تملک	
--	--

روایف کاف ہندی

لفظہ جگر کے رہتی ہے ہر دم دہن میں آگ کہنچوں جو آہ سینہ سوزاں سے بیجاں اوس لب کے سامنے ہنر کی بعل کی ہو قدر یہ دشت تفتگان محبت کا ہے دلا	چہ سوختہ کے نکلے نہ کیو کر سخن میں آگ فرش زمیں جا گئے چنچ کہن میں آگ لگجائے جسکے ذکر سے ملک امین میں آگ نالہ کی جائے نکلے ہرن کے بدن میں آگ
--	--

مضطر ہوں اونکو غیروں سے جب گرم چشماں حسرت سے کیوں لگے نہ مرے تن بدن میں آگ	
---	--

روایف لام ہند

فرش زمیں کو بھی ہوں گراں بار یار سول چہ سے خیفہ وزار کا اس بکسی کے وقت سکو مدنیہ ہند سے سو بار ہوں رواں ہو نصیب روضہ والا کا اگر شرف جب لور کا جہا نہیں ہوا آپ کے نلور کی جیت سوئے خاک توں ہو سرنگوں جب سوچ اپنے انگشت کی دراز نخل میں طے کیا شب معراج آپ نے عرش بریں کو آپ یوں تشریف لیگئے میری زباں سے کلمہ طیب ادا ہو بت	حاسد ہے چہ چنچ سنگار یار سول جز آپکے ہے کون مددگار یار سول گر سوش حضور کی اکبار یار سول خواہیدہ بخت ہو مرا بیدار یار سول کسر اکا قصر ہو گیا مسما ر یار سول شرمندہ دلیں ہو گئے کفار یار سول دو ٹکڑے چاند ہو گیا اکبار یار سول ارض و سما کا عرصہ دشوار یار سول عینک سے جی طرح ہو گاہتہ یار سول جب روح سے جدا ہوشن زار یار سول
--	--

میرا جو سحرمل ہے دل زار بار سول	قرباں ہو ترے نام پہ لیل و نہار رہیہ
خواہش ہے کسکو دریم و دنیا بار سول	در کی تمہارے خاک ہے اکیر سے سوا

جز اسکے اور کچھ نہیں مضطر کی التجا	
ہووے نصیب آپکا و مدار بار سول	

سینہ میں مثل برق طیاں یہ دے دل بڑ بڑ کر کے اس سے کوئی نہیں دو دل ہوئی تجھ نہیں کہی فکر غذا ہے دل سینہ میں اب یہ حسرت دل ہے بجا دل اب روئے یار لکھتے حاجت روانے دل ہے یہ گذارش غم نہاں سرائے دل	لیا ہو بیان حالت بی تاہینا ہے دل نیر کی خیال یاد سے لستیں کیوں نہ دے وہ کو نہاں ہے وقت کہ جب وقت غم نہیں دل حسرت وصال میں اپنا تعلق ہوا تیغ خمیدہ ہے کہ ہے محراب اہل راز سمجھا ہوا کیوں مصائب عشق بتاؤ سہل
---	---

عاشق سے ہو زیادہ جسے بوالہوس غر بڑ	
کیوں اوس صنم کے عشق میں مضطر حلائے دل	

ہر گستاخ سے تجھے کون نکالے بلبل ذکر کیا خوف جو صیاد کو آئے بلبل اشک بے فائدہ جو چاہے گرا لے بلبل طرز نا لونگے ہمارے نوازا لے بلبل کچھ دنوں جو ر خزاں اور اٹھ لے بلبل شرط انصاف ہے لے دیکھ دیکھ لے بلبل عشقنازوں میں ذرا نام لکھا لے بلبل سیرگشتن کی اگر ہم سے راضا لے بلبل نخلخانہ زلف معبر کا منکا لے بلبل گفتگو راز کی آ کہنے لے کہا لے بلبل فرش گل صحن چمن میں تو چھا بلبل	آستان دلیں جو گلچیں کے بنا لے بلبل اشک خور زریق کتنی ہی گرا لے بلبل تیرے رونیسے نہیں ہونیکا طوفاں سربا ہوگی فریاد سے صیاد کے دلو لرزش بہر وہی عیش کا سماں ہے بہار گلشن خوشحال ہے ترا یا گل رعنا میرا ہم سہری کیجیو حاننا زونے پیچھے پہلے جل لعل شوق کیوں کوچہ گلرو کی طرف مجھ سے بیہوش کو گرہ نہیں لانا چاہے تو ہی مشتاق ہے اور ہم بھی عاشق گلرو سننے ہیں سیر کو وہ غنچہ دہن ہے آتا
---	---

پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل
 حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل
 اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل

پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل
 حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل
 اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل

بعد مر وں ہو میں شرطِ رفاقت ظاہر کوچ ہے گلشنِ بہتی سے عدم کو تیرا دہل شب وصل ہزاروں ہی دعائیں ملے	پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل
سچ بنا کا فرج سلجھا کے ہیں تو نے بال بال ہے سیدہ بھی کا پیر ہے یہ اثرِ شبِ قر ہائے قاتل جھگڑا رخسار سے ہمارے کر دیے ہو گئی مشہور کو ہستاں میں یہ کبکب دی	پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل
دیکھ کر اب مجھ کو مضطرب سنیہ سوزاں نرہ زن سمجھے تھے کوئی آفتنی اور کوئی تیرہ تال	پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل
سنگیں دلوں کو گویا اپنا لگائے دل نذرانہ ہو قبول ہمارا یہ شاہِ حسن ناز واد او غشورہ و غمرے ہوں جب ہم حیات و نونے دہر کے سے زلفونکے دام میں	پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل
مضطرب سے عید کو بھی ملے گروہ دلیر با سینہ میں کبر خوشی سے نہ پہلا چائے دل	پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل
نظر بد سے ترا محو تار ہے دل قاتل تیغِ بروسے جو رہتے ہیں ہمیشہ دو جا فوج کی وقت میں جنبش نکروں کا مطلق واہرے شوقِ شہادت کہ ہے لب پر ہر دم	پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل
وجد میں آئیں گے مضطرب کی طرح برگی درخت نونے آتش جو کہیں بروہ محسوس قاتل	پہلے شہر سے خود جوڑ چکا ہے بلبل حرفِ رخصت کوئی اہل کو سنا بلبل اگر گلا مرغ سحر کا تو دبا ہے بلبل

روایف میم

یہ سیر سیر خطا ہے کہ مشک خطا سے ہم
ہوتا یقین ہے خلق کو آواز صور کا
صحن چین میں کونسا آتا ہے رشک گل
افلاک ہفتیں کو ہی آتا ہے زلزہ
دل دیکھ دل رہا ہے لیا ہے کیسے ہی
اوس رشک گل کی کچھ تو خبر دے کہی نہیں
دینے ہیں نسبت آپ کی زلف دوڑا ہے ہم
جب محو شور ہوتے ہیں آہ و بکا ہے ہم
سنتے ہیں شور بلب لغمہ سرا ہے ہم
کچھ کام جبکہ لیتے ہیں آہ رسا ہے ہم
خوٹاں جو اپنے دلائے اوس دریا ہے ہم
کہتے ہیں صبح و شام یہ باد صبا ہے ہم

مقصود ہمارا سینہ کنائی طرح ہے چاک

جب سے کہ عشق رکھتے ہیں اُس نہ لقا ہے ہم

سوئی چشم سرمہ سیا کی قسم
غمرہ و عشوہ واداک قسم
لطف دلدار کی وفا کی قسم
شکین کا کل دوتا کی قسم
کوئے دلدار کی سوا کی قسم
حیرت حسن جلوہ زار کی قسم

تلیو ہم سے نہیں حیا کی قسم
وعدہ کتل پر وہ کہاتے ہیں
ترک خوئے وفا پر کرتے ہیں
رکھ پریشاں نہ ہجر میں ہم کو
خجکو محروم اے صبا منت جوڑ
جاں بلب ہوں نہ موخر چہا چہی سے

ابو اسے بت ہو رحم مقصود ہے پر

دیکھہ بنیاب ہے خدا کی قسم

روایف لون منقوط

کیا بلانا زل کرو گے نا گسانی اندنوں
تیرا مجھوں کیوں ہوں آنا تو انی اندنوں
عقل جبکہ خط ہو نہ زار ومانی اندنوں
اور کیا اسکے سوالوئے نشانی اندنوں
راہگاہ کہوئے ہو کیوں نا حق جوانی اندنوں

پہنتے ہو پیرین جو آسمانی اندنوں
تیرے باعث اوس پر یکا سر کو زانو ہے نصیب
کنج کے تصویر تیری پیر ہلا کس سے صنم
وقت رخصت یوں کہا داغ جدائی بہت
عہد پیری ہو گا جب آغا فلو پچھا وگے

نظم - جانی بلب کی گانی اندنوں

پیر دو بارہ و بقیۃ	میر جگر مراد آبادی	پیر دو بارہ و بقیۃ
گر کہوں سن لیجئے احوال مضطر کا ذرا	کہتے ہیں سب کو نہیں ذوق کہانی اندونوں	
<p>خانہ یار میں اغیار پڑے رہتے ہیں رز مگہ عشق میں عاشق تو بڑے رہتے ہیں سہ سوار یکا دو نہیں شوق ہوا ہے بہانہ تک جس طرف کو وہ نکلتا ہے ستمگر سفاک پہنچیاں ہاتھ نہیں اونکے تو پہنچ جاتی ہیں روزہ دار ونکی طرح کان لگائے اپنا بڑیاں بہار لسی محکو ہی پہنا دے خدا موشگافی کا جہاں میں نہ کہیں ہو چرچا</p>	<p>منظر ہم پس دلوں پر گہرے رہتے ہیں بواہوس جتنے ہیں پیچھے ہی گہرے رہتے ہیں رات دن باد کے گہوڑے پہ چڑھے رہتے ہیں رنجی دو چار سیر راہ پڑے رہتے ہیں پاؤں بوسی کی تمنا میں چہرے رہتے ہیں در پہ شستاق سخن تیرے گہرے رہتے ہیں زیب پاؤں کے سناہنے کے گہرے رہتے ہیں بال زلفونکے یہ کیوں سر پہ چڑھے رہتے ہیں</p>	
ہے حر لیسو نکی رگ و پے میں تعفن مضطر	سخت کم بخت فلاطت میں سڑے رہتے ہیں	
<p>فرستو مجھے کیا ہو پوچھتے بندہ خدا کا ہوں زباں سے کلمہ طیب ادا ہو اس گہری میری مشرف دولت ایمان بھلا کا یہ نشانی ہے گہرا لکھنؤ میں کہیں گہر کا چہرہ ہے نشاط و عیش میں سیر سرور آخر امتی ہے نہ کیوں عقدہ کشائی ہو مری ایک شکل میں</p>	<p>مجھے عشق محمد ہے میں عاشق مصطفیٰ کا ہوں رواں دار فنا ہے جس گہری ملک کا ہوں زباں سے جو فقر میں کلمہ قابو نیلی کا ہوں گہر کا منظر اس دم حبیب کبریا کا ہوں دلا مغنوم حبیب میں شہید کربلا کا ہوں دل و جاں سے سدا خادم شہ شہ کا ہوں</p>	
خدا و نادل مضطر کی میرے یہ تمنا ہے	مشرف باز یارت بادشاہ انبیا کا ہوں	

قید نفس سے محو عیت و سفا رہائی
 حاسد رقیب کیا کیا جل جل کے خاک ہو گئے
 وصلِ صتم کی شب کو بولا اگر مودن
 دینار اور درم کے طالب یہ دلربا ہیں
 موتی کو تپ ہے نسبت دانوں سے تیری جابا

ستہ دی رہی نہ طاقت پرواز بال و پر میں
 تشریف آج لائے گروہ ہمارے گہر میں
 صبح قیامت آئی جانو ننگا سر بسر میں
 جز نقد جاں محبوباؤں کہا لئے زار میں
 گر کچھ چمک دکھو آرا کشی گہر میں

مضطر غذائے تم کو عالی طبع کیا ہے
 اک اور بھی غزل ہونا در اسی بھر میں

زلفوں کا تیری حبیب سے سودا ہوا ہے شکر
 چوسے ہے سنگ کعبہ ہر کس بقول شاعر
 ہوں سر و لب پہ آہیں اور زرد ہو سکے چہرہ
 حسن بیاں کا تو نے اسے ماہ دم بہر ہے
 جس بہت نکلا قاتل باندھی کر کے تیغا
 قربان جان و دل سے حوریں نکول لیا
 مرغوب اسلئے ہے پوشاک چار خانہ
 جیشِ نکاح کو ہوسے اے ساکنانِ گردوں
 اغوش لیں ہمارے جب سے نہیں وہ دلیر
 نازک خیالی اور نکلا غلطی سے تہنوں سے

کالی بلا ہے میرے آہوں پر نظر میں
 ہوتی ہے بیت پرستی ابو خدا کے گہر میں
 عاشق اوسیکو جانو جو دوسر میں
 اس واسطے لڑا ہے دھبہ ترسے جگر میں
 پہونچا دی طرفہ کو سینہ کیسے سپر میں
 ثانی ترا پری رو کسب ہے کوئی بشر میں
 عادت ہوئی ہے اُسکو پہنکی گہر گہر میں
 آہ و فغاں میں اپنے رکھتا ہوں وہ اثر میں
 پہلو کو چیر دیکھو دل بھی نہیں برہن میں
 تابہ نظر کو باندھا ہمسر شری کمر میں

نابراں کو بھی ہوگا وہ طور یا دمضطر
 جو طرز اشکباری رکھتا ہوں چشم تر میں

ہو کیا آگ مجھ سے جلوه ماہ کی شہر میں
 آہ نکالے آگ پر پتلیوں بنا کر تیر میں
 بکھرے بانو میں تیری آگ بکھری دونوں پر خار

کچھ تو آخر فرق ہے قرآن میں تفسیر میں
 سیکڑوں سوراخ پیدا ہویں چرخ پیش میں
 یوں نظر آتے ہیں جیسے مت ہیں رنج میں

بظاہر ہوئی ہے بیت پرستی ابو خدا کے گہر میں ::

<p>ہوتے ہیں رخصت ہوئے ہوتے ہوں ہوں خاکپائے مار آجائے کہیں سے ہاتھ گر میری نظر و لہجہ وہ پہاں شوخ رہتا ہے دم صید گاہ عشق میں بس وہ مرا ابرو کماں ناصحا باتوں سے بڑے عشق چھٹا ہے کہیں</p>	<p>اور ہر ماہر دقت ہوں موردِ قصیر میں اوسکے بدلے لوں نہ ہرگز نہ کہیں اکسیر میں دیکھے آئینہ میں جسکی رکبتا ہوں تصویر میں جب شکار افگن بنے بنجاؤں پونچھ میں چل رہے خاموش رہے سرت ہر فقریر میں</p>
---	---

<p>ان خوابی میں غزل اک اور ہی مضطر لکھو فضل حق سے ہو محفوظ زور ہے تحریر میں</p>
--

<p>دبدم گر شو بس ہر طرح تدبیر میں کوہ و صحرا ہکو بخشے دونوں شاہِ عشق نے قتل کا اپنے نہیں غم محکو لیکن یہ ہے در خون سروانہ پہ محکو دی سراسر زنی قتل کر قاتل نے لاشہ گر پھرایا کو محکو کہہ نہ چو چو حال جیسے زلف کا سونا سجا</p>	<p>پر وہی ہو گا نوشتہ جو کہ ہے لفظیر میں کون ہے ہمسر ہمارا عزت و وقار میں پڑ نہ جائیں آبلے قاتل تری شمشیر میں دیکھ تو اسے شمع کیا انصاف ہے گلگیر میں ذائقہ چکھیں گے ہم ہی لذتِ شہیر میں بتیکڑی باتوں میں اور پاؤں میں درخیر میں</p>
---	--

<p>اوس پر ہی لو کر لیا مضطر نے شہیت میں امار آگیا ملک پرستاں جانا شمشیر میں</p>
--

<p>میں میں عشق کا درد سے آفتِ خیر رکھتا ہوں شرابِ بند میں جیسے ملا لیتے ہیں سب پانی دردِ ندانِ جانان کی ہمیشہ یاد گاری ہے دیکھا کر ابروئے خمدار قاتل یوں لگا کہنے</p>	<p>جگر کا خون کہا بچکے سوا پر میر رکھتا ہوں یوں ہی اشکو نکو دکھوں ایمانِ آمیز رکھتا ہوں سرشکِ غم سے چشمِ نکو میں گوہرِ برز رکھتا ہوں سرعشاق کی خاطر میں تیغ تیز رکھتا ہوں</p>
--	--

<p>زمین شعر میں میر کیوں نہ شہیدِ قلم حوالا سمند طبع پر مضطر میں اک ہمیر رکھتا ہوں</p>

<p>بتو کے دردِ الفت کا مجھے بیمار کہتے ہیں یہ جبرکہ واقفیت تھی تمہاری تیغ ابرو سے</p>	<p>عروقیِ حجم کو میرے بشر زنا کہتے ہیں نہ اصلا جانتے تھے تم کسے تلوار کہتے ہیں</p>
--	---

روح - جگر کا خون کہا بچکے سوا پر میر رکھتا ہوں

مسل غوث تمام صاف دندان مبارک کو	بجالتے ہیں جو دل کو مرے افکار سے ہیں
نہاں جرج دہن میں اب در شہوار کہتے ہیں	

پستان اپنے عصیان سے ہوا و توبہ ہی کو مضطر	
امید مغفرت ہر کہہ اسے غفار کہتے ہیں	

طوالت سے وہ میری بات کرنے میں بگڑتے ہیں	مقاصد مختصر حالات کرنے میں بگڑتے ہیں
اوناری کیا کوئی عامل عمل سے عشق کے جن کو	یہ حضرت وہ ہیں جو حضرات کرنے میں بگڑتے ہیں
صبا و زراں تو ہو کر و کھیلے وہ گیسو مشکیں	سنورتے ہیں ویا حرکات کرنے میں بگڑتے ہیں
تفاخر چند روزہ ہو گیا ہے جن کمینوں کو	لقب اپنا وہی کم ذات کرنے میں بگڑتے ہیں
اندھیرا روز روشن پر جو دود آہ سے کیجے	خفا ہوتے ہیں دل سے رات کرنے میں بگڑتے ہیں
خراب اوقات کرتے ہیں دلاجو ہرزہ گرد تپا	وہی ناداں خراب اوقات کرنے میں بگڑتے ہیں
تجہ او تحفہ دل پیش اونکے کردوں لیکن	سنا ہے وہ نذر سوغات کرنے میں بگڑتے ہیں

کمر کا اونکی اے مضطر نہ مضمون تجہ سے کیوں بگڑے	
سخنور سب یہاں اثبات کرنے میں بگڑتے ہیں	

مجھ سے ہے کچھ اسے فراج نہیں	شاد وہ بت کسی سے آج نہیں
مانع ظلم ہوں تو کہتے ہیں	رحم کرنے کا یہاں رواج نہیں
زندہ رہتا ہوں نخت دل کہا کر	عاشقوں کی غذا اناج نہیں
پیش کر نیکو تیرے شاہ حسن	نقد دل کے سوا خراج نہیں
بوسہ مانگوں تو روز کہتے ہیں	کل ہمیں دینگے جاؤ آج نہیں
نقد دل اے بوجو لوٹتے ہو	ہند میں کیا کید کا راج نہیں

کہتے مضطر کو دیکھ کر ہیں طبیب	
ایسے بیمار کا علاج نہیں	

وہ مسجھامے گہرائے اگر آن کی آن سے جو خواہش کرے رشکِ پری کو خیر نغمہ دیکھ مجھے طفلِ مغنی بولا نغمہ کو میر کیا زارغ و زرخین یوں نوش	ہر نئے سرے ہو ظاہر تن بجان کی جان مفت ایل کوئی اب کشادہ سلیمان کی مان بے نیکی آج اوڑا تا ہے تو کیوں تان کی تان اک نے دست بے ایستہ کی ران کی ران
--	--

قول مضطر کار قیوں کو اگر خط مل جائے
شب میں لوں سر سے سند آ پکے فرمان کی مان

یاد عہدِ شباب کی باتیں سر پہ اتا ہے کیوں سنا واعظ کی ہیں خلوت میں جو رقیبوں سے کہہ رہی ہے مری پریشانی ہم نے پوچھا جو حالِ حقیقی کا خبریں زلفِ بابر کی آگے یادِ عقبیٰ زبانیہ لا غافل کون سنتا ہے آج رندوں میں شکوہ ہجر گر نہیں ہمد م قاش دل بھی کہے گزک ہو نہیں وائے حسرت لب اونکے میں دیکھوں بے قرار سی ہو چکے سننے سننے کہے دیوانہ یوں کہا اوسنے پرسش حال ہر مریمین عشق سجھا بحر جہاں کہ فانی ہوں پانی پانی ہو شرم سے یاد دل	ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں سہم کو روزِ حساب کی باتیں وہ عیاں ہیں جناب کی باتیں زلف کے پچ و تاب کی باتیں اوسنے لکھیں عتاب کی باتیں بچ ہیں مشکِ ناب کی باتیں چوڑ دیرِ خراب کی باتیں حضرتِ سچ و شاب کی باتیں اور کیا ہیں عذاب کی باتیں گر کرو تم شراب کی باتیں جب ہوں آنے سے نقاب کی باتیں ہیں وہی اضطراب کی باتیں ہیں یہ تیرے خطاب کی باتیں واقعی ہیں ثواب کی باتیں جب سنی کچھ جناب کی باتیں شکے چشم پر آب کی باتیں
--	---

قول مضطر ہے اس طرح مربوط

<p>جیسے جوویں کتاب کی باتیں</p>	
<p>تمہارے کچھ بہت تھے، لیکن تمہارے ہیں تمہارے کفش زریں کے فروع اسے شاکر ہیں بہت کا فزع کیا نام خدا انداز پیارے میں جو بچ بوجھ مقرر عہد سے بزرگ کو شاکر ہیں</p>	<p>تمہارے شمع ابرو کے ہی ہم سے اشارے ہیں درخشاں گو فلک پر چاند سورج اور تارے ہیں برہمن کی طرح اور سکا مقررنا ہی ہوتا ہے ہیں ہوتی ہے کچھ مجھ سے ہی ہوسوئی خطا مٹا</p>
<p>زبان پر الا ماں مصطفیٰ فرستو گئے ہی آتا ہے شبِ فرقت میں جب ناکے ناکے پر پہنچے ہمارے ہیں</p>	
<p>خلد میں شیطان ہی جاتا نہیں قدر کچھ عقل میں آتا نہیں ہڈیاں میری ہما کہتا نہیں بیزرے دندان سا گہر پاتا نہیں او مسیحا کس لیے آتا نہیں سرفروشی کے لیے جاتا نہیں</p>	<p>کھر میں تیرے غیر کیا آتا نہیں رو برو دیرے لبِ رنگین کے ہے سب جانناں کا شاید منتظر کہائے غوطہ بحر عالم میں بہت اب قصا در پے ہے عاشق کے ترے کب میں بازارِ محبت میں ولا</p>
<p>تاکہ ہو تشہیر مصطفیٰ لعلِ قتل اس لیے وہ کفش دہاتا نہیں</p>	
<p>نشانِ مرگ رسوائی ہے تشہیر میں نظر آتی تھی شیریں کی اسے تصویر تیر میں اثر انا د کہتا ہے نظر کا تیر تیر میں کسی عاشق کے گریہ نے یہ کی تا تیر تیر میں</p>	<p>ہماری قبر پر ذلت کی ہو تحریر تیر میں عزیز کو کہن کی جانفشانی کا سبب یہ ہوتا نہ غیر و نہ کو کیا اگر خاک تو دہاے گاں ابرو جلستے کوہ سے ہر دم رواں رہتا ہے چو پانی</p>
<p>اثرِ باقی تری اوس سنگدل کے دلیں گھمٹے کریں کیا غیر نکلن ہے جو ہو تا تیر تیر میں</p>	
<p>شاہنشاہِ جانِ دل سے ترا گلزار اس آوازِ زویرِ مشک کے بنا خا کسا ہر سول</p>	<p>گل سے غرض نہ طالبِ فضل ہمار ہوئی خوشیا میرا یام پہ شاہد جو عداوت کر</p>

مشرقت سے خلق میں مدینہ فگار ہوں دام بلا کی قید میں لیل و نہار ہوں	مشرقت نے مار کے جیسے ہدف گیا شانہ بھی ہنکے زلفیں کہتا ہے روز و شب
مضطر یہ آپ کے ہی سخن کا طفیل ہے مشرور میں جو آج بہ شہر و دیار ہوں	
ہم تو دل پہلے ہی قربان کئے بیٹھے ہیں جی کو ہم اپنے پریشان کئے بیٹھے ہیں آئینہ رونا تجھے حیران کئے بیٹھے ہیں غم دلدار کو مہمان کئے بیٹھے ہیں	تیز کیوں مجھ پہ وہ ہیکان کئے بیٹھے ہیں زلف پچاں کے تصور میں تمہارے جاناں بتلا غم کا ہوں خاطر پہ کدر میری پشیمانیوں نکریں تخت جگر کو اپنے
پیش جانے کی نہ تقدیر سے مضطر تدبیر آپ کیوں وصل کا سامان کئے بیٹھے ہیں	
اس قدر مفتون و شیدا مصحف رخسار ہوں ان دنوں اون نرگسی آنکھوں کا تین سہار ہوں چشم خم سے جھڑجھڑ میں آج گوہر بار ہوں تیری قدرت پر میں قرباں ایندو غفار ہوں	رات دن شوق تلاوت میں سدا بیدار ہوں سہو گل نرگس مری تیرید میں ای دوستو ہے یقین یوں ابر نیاساں ہی نہ برس ہو کبھی تو نے کیا کیا آشکارا گل کئے گلزار میں
جس طرح مضطر گور کے لطف اور احسان ہے میں ترا بندہ ہوں پر بے دام بے دینار ہوں	
مار ڈالے تجھے پری نے ماںساں سیکڑوں اُن سے جلتے ہیں مگر کوہ دیباہاں سیکڑوں اور رہجائیں ہمارے دلیں اڑاں سیکڑوں کرتے ہیں اس آرزو میں حفظ قرآن سیکڑوں رکھتا ہے خوبی اگرچہ ماہ کنغاں سیکڑوں ہو رہیں گے قبر پر سرو چاغاں سیکڑوں	ہونکے فریادی ترے پیش سلجھاں سیکڑوں سوزِ الفت میں دلاہوں سینہ بریاں سیکڑوں غیر وصل یار سے اسے آغاں مسرور ہوں جلوہ دیدار جاناں کی تمنا سب کو سے ہم ترے رخ سے اسے تشبیہ دلیکے نہیں شرح کی حاجت ہے کیا یہ داغِ مدینہ کے مرے
دیکھو مضطر باز آمت چہیز زلف یار کو	

بروح - استیخار مانتے وقت تو سنا دیا کہ اس کا رخسار سیکڑوں -

کر دیے ہیں اُنے گئے اور جہاں سیکڑوں

وہ کون ہے کہ چہ یہ نازل بلا نہیں
پر حریف ہو قاف میں ذرا ہی وفا نہیں
کلب درمی کی چال میں دیکھا نہیں
قاتل کو ذوق خون ہے شوقِ حنا نہیں
شاید مرے نصیب لکھی قضا نہیں
یہ درد لا دوا ہے کچھ اسکی دوا نہیں

لکھو تمہاری زلف کا سودا ہوا نہیں
کس کس زحفا کو آپکی چنے سہنا نہیں
جیسا خرام بار کا انداز ہے عجیب
اتھو کی سرخی دیکھ کے روشن ہوا نہیں
سجرا لکھی صد سیکے ہی آتی نہیں ہے موت
کیونکر علاج عشق سے عاجز نہوں طیب

وہ کون ہے جو رستم تری بنلا نہیں

دروازے شاید آج اجابت کے بند ہیں
مضطر قبول آج جو ہوتی دعا نہیں

بیکی سروانہ ساں محکو جواب لیل نہیں
یوں ترے رخ سے شب یہ نہ مہ کامل نہیں
آفریں صد آفریں جیسا کوئی نسل نہیں
غور کر دیکھا جہاں میں کوئی ہی عادل نہیں
یاد سے ہم تجھے رہے ایک دم غافل نہیں
عشق زلف یار میں کیا کیا بلا نازل نہیں

آج شاید فتح روروتی فرا محفل نہیں
ہے تر اپر تو ہے اسمیں اے مرے خورشید رو
دیکھ کر میری ٹرپ کہتے ہیں یوں پنچر سب
ظلم کی ایچرخ تیرے کس سے جا کر دالوں
دل سے دکنور لپٹے پر ہوں وہ ہم کو گیا
سان پر شب خواب میں محکو نظر آنے لگے

آشنا شکوہ سے لب اپنے نہ مضطر کیجے
جرم نصیب عشق میں کچھ اور شے حاصل نہیں

اود ہر تیرا جلوہ صنم دیکھتے ہیں
وہ ہیر کے معدن کو کم دیکھتے ہیں
فلک پر مہ نو کو ہم دیکھتے ہیں
ہلاک وہ باغ ارم دیکھتے ہیں
رفیقوں سے چنگو ہم دیکھتے ہیں
ترنی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہیں

جد ہر کو نظر بہر کے ہم دیکھتے ہیں
جنہیں عشق ہے سلبک ونداں سے تیرے
ترے انہوں کے تصور میں قائم
جو اول کو چپ ہیں چل سے مفتوں
جلیں آتش حیر سے ہم نہ کیونکر
شباب آہیں اب تو بیک اجل

حضرت شہر (ترا جلوہ ہر جا محکم کہتے ہیں بیچنی کو ہر اک سے اک دلتے ہیں)

ہیں کردہ پوچھیں تو ہدینا مضطر
کوئی دم میں سیر عدم دیکھتے ہیں

دلکش دل سے مرے برق و شر رکھے ہیں ہاتھ سینے کو لگایا تو نراکت سے کہا وصل ہوتا نہیں اور ہجرتا ہے ہمیں ہنر عشاق کا بیمار ہجر وصل صنم تیر فر کاں کھواسا نے جانبا زوں کے	روئے تاباں سے ترے سنس قہر کچے ہیں ابھی توڑو نہیں صاحب یہ شر کچے ہیں کیا دعاؤ نہیں ہمار ہی اثر کچے ہیں لنخہ دانایوں کے واللہ مگر کچے ہیں رنگہ عشق میں سب تیغ و تبر کچے ہیں
---	---

دوستی کرتے ہیں ناداں کو سمجھ کر دانا
جان لو تم ہی مضطر وہ لشر کچے ہیں

دل مشاق کہتا ہے کہل میں زیب محفل ہوں زیب ہمت مجھے اپنا سمجھ کر وہ یہ کہتے ہیں مید وصل جب آیا مفرد اوج پر پایا کردن مائل کہاں دل میں اپنا حق پرستی پر خبر صحرانوردی جب سنی مجنوں کی لیلانے کہاں آیا اریے ناداں جو پوچھا دل سے یوں لکھا ہے جو جہیں میں میر کا بت نہ وہی جانے کہا آدم نے یوں اعزاز پاکر حق تعالیٰ سے	عدو و مہجرت درباں ہے کہاں لہجہ دل ہوں جو تو قالیب میں ان یوں تبدیل تو بدل ہوں تمنا ہی پکار اٹھی کہ حوٹا میں صل ہوں گرفتار بلا دنیا میں از فکر قبائل ہوں کہا ناقہ مرا لاؤ ابھی میں زیب محفل ہوں سید ہر آیا اور ہر آیا اجی آخر تو میں دل ہوں پڑھوں کیونکر پڑھا جاتا ہنر آخر تو جاں ہوں ضعیف و ناتواں ہوں شہت اپنی میں گان ہوں
--	--

مسخر دلکا کر لینا مجھے آساں ہے اسے مضطر
جسے یاد عمل حب ہے وہی میں مرد عامل ہوں

کدھوں بنوا ہوں پر نہ سیم و زر کا مال ہوں کہا دلنے کماں بروٹا نہ کیوں بتاتے ہیں کہاں وصل پہر حال بجائے درد و حیراں ہو صبح بھی اگر کسی شب ہو تو بالکل صبح کا ڈب	زکوۃ حسن دلواد و فقط بوسہ کا سا مل ہوں خندنگ ناز کا پہلے ہی اونکے میں تو لیل ہوں جدا میں حرف ہی جسکے وہی تو لفظ میں دل ہوں پہرے طولانی فرقت ترا کیونکر نہ قائل ہوں
--	---

سحر و ادب - زینت میر کا دل ہے نہ نہیں جنت کے قابل ہوں :-

الرمصطر خدا تجھے لرمی اوسلی ہے ورنہ
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

نانا تو ایں ہم یہ کہ تاپِ گامِ فرسالی نہیں
 کب سے بختی سے میرے باتِ شرابی نہیں
 بالِ طبعِ بڑیہ مالِ بالائی نہیں
 خانگی ہے اسے صنم تو کوئی ہر جاں نہیں
 جنے کلیا یا لکھو اوسنے کلِ پائی نہیں
 بے سبب کچھ مجھ سے اونکی لفظِ کبائی نہیں
 کل سے اوس گل کے خبر بادِ صبا لائی نہیں
 نام کو بھی نیندا نگو میں شہرے آئی نہیں
 ہم کو جز خونِ جگر میاں بادہ پیمائی نہیں
 تازہ مضیروں گیر تو کوئی شعر اسی نہیں

اُنکو تو منظور یہاں تک روق افزائی نہیں
 بخنے کس دن تیری چشمِ حرجِ جبکائی نہیں
 نقدِ دل لیتے ہو کیوں برباد کرنے کے لئے
 ساتھ ساتھ اغیار کے گہر گہر بجا بہرِ خدا
 یاد کیا ہے حرجِ اعظم ہے مکافاتِ جہاں
 مارا کُن کہد یا تہا مارا کہا نیکے لئے
 تنگ ہو قیدِ قفس میں کہہ رہی تری غنچہ
 دھکیلا جس شبِ تصورِ بزمِ کم خواب پوش
 میر تو سرشار ہوں دامنِ فیضِ ساقی دیکھے
 نقاضا و مبدم ہے طبعِ موزوں کا مری

اور کن ناموں سے مضطربم پکارے جائینگے
اوسکے عاشق اوسکے مفقود اوسکے سید اہی نہیں

ابھی اونے تو ہماری ہی چھٹی خوب نہیں
 کہ وہ کہتے ہیں کہ برہمی کی گالی خوب نہیں
 ہوتی تھیں سے کہی تھیں کی گنی خوب نہیں
 باغباں مان کہا بیچ کتنی خوب نہیں
 آسمان پر روز کی یہ سفلی ہی خوب نہیں
 واہ گیا آچکے دلیر پہنی خوب نہیں
 گل و بلبل کے چمن میں تو ہی خوب نہیں
 ہر تیار پہ یوں سینہ لڑی خوب نہیں
 قبر پر چادر مہتاب بنی خوب نہیں

کیا ہوا بات جو مطلب کی بنی خوب نہیں
صفِ مرگان کے مقابل جوہن سینہ کہوتے
عشقِ زندانِ صنم ہی ہے وہ ستمِ قاتل
آشیاں رہنے دے ببل کا چین میں قائم
باتِ غیرو کی بنائی رکھی کاوشِ ہم سے
کہی ہوئے سے اجی ہاں نہیں لاتے لبِ پیر
دلہ کہن کا کہیں شاید کہ خراب کا ہو گا
ہوتے دیکھا مرے بالیں پہ جو ماتم بولے
کشتہ رشکِ قمرِ خلق کہے گی مجھ کو

طرح - بل تامل ورم نامک خلقی خوب نیست ÷

ملتی ابرو کماں سے ہوں بقول شاعر	اُن تامل دم نادک غنی خوب نہیں
دولت ہوش و خرد کم لے لئے مضطر	دافعی متسا کوئی اہل غنی خوب نہیں
لگے سینے پہ اترتے ہیں جگر پر ہلکیں ہے فراخانہ دلین تو وہ دلبر جو ہے پہلیں جوش دل دریا کو تھا لیتے ہیں دولت عجز عجب چیز ہے حاصل کر لے ایک لحظہ میں جگر پیر فلک کا جہان وصل کی شب ابھی رہتے دے خدا اگر دہاں	واہ کس زور کی تیری ستم گر ہلکیں جائے چلن ہوں لگی چشم کے در پر ہلکیں تیری عاشق کی ہیں کیا خوب ہنر و ہلکیں ارے مغرور کف پاسے لگا کر ہلکیں رکتی اسد زہر ہیں طاقت مری بڑ کر ہلکیں ورنہ رو دینگے مری وقت سحر پر ہلکیں
عشق ہے جبے کسی ابرو کماں کا مضطر	چہتے ہیں شیر منط دلیں برابر ہلکیں
فرقت گلو میں اشکوں جوڑ کی آستین رزم گاہ عشق سے بہا گے رفیق بواہوس وصل کی شب وہ صنم دل کہول یوں ہم سے ملا آب زہر میں جھلیاں پہرتی نظر آنے لگیں یوں کہونگا غلام جوش ملیں گی جب مجھے قطع کی پوشاک اوسکی یہ پوادری کا حال	بٹکے گویا نمونہ ابرو تن کی آستین دستِ قاتل سے ذرا دیکھے جو سر کی آستین بند ٹوٹے چولی مسکی اور جہر کی آستین ساعد میں یہ دیکھی جبکہ زرخشی آستین یا خدادے ماہتہ میں اوس سمیر کی آستین آستین کی کی ٹکر اور کی ٹکر کی آستین
مر گئے مضطر جو بیاں جو رو جھانکے ماہتہ سے	حشر میں پکڑینگے وہ بیداگر کی آستین
خلوہ نما ہے یوں رخ روشن نقاب میں بجرم قتل کرتا ہے قاتل جو تو مجھے فرصت نہیں ہے کشمکش خوب و زشت میں ہم تاب اوسکو کہیے نہ دندان پار سے	خورشید جیسے ہووے شفق کے حساب میں دیگا جو آب کس طرح روزِ حساب میں پابند جیسا ہم ہوئے دیرِ خراب میں ہے متخب اگرچہ گہر آب و تاب میں

لا میں کبابِ لختِ جگر کے بنا کے ہم
بیتگوئیوں سے روزِ نکِ ثابت ہوا ہمیں
وقفہ ہے میرے قتل میں منظور کس لئے

کہا کہ وہ بادہ نوش جو کیف شراب میں
سیناں سے زیادہ ہے دل مضطرب میں
تغصیل چاہیے کہیں کار ثواب میں

مضطر وہ گرم ہوتے ہیں سنگڑا سدا کا قول
ملتی ہے خونے بار سے نار الہاب میں

ہلو میں میرے جیسے وہ آرام جاں نہیں
بازار عشق میں ہے محبت وہ جنس خوب
والم شب وصال ہی رہنے دے اے فلک
لتخیر کے عمل کیے ہم چلہ کش ہوئے
ہم گم ہیں اوجھلکہ لصد کو شش و تلاش
ہے دو دہ آہ ہجر جگر سوز جمع ہے
کیا لطف بزم شعر کہ رونق فرا ہے بس

بیتاب ہوں کہ تاب کا مطلق نشان نہیں
 سو دے میں جبکہ سوچتا سو روز یاں نہیں
 تکلیف روز ہجر کی تاب و توں نہیں
 گوشہ میں پر ملا بہت ابر و کمان نہیں
 ملتا پتہ مکان کا تیرے جہاں نہیں
 پہلا ہوا یہ سر پہ مرے آسمان نہیں
 ناز و نغمہ والی و افعال جہاں نہیں

مخمسطہ جہاں میں مسابہی سحر البیان نہیں
 نم لے پری کو ہاتوں میں لشخیر کر لیا

جو پروانہ ساں جی جلائے ہوئے ہیں
 تمنائیں خدمت میں حورو ملائیں
 زمیں آسمان جنگلی خاطر بنا ہے
 خبر عرش پر ہے کہ معراج کو
 مکانات امت جو رضواں سے پوچھ
 جو ذی روح مسکو نہ چوڑاہ طبق میں
 بروز خزا یا شفیع البسرا بابا

وہ چہرہ مجمع سے لو لگائے ہوئے ہیں
پراصف بصف سب جمائے ہوئے ہیں
فلک پر وہ تشریف لائے ہوئے ہیں
حبیب خدا آج آئے ہوئے ہیں
تو کی عرض جنت سجاے ہوئے ہیں
زبانیں تری نعت لائے ہوئے ہیں
شفیع آپ کو سب بنائے ہوئے ہیں

وزارت جو مضطر کو ہووے مہاری
و مقصد مہامی برائے ہوئے ہیں

اور انھیں سب کو
میں نے سزا دی ہے
اور انھیں سب کو
میں نے سزا دی ہے

رولف واڈمسلہ

<p>اوہا کر جب نقاب اوس دکھایا رو روشن کو چمٹے بلبل نالاں بھی کبھی ہوئی نکلی طیش دلو بہ نیران خرد جب وزن کرو یکسا بنا بہا عشق بازو نکھلیے یہ طوق چوٹا سا کہا قید نفس میں یاس سے بلبل سے یورو لگا بہر خدا ٹانگا کوئی زخم جگر کا تو عروقی جسم پر اکثر گماں زنا رہتا ہے ہوگی خواہشیں رضواں ہوگی خواہش جنت بنا ناسنگ مقناطیس سے تربت مری یارو خبر جب ناخوشیلا سے پوچھی ہم نے جھوٹکی مقابل گر مرے ہوگا شکست فاش کہاویگا جب آیا غیرت گل وہ مسی ملکر گستاں میں</p>	<p>ہوئے غش ہم بھی چوں موئی جلایا ہم تن کو خدا را کا شیوہت باغبان شادخ لنگین کو نہ پایا ہم نے ہم تلہ ذرا ہی تاب گلشن کو خدا جاسے ملا بہر کس طرح قمری کی گردن کو خیال جو بر گلچیں نے چوڑا یا حیف گلشن کو اگر طاقت قوی تر ہے رفوگر ترے سون کو لگا دل چاہئے جیسے مرا طفل بر ہمیں کو لے لی جا اگر کوچہ میں پتر مجھ کو بد فن کو لگا نعل آہن او سے گرے پائے تو سن کو لگا کہنے کیا آباد او سے نجد کے بن کو سنا دو دو سناوتا رقیب زشت باطن کو خجالت سے غشی طاری ہوئی اوس وقت سون کو</p>
---	---

طرح - رہا لکھا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہن کوید

مثال رعد گر جس کے مثال برق چمکیں گے
 سنیں گے جب دل مضطرب کے وہ فریاد و شبن کو

<p>کر رخ سے دو بدو سرے بدر کمال ہو موئی کی طرح جسکو ہو جلوہ ترا نصیب اوہٹنے سے تیرے باغ جہانکی اوہٹی بہتا مانا ضرور پردہ ہے اور رشک مرہ تجھے چوٹی پڑی پہلست پہ اوس مرو قد کے یوں آتے ہیں دل نہار وٹاں روز نذر میں شرمندہ کیا فلک کے ستارے بناؤ گے</p>	<p>اتنا کہتے یقین ہے کہ گہٹ کر ہلال ہو ایسی غشی ہو ہوشیں آنا محال ہو بیٹے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو لیکن تلور ہی تو کہی ماہ و سال ہو ناگن چین میں جیسے سوار نہال ہو کسکا او سے خیال ہو کس کی سہنال ہو موتی جو تم پروئے صنم بال بال ہو</p>
---	---

اس قافیہ میں اور بھی مضطرب غزل لکھو

موزونی طبع کی جو شہرت کمال ہو

یوسف و یحییٰ کو دیکھ کے محو جمال ہو
چنگ ہو ہمہ غصہ ہو آخر ملال ہو
اچھا جس قدر اہنس چل زوال ہو
مرہی جو جاؤں میں تو نہ چل سوال ہو
پہر کیوں حنا سے ترے کف دست لال ہو
عصیاں کا با حجب ہمیں دوش وبال ہو
محروم دے جائے نہ رد سوال ہو
زاہر ہمیں شراب کا پینا حلال ہو
تقویٰ ہو اعتقاد ہو اکل حلال ہو
موجود گہر میں مال جو قاروں مثال ہو
پیر فلک کے ہاتھ میں کانہ سوال ہو
مرقد پہ ہو درخت ہی اسکے توجال ہو
آداب جس بشر نے کیا دانیال ہو
ہو کر سے ترے تانہ زمیں کو مال ہو

عاشق کا تیرے کیوں نہ زلیخا سا حال ہو
بوسے تو لبوں جھوکے اوس گل کے جہوم جہوم
شمن قمر نے کی ہے ترے رخسے ہم سہری
مرہیکو ہی سنہ سے کہا کرتے ہیں وصال
دست نگار کیلئے موجود جب ہے خون
دشوار طے ہو منزل ملک عدم نہ کیوں
اہل سخا کو چاہئے سائل جو کوئی آئے
گروے شوق ساقی کو شر کی یاد کا
لازم لوازم ہیں یہ عامل کے واسطے
کم ہو کہی حلیوں کے دل سے ذرا نہ حرص
گردیں زکوۃ حسن وہ کوٹھے پہ بیٹھ کر
جاں دی جو کوئی زلف پریشا کے عشق میں
علاج ہو گا اور نہ ہو کا رہے گا وہ
آخر اسی میں جانا ہے غافل سمجھ کے چل

مضطر ترا عروس سخن کو کلام ہے

عطر سونا گل ہی ہو تو فتنہ امثال ہو

جل جیہ سقیق فلک شعل بکا ایسا تو ہو
طاہر جاں کے لئے دام بلا ایسا تو ہو
ہاں کوئی نہر اشک کا طوفاں بیایا تو ہو
منتظر کوئی ہمارا چشم وایسا تو ہو

پیر تر نالہ دلا گردوں رسا ایسا تو ہو
کاکل مشکیں دکھا صیاد یوں کہنے لگا
آسمان بہتا ہے اوشم تر مثل حباب
یوں کہا اُس گل نے گلشن میں گل زر گیس دیکھ

عطر سونا گل ہی ہو تو فتنہ امثال ہو

<p>اصل گھر سے نہیں تو سر ہی جاویں نہیں خون بہا رہا بلکہ قاتل نے کھٹ پائیں کہا رنگ بید میں قتل کر قاتل نے یوں جھکوا کہا</p>	<p>اب عنایت سے تری سیک فضا لیا تو سرخ و کچھ تو ہی اوپر لگنا لیا تو ہو کشتہ جاوید کوئی بر ملا لیا تو ہو</p>
<p>جس طرح شانہ سوا ہے زلف بچاں کا اس پر تو ہی آکھ مضطر گر قرار ملا لیا تو ہو</p>	
<p>نہ سروانہ کا غم دیکھا کہی اس شخص سونا کو شب مرا ج میں اصل علی کس کس کو از بننا برابر تیرے کو چہ کے سمجھتے ہی نہیں عاشق اتھا دل کیا نہیں صاحب ہوا ہوں دیکھا مفتوں</p>	<p>تصدیق وہ ہوا اگرچہ جلا کر حیم کو جاں کو فلک کو اور ملاں کو کور پیکو عور و غلام کو چمن کو گل کو گلشن کو نہ ہرگز باغ رضوان کو نرسے عتوہ کو غمے کو ادا کو نار اپتاں کو</p>
<p>شہادت حسن سے اس کے لیکو ہی نہیں مضطر شیخ کو اور نہ شعلہ کو نہ چلو کو ماہ تاباں کو</p>	
<p>میرے ہلو میں دل کو رستے دو جدا عشق ثبت نہیں چھٹتا رخسار زلفیں نہیں خرمینہ پر تا کہیں جھکے عاشق گیسو</p>	<p>نیر فرگاں کے جو رہنے دو لوگ کا فر کہیں تو کہنے دو سانپ بیٹے میں بائیں دہنے دو ناگ پالے ہیں پالے مینے دو</p>
<p>ہوں گے گوہر وہ جس قدر چمکے خیم مضطر سے اشک بنے دو</p>	
<p>اور وسیع رقیب بس ہم کو نہ چھڑے تو وہ یاد آؤں ہی لب پہ لائیے ہم کہو یہ در بہا ہے آمد و دلار کے لیے آجائے نیند سننے سے جبکہ فراق میں</p>	<p>باز آوگر نہ کہاں گا صد ہاتھ پیر تو گو بال و پر ہمارے سراپا اکبر تو دریاں کہاں ہی رہے داسکو نہ بہر تو اے قصہ خواں کہہ لیسیری تھکے چھڑے تو</p>
<p>جاہر نہیں ہوا کوئی اسکا ڈسا ہوا ناگن یہ زلف بار ہے مضطر نہ چھڑے تو</p>	

گاہ جلوہ جو صنم تو نے دکھایا ہم کو رشتک او سوخت رقیبوں کو نہ کیا کیا ہو عمر فرقت میں سدا اپنی کٹی رو رو کر زلف کے ناگ میں یہ زہر بہر ہے او نے	بہر تو موسیٰ کی طرح ہوش نہ آیا ہم کو گر نگہی یار نے خلوت میں بلایا ہم کو وصل دلبر سے فلک نے نہ ہنسایا ہم کو جس کو دیکھا وہی کشتہ نظر آیا ہم کو
--	---

کشتہ دید نظر آیا میں مضطر جن دم آپ خنجر وہیں قاتل نے پلایا ہم کو

اگر وہ زینت پہلو مرا مطلوب پر فن ہو منور خال رخ جب ہو تہ زلف سیہ تیرا نظر آئے محال ہو کہ نہ کیوں فکر دولت بوسہ تلاش ناقہ لیلیٰ نہ ہو حشت میں گم مردم	دل بقیاب کو میرے فغاں ہوا و نہ شوئی درختاں سامنے اوسکے نہ کالے کا کبھی ہو محافظ گنج رخ حرب تری زلف کوئی ناگہ تو تیر درکار مجنوں کو بہلا کیونچ کا بن
---	--

دعا ہر شب ہی مضطر ہے ہم خانہ بدوشی آہی اوسکے کوچہ میں میسر ہو سکے
--

پیرے تیر مرہ ابرو سے حقدار کہ تو محتب بادۃ الفت کے پہلا پیٹے سے بت پیرتی ہے تجھے عشق صنم ہے ہم کو چشم خم سے مرے اکدم میں گہرا دامن د	خوں بہانے کو مرا ہے وہی تیار کہ تو رند مشہور ہوئے ہم سہرا بار کہ تو ای برہمن ہوئے ہم طالب دیدار کہ تو پہر بہلا ابر سیہ ہم میں گہرا بار کہ تو
---	---

سب جانناں تو ہی مضطر کو بتا دے پس مرگ استخوانوں کا ہما ہو مرے حقدار کہ تو
--

آنا نہیں لہیں کہ رقیبوں کو چوڑ دو سہر پہ چڑھی ہیں آپکی زلفیں جو اکل صنعت کا جب تہارے میں قاتل ہوں شہر مرغ سحر حریف مؤذن عدوئے وصل دست سے آرزو ہے مرے دل فگار کے	بات تو کی ہم کو کتنے ہی کیوں چوڑ دو کانو نکو اکیے ناتہ سے اپنے مرڈو ٹوٹے ہو جودل کو ذرا بہر ہی چوڑ دو قابو پڑے تو دو فونگی گردن مرڈو تیر مرہ کی لوک خدا اس میں توڑ دو
---	---

وی لکھنے کا کار فتور دماغ پر
کیسے غم میں جو در اہم پھوڑ دو

مضطرب نظر لگائے نہ اوس ماہ رو کو یہ

آہ رسا سے دیدہ اختر کو پھوڑ دو

گوئیں میں خود بخود گرنا پڑ گیا ماہ کنگاں کو
سہارے دلبر رعنا کی بہر افک دم تو ہی
ستارے جج پر شرمندہ ہو کر منہ چھپائینگے
تصور مصحف رو کو جگہ دلیں کیوں دیتا
نکالے ہاتھ گرائے جنوں نے دیکھ لینا تم
خدا کی واسطے قاتل ملالے اپنے کشتوں میں
میں نفع میں ہیں جا کر اونسے کہہ کوئی اتنا
کردن کیا کر کیوں اتنا نہ تنگ ہو ہو فرق
مڑا مشکور ہوں آج چشم آب اشک سے تو نے

دکھائیگا اگر یوسف مرا چاہے زنجداں کو
کر گیا لیکہ کیا جنت میں زراہ جو و ظلمات کو
چنا کر اوسے پیشانی پہ اپنے آج افشاں کو
مقدور میں لکھا تھا حفظ کرنا حق نے قرآن کو
پڑھنیگی مشکلیں تھنی ہمارے چپ و داماں کو
ترستا ہے نہایت دل مرا کچھ شہداں کو
حلو تم دیکھ لو صاحب مسافر دم یہاں کو
آہی دور کر دل سے ہمارے درد ہجرال کو
مصفا کر دیا بالکل ہمارے داغ غصیاں کو

اماں گوشہ نشینی میں مجھے مضطرب نظر آئے

بچشم غور جب دیکھا چراغ زیر داماں کو

مجھ سے ناراض تہذیب کیوں ہو
اشک آنکھوں سے گرہیں یوں ہی
گزنہ پیر و انہ شمع پر ہو قنار
کوئی جانناں سے میرا مشت غبار
تیری بو ہو اگر نہ غنچہ دہن
سبزہ رنگو نکلی گر نہ ہوا الفت
یار ہوا اور میں ہوں خلوت میں
خود ہے یکتائی صحن آئینہ رو
لشہ کاموں سے تیغ کہتی ہے

مستجاب دعا عدو کیوں ہو
کیوں سمندر ہو آج کیوں ہو
عشقنا زوں میں سرخرو کیوں ہو
اڑ کے آوارہ کو بچو کیوں ہو
گل تر میں یہ رنگ لو کیوں ہو
زیر کہانے کی جستجو کیوں ہو
درمیاں مغل عدو کیوں ہو
آئینہ اوس سے دو بدو کیوں ہو
آب سے اونکا تر گلو کیوں ہو

جب کہا میں نے میں ہوں اور تو کہتے ہیں ناز سے کہ تو کیوں ہو

تیرے لٹکیں کو اسے دل مضطرب
خیم کے خم چاہیں سب کیوں ہو

ہر دے او سے جبکہ اٹھایا نقاب کو
جنگلو نصیب تیرے لپٹنے کی ہے جھک
عشوہ کر شمع عمرہ نہیں اونکے بے سبب
کیوں چرخ تو نے جو جو چہرہ روا کہا
واقعہ میں رہ ہی ہے الفت کے راز
جاتے ہیں نکلے جسم سے جاں بیقراری میں
بہر کرنے مونہہ مجھے کہی اپنا دکھا کیو
بہتی میری آبرو اسے ابر تر شری
جانا ہی کہ عالم فانی ہے بے ثبات
جب آرزو میں وصل کے ہو جاگا فضا
وہ شہ سوار آہر سے تربت پہ میرے گر

وزہ سے کم بنایا رخ آفتاب کو
نا چیر جاتے ہیں وہ عطر گلاب کو
لازم لوازم ہیں یہ عہد شباب کو
میں نے جہل میں پایا تجھے انتخاب کو
ور نہ خبر کہاں ہے ہلا شمع و شب کو
بالائے طاق رکھنے کا شرم و حجاب کو
قاصد اگر جواب ہو خط کے جواب کو
گر جو ش آگیا مری خیم پر آب کو
سم نے چشم غور جو دیکھا حساب کو
پہر کیا کرینگے چرخ ترے انقلاب کو
مرفق سے اونٹ کے تمام لوں قرار رکاب کو

مانا کہ اضطراب ہے مضطرب نہیں کمال
پر ضبط ہونا چاہیے کہہ اضطراب کو

اسے عدم سے ہم ہے حصول تو آب کو
اوسکو کچھ کہن کا فقط ہے لگا ہوا
ہو کر مسج کی نہ سچائی تو نے گر
لو آج بوسہ دیجئے کل کل نہ کیجئے
فرمایا آب ہم کو جتاتے ہیں ایسا گر
پھر تی ہے آج کل سہر بالین مری قضا
نسبت گوہر کو گر چہ ہے دندان یار سے

لیک چلیں گے ہائے رے کیا کیا عذاب کو
دعویٰ ہو خاک رخ سے تر آفتاب کو
کیا خاک یاد کرینگے تیرے خطاب کو
کل سے صنم مرا ہے روز حساب کو
پہر ضبط کیوں تمہارے نہیں اضطراب کو
اب تو عنایتوں سے بدل دو عتاب کو
لیکن کہا اپنے لایم گاہ آب و تاب کو

نہایت - روتا ہوں سر کل کے میں کہہ شایب

طرح کیا ہے نسبت رخ سے اس کے مہر کو یا نہ کو:

نالوں کو مرے سن کہا مطرب پسرنے یوں	کوئی بجار ماہے فرے میں رباب کو
مہر سوخت اپنے آپ وہ لذت دے غیر کو	مضطرب بجایے آفریں کہنا کسب کو
کیا عجیب ہے راہ پر لائے بہت گمراہ کو جنگو راہ عشق میں ہے پیش قدمی دہندہ مصطفیٰ رو کا تصور دلیں رہنے سے کہلا وہ ہی پہونچا منزل مقصود آسانی کے ساتھ ساحران کا مہر و خود پڑتے ہیں فسون زلف کر دیا کا میدہ ایسا تیری فرقت نے عجیب	وی ہے سوز عشق نے تاثیر میری آہ کو جانتے ہیں بزم گہ وہ دائمی جنگاہ کو حفظ کرنا ہے مقدر میں کلام اسکر پالیا ہے جس کسی نے رہبر دل خواہ کو ور نہ کیوں ہو کر مسخر مار بیولے راہ کو ہے گرا نیاری میں تن سے ہر شے بقا کھلا
ہیں یہ داعی دونوں مضطرب سچ تو ہے عاجز کا دل	کہا ہے نسبت رخ سے اس کے مہر کو یا نہ کو
مکان رشک جنت ہے جہاں تو اور یہ سبیل ہو تری جب زلف کو ہر لحظہ ہم سے آصنم بل ہو کہوں میں زلف جاناں اگر ہم سے بچے بل ہو جو قفقہ پہنچے وہ کافر جن میں پر سنا سے اپنے بجائے وصل پہر حال نہ کیوں ہو در و جہاں کا ڈو پٹہ نقش پر میری اور راہ اس طرح بولے جو تیرے عمل سے آگے ہو مجھ پہ وہ نال	دلے دوزخ سے بدتر ہے اگر غیر وہ خل ہو دل بیکل کو گل میرے نہیں ممکن کسی بل ہو وہ کر لے آج تو ہم سے جو کہہ کرنا بچے گل ہو یقین ہے زاہد کوئی بہر عبادت میں ہی لعل ہو میری قسمت میں جب تیرے ہی روز اول ہو کفن ان نالوں کا اگر ہو دے تو لعل ہو تو جانوں شیخ صاحب آپ کامل بلکہ کمال
جو ہوش سخن اوس قامت موزون کی مدحت میں	غزل ایسی کہی مضطرب جو سب سے بڑے فضل ہو
قرآن میں جا بجا جکی صفت الہی کہتا ہو شب مہراں چاہے جیسے عرش اعلیٰ ہو تیری خاطر خدای پہر نہ کیونکر آشکارا ہو	بشر سے اور ملائکہ سے ثنا اوس کی ادا کیا ہو اوسے آغوش میں لیکر زمیں کیونکر نہ خوش ہو جدا نے خود تری جنتا نہیں لو ناک فرمایا

بچو نہ کہتے سر پائے رنگوں ہوں روبرو اسکے
کہا بوجہل نے برقی پیمبر تم کو جب جالتو
یہاں تک آکھو بد نظر نظر عنایت تھی

تعال اسد جو باعث نزول الہی کا ہو
نمایاں آپے اعجاز کرشق القمر کا ہو
دعا فرماتے تھے حق سے مری امت کا پردا ہو

ابھی دیدہ بنا عطا کروہ سدا جس سے
مشرف یہ دل مضطر جمال جلوہ آرا ہو

محبہ زار کو یا فخر رسولان تو دیکھو
کسر کا محل شق ہو ایت خاکہ لوتے
جیکے لیے نازل کیا واسطہ کوحق نے
میں امتی احمد کا ہوں بندہ ہوں خدا کا
روضہ کی زیارت کروں چو کہت تری چو
کیا سخت بلا جہل ہے۔ استاد ملائک
سن نام نبی مجھ سے نکیرین کہیں گے
کرتے تو بہ جنت کی تنازاہدو لیکن
معراج کو آپس میں ملائک بتے یہ کہتے
تائین کو امت کے محمد کیے معمور

درپے ہے مرے گردش دوران تو دیکھو
ناشر غور شہ شامان تو دیکھو
وہ غیرت خاور و رخ تابان تو دیکھو
قرآن ہر ایمان ہے ایمان تو دیکھو
دلکا مرے شام کہی ارمان تو دیکھو
کیا جلد کہانے لگا شیطان تو دیکھو
کیا صل علی آیا ہے اوسان تو دیکھو
حضرت کا مرے روضہ ذیشان تو دیکھو
افلاک کا آرائشی سامان تو دیکھو
کس درجہ ہے اللہ کا احسان تو دیکھو

کیا جلد کہانے لگا مداح نبی کا +
اے شاعر و مضطر سا سخندان تو دیکھو

قیام زلیت ہی ہو تو محمد کا مدینہ ہو
پہروں ہوں اس لیے ہو یہی ہے آرزو دیکھی
ملائک جہاڑتے ہیں عرش سے آکر زمین کی
ارم سے حضرت آدم ہی کہتے ہوئے نکلے
نخن سے کر بلا سے شرب و بطحا سے ہی پہلے
بیا جبکہ ہوا طوفاں یہ لو لے آدم ثانی

مقام مرگ ہی ہو تو محمد کا مدینہ ہو
اگر سکین مرا ہو تو محمد کا مدینہ ہو
مبارک وہ جگہ ہو تو محمد کا مدینہ ہو
ٹہکا نایا خدا ہو تو محمد کا مدینہ ہو
مرا جانا اگر ہو تو محمد کا مدینہ ہو
اگر جائے اماں ہو تو محمد کا مدینہ ہو

ابھی قبر میں کھڑی وہ ہو جسکے ذریعہ سے ترے افضال سے خالق مریض لاعلاج کو تری جنت سے آرزواں فضا میں درویش	نظر کے سامنے ہو تو محمد کا مدینہ ہو عطا دار الشفا ہو تو محمد کا مدینہ ہو زیادہ کہہ اگر ہو تو محمد کا مدینہ ہو
--	---

شکستہ خاطر عمیں دل مفوم مصطر کے بجائے ہند کر ہو تو محمد کا مدینہ ہو	
--	--

تمنا ہے خداوند امیر جگہ اکبر ہو ہی خواہش ہے یا شامانہ کا قہر آوے تمہارا ہوں میں جیسا ہوں مری بخش کراؤ مجھے رسول سرور عالم مجھے دھوکے سے شیطان کے طفیل اور حضرت چاند نامر قد میں وہ ہووے بوقت تشنگی حسین کا صدقہ قیامت میں غم شیریں کے آنسو سراپا دم میں دھو دیں گے کوئی مرکب سواری کو صہار قرار دے دیجو لوائے احمد کی زیر سایہ میرے رہنے کو فرشتے جب کہیں محکوم بتا تو کسی امت ہے	رسول اللہ کا صدقہ دعا مقبول مصطر کے زبان پر تیرا کلمہ ہو تری تعریف لب پر ہو شفیع عاصیاں تم ہو شفیع روز عشر ہو بچا لینا نہایت جب وہ نازک وقت مجھ پر ہو سراپا روشنی جس سے نخل خورشید خاور ہو قیم ساقی کو شرعاً نہایت جام کو شر ہو سیاہی سے ہر اعمال کا گو میر دفر ہو ترے مداح کا شام گذر جوقتل پر ہو خدا یا جاوے جبکہ عیاں خورشید عشر ہو ابھی اے اس گہری نام محمد میرے لب پر ہو
--	--

مجھے ہے عشق کیونے محمد مصطفیٰ مصطر مشام جاں مرا کیونکر نہ ہر لحظہ معطر ہو	
--	--

روایات ہائے ہوز

کبریٰ میں لقا ہزاروں در پردہ کہا دو جلوہ حسینؑ ایسا ہے ماہ پیکر نہ کیوں مفتوح جان بچہ بالا سے ہو و ہلور عشر غشی کی لقا ہی ہو وے ہم	اٹھاؤ منہ سے نقاب یہ دیکھا دو جلوہ کہ ہے یوسف ہی روزا کر کہا دو جلوہ کہا دو جلوہ پر آج پردہ آگے باہر دیکھا دو جلوہ دیکھا دو جلوہ
--	--

خیال فاسدی مٹے کا اکثر یہ حرف لالہ ہے روز	نہیں مجھسا جہانیں انور دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ
یہ راز اب تو ہوا ہے اظہر کہ قول مضطر ہے سب سے بہتر	جیسے گا اوسکانہ اب یہ جو ہر دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ
ہوا ہے اندوں میرا بری پیکر سے یارا نہ دل اپنا پہنچا ہوں میں نگاہ لطف سے لیجے نہ ہوتا پہلے سے اے ہدم گہر کو اسقدر تہہ یقین ہے مجھ سے جنوں نکل بہا کے گا لیلیا	بجائے گر پرستان کو کہوں اپنا میں کاشانہ یہی قیمت ہے بالمقطع نہیں درکار بیجانہ جو ہو چکا اوسکے کانوں تک ہوا مٹھو دروانہ گلیا جنگل میں گروتا ہوا تیرا یہ دیوانہ
لگا لگے کہ مضطر کون شاعر ہو گیا پیدا سنی جب اسنے اے ہدم مے اشعار زندا نہ	
سمجھ کر اسم اعظم کو پڑھا کر یار لسم اسم پوئے شریف فرما جب شب معراج میں حضرت نہا ہے صفحہ رو پر نہیں آغا ز سبزہ کا نہ کر ناخچر ابرو مستحکم تیر غیروں پر	کہ ہو باعث درستی کا ترے اذکار لسم اسم فرشتوں کی زبان پر تھی یہی گفتار لسم اسم یہ ہے خالق کا مصحف پر خطا گزار لسم اسم میں حاضر ہوں لگا تو شوق سے تلو لسم اسم
جو ہر آغاز کا مضطر بخیر انجام تو چاہے لو دل سے اپنے رکھہ درد زبان ہر بار لسم اسم	
مجھے شہر مدینہ وہ دکھا دے یار رسول اسم فتنا پر قبر کی میں نے سنا ہے سخت حالت اسم سوالات ملا لگا جو ہوا کرتے ہیں مرقد اسم مدینہ میں خیف میں گر بلا میں اور کعبہ میں ہوا حکم آہی یوں کہ حیریل امیں سبکو یہ دلدار می کامو جب ہے تری خاطر کا پنا جبلدوئے غم آل عیا اعمال نامہ سے لقب کیونکر نہ شہر مسلیں مشہور عالم ہو	زیارت اپنے روضہ کی کرادے یار رسول اسم مجھے افضال سے اپنے اماں دیکر رسول اسم جواب اونکے سرایا تو سکھا دے یار رسول اسم مشرف باز یارت تو کرادے یار رسول اسم فلک پر کج آتے ہیں سدا دے یار رسول اسم گنہگار کو جو جنت خدا دے یار رسول اسم گناہوں کی عبارت کو مٹا دے یار رسول اسم قروں جب آنکو رہتہ خدا دے یار رسول اسم

مہوی بیہوش تھی جس سے سرکہہ طور خود ہو
رسولان سلف ہی اور ملائک حور و غلام
شفا بخشے مریضیاں ہو عوارض سخت میں
نہ نامائل کہی دل ہو مرا حسن حسینوں کا

وہ جلوہ نور کا اپنے دکھا دے یا رسول
کہیں گے مغفرت حتی سے کرا دے یا رسول
خدا را جلد اداں سب سے شفا دے یا رسول
نئے الفت حجے اپنی ملا دے یا رسول

جو ہے درخواست مضطر کی ترے دربار میں حاضر
طلب کا حکم اب او سپر حرط ہاؤے یا رسول

روایت یابی ٹھکانے

روا قتل ہے اور قاتل یہی ہے
نہ پوچھا کہی او نے اتنا ہی آ کر
سو دل اشارا کر ابرو کماں نے
فقط میں ہوں اور تو ہو دیگر نہوے
نکھہ ہر کے گرد کہہ لے وہ تجھے
کہا بخد میں دیکھ مجنوں نے ناخ
نہ جاں گسل آزار الفت ہو کیوکر
نکجا نیگا ماتہ سے جو یکا یک
کہا دیکھ مر قدم را دلربا نے
انجلیگر وہ ہم سے ہم او میں ہوویں

تو سپر عذر کیا اپنا حاصل یہی ہے
فقاں سے شب و روز شافل یہی ہے
کہا تیر مرگاں کا بسمل یہی ہے
یہی بزم ہے اور محفل یہی ہے
ہماتے گراں تیری ایدل یہی ہے
مریجان لبے کا محمل یہی ہے
مرض دق یہی ہے مرض سل یہی ہے
حجے کیا خبر تھی کہ وہ دل یہی ہے
جو عاشق جا را ہٹا بیدل یہی ہے
خوشی عید ملنے کی اسے دل یہی ہے

سبک ہو کے ہنسنے سے مضطر عدم کو
چلوں کس طرح سخت مشکل یہی ہے

کہا لے گیسو میں دلنے یوں چٹکے
دولت بوسہ سے ہوئے ممتاز
میں ملکر جو آیا غنچہ دہن
چمکے گل سے بالائیں لے لیکر

جس طرح شانہ زلف میں اٹکے
گو شوارہ جو کان میں لٹکے
صدقہ سوسن ہوئی اووا ہٹ کے
غنچہ کہا کیا چمن میں کلی چٹکے

برطج - اکھٹا ہے پہلو میں جودل یہی ہے

رات صدقہ ہے زلف کی لٹک

سنگ اپنے ہوا نہ سنگیں دل
سنگے شعل بکا مرا گردوں
واہ کس ناز سے وہ کہتے ہیں
عشق جاہِ ذوق کا کرتے ہی

سنگ در پر ہزار سرنگے
کیا عجب ہے جو گر پڑے ہٹ کے
چلو بیٹھو کہیں ذرا ہٹ کے
طور چشموں نے برتے پنکٹ کے

بہیں ممکن ترے سوا مضطر
کوئی رسوا ہو بے لگا وٹ کے

ہے اسم ذات پاک تہا را محمدی
پیش ہو جب ہر ایک کی میدانِ حشر
لیل و نہار کام بن آدین تجوں مر
عرض و سمانہ عرش نہ لوح و قلم پہ پڑتا
سب جہلسوں میں خالقِ اکبر نے آپ کو
پردہ لگا کے احد و احد میں مسم
فی الفور آسمان پہ شق ہو گیا قمر
کڑویوں کا تہا شبِ معراج یہ کلام
منکر نگیر جب کہیں بتلا تو کون ہے
ثانی خدا کو آپ کا کرنا تہا کوئی
یار بتری جناب میں اب التجا ہے نہ

تم بن نہیں جہا نہیں گذارا محمدی
یارب میں جاؤں کیکے پکارا محمدی
آئیں پہرے جھکو سہارا محمدی
جب کچھ نہتا تو بتا یہ ستارا محمدی
فرمایا بر ملا کہ پیارا محمدی
خالق نے اپنا نور اوتارا محمدی
پایا ذرا سا جبکہ اشارا محمدی
صد شکر آج ہوگا نظارا محمدی
نیکے زباں سے میرے خدارا محمدی
ہمزادیوں ہوا نہ تہا را محمدی
مسکنِ مدینہ ہووے ہمارا محمدی

مضطربوں اضطراب ہے دل بیقرار ہے
کب ہو خدا ہی جانے نظارا محمدی

خردارین ہے حاصلِ حجبے پروا کیا ہے
میں ہوں مداحِ نبی حشر میں داور کے حضور
آسمانی بو میں تھیں کتا میں منو بخ
بابِ علی ہے وہ ذیشان کہ مقابلِ جبکہ

سرِ قصور کا آگے مرے رتیا کیا ہے
جئے جاو میں جو خطا میری اچھا کیا ہے
اسرارِ سرودہ قرآنِ نعمتِ عظمیٰ کیا ہے
رفت و بد نہ قصیر و کسریٰ کیا ہے

بوجہل چہل میں اسلام سے محروم رہا
جہول حضرت کے نواسوں کا جہلائے تھے ملک
طور پر جس سے جہم حضرت موت سے بیہوش
نذکرہ ہنساں معراج فلک پر ہر سو
تیرے ارشاد کی تعمیل ہے ہم پر واجب
زاہد گھرنے ہو تکلیف عبادت ناحق
جب تو سل ترا خاصان خدا تک ہوگا
خاک شرب سے نیم میں کروں جائے وھو

جب خدا خود ہی نہ دے نجات کا شکوہ کیا
ابن داؤد نے سچ پوچھو تو دیکھا کیا ہے
نور احمد وہ نہیں ہے تو خدا یا کیا ہے
شور و غل صل علی آج یہ کیا کیا ہے
ابنیا سارے کہیں ذکر میجا کیا ہے
حب احمد نہیں جب تگلو تو لفظی کیا ہے
میں کو خادم ہوں دل و جان میر کیا ہے
جیتے جی اسکے موا اور تمنا کیا ہے

مضطرب ہوں دل مضطرب میں ہے حسرت تیری
اب زیارت میں توقف شرہ والا کیا ہے

جسے آداب لغت احمد مختار آجائے
خدا خود آپکا جب ہوشنا خواں یا رسول اللہ
بجز حضرت یہ رتبہ ہتا کیسے کب نواسوں کا
سر مو جوشہر سچے کفایت شہ کے بار و غن
دعا کی آپنے حق سے کہ یارب العلا دائم
تأسف تیرہ بختی پر کہ محروم اس شرف کا ہوں
نہ کیوں ہو زیب و آرائش فلک کو عرش کر کی
ملا ملک اور خاصان خدا با ہم یہ کہتے تھے
کوئی اوس سے نہیں اصلا عبادت زاہد و تبرک
ہوا ہو جبکہ یہ شق القم انگشت حضرت سے

سغور وہ نہ کیونکر شاعر و غن نامہ با حار
ادائے و صف کس شہ سے تمہارا کیا گیا
کہ جبریل امیں جہول اسدا جنکا جہلا جائے
بفرمان خدا او سپر نہ کیونکر کفر آجائے
گنہ گاران امت کا مرے پردہ رکھا جائے
زیارت کو ترے ہر سال جب خلق خدا جائے
نہیں سے جب شب عراج شاہ ابنیا جائے
کرو فخر غلامی شہ کا اگر حاصل کیا جائے
لیے جاؤ محمد نام گر تم سے لیا جائے
عجائب معجزہ اسکو نہ کیونکر پھر کیا جائے

جہاں میں پس آتا ہے وہی انسان کو مضطرب
قلم سے کاتب قدرت کے جو جو کچھ لکھا جائے

نہ زبانہ نام احمد گر مرے اکبار آجائے
صدائے مرجا گردوں سو سو بار آجائے

مرا دار اسفار و صدمہ مرا از ار مہلک آ
 قسا ہو کر جلوں جب میں بقا کو دار فانی سے
 جو ہووے بر سرش اعمال محشر میں خداؤ
 طفیل آل اطہر کوں مری امداد فرمانا
 کہڑے تھے سب ملائک دست بستہ اس توقع
 کیا خدا صانع خلق نے تمہارا ہی یہ رتبہ پہنا
 تمنا ہے یہی میری بلا سے غش ہوں جو ملے

اگر ارشاد ہو خادم پہے تیمار آ جائے
 زبان پر کلمہ طیب دم رقرار آ جائے
 وح لب پر مرے اسد م شہ ابراہ آ جائے
 کہ جیسے عکساری کو کوئی غمخوار آ جائے
 خدا جائے کدیر سے احمد مختار آ جائے
 وگرنہ خلد سے کسے لیے زہوار آ جائے
 بیس پر کسی صورت مرادیدار آ جائے

ہوا جانا ہے مضطر کفر غالب کرو عاقبت سے
 جہاں میں سلطنت اسلام یا غفار آ جائے

گر میرے روضہ کی زیارت ہووے
 محشر میں نامہ اعمال پڑے جاویں جب
 بر ملا عرش پہ ہو چاند نہ کیونکر ٹکڑے
 خوشنما جلیا مدینہ میں ہے روضہ تیرا
 غم نہو کوئی ولے ہو غم شبیر مدام
 یا خدا فضل محمد کی بدولت دائم
 ابھی لحظہ میں وہ کافر ہو جہنم وصل
 ہووے کوئین میں تب امن و امنی صورت
 یہ ہی اعجاز سراپا ہے رسول اکرم
 لیلاً القدر کہوں یوم سعادت او کو

چشم جو کور ہو بنیا ہو بھارت ہووے
 لغت احمد کی مری پیش عبارت ہووے
 تیری انگشت کی جب او کو اشارت ہووے
 نہیں ممکن کہیں اس جلیبی عبارت ہووے
 اس بت غم کی مرے دلیں خرات ہووے
 حمیمہ البلیس کی غالب نہ شرارت ہووے
 اک نظر حبیب تری چشم حقارت ہووے
 شاہی احمد کی ہو حیدر کی وزارت ہووے
 ابن مریم کو مسیحائی مہارت ہووے
 میرے مولا تری جس رات بشارت ہووے

بفضل اصحاب ثلاثہ سے ہو مضطر جگو

قابل لعن وہ مرد و رہے غارت ہووے

جب احمد نہو گرد لیں عبادت کیا ہے
 عشق احمد سے جگر اپنا ہے ہر دم گلزار

غم حسین نہیں ہے تو ریاضت کیا ہے
 خطرہ باد خزاں روز قیامت کیا ہے

میں ہوں سہا پی مدینہ مرے آئے رضوان
سہنی چلی شب معراج سہرا پی بنوی
خیر مقدم کہا عیسیٰ نے جو خالص دل سے
ہر گڑھی رہتی ہے جو یاد نبی کی دلیں
جھکو اکبر سے خاک در محبوب اکہ
ہر گڑھی بخشش امت کے دعا ہتی تھی سے

بارح مردوس ترا کیا تری جنت کیا ہے
جا سکے وہم ملائک وہاں طاقت کیا ہے
انبیا بولے سوا اسکے سعادت کیا ہے
یہی نایب خدا ہے مری طاقت کیا ہے
سیم وزر کی مری نظر و عین حقیقت کیا ہے
دید کی جا ہے کہ امت پہ عنایت کیا ہے

مرض جب ہم پہ بنی کی ہو محبت مضطر
بالیقین اسکے سوا اور ہدایت کیا ہے

آپ کی جہم جہاں میں رونق افزائی ہوئی
سرنگوں ہو کر گرے پڑتے تھے بت ہی خاک سے
ساکنان عرش دوڑے پیشوائی کے لیے
از رہ لطف و کرم امداد جب کی آپ نے
نامہ اعمال میں تیرے کرانا کا تبیں
کیا ہی ہے صل علی اسم مبارک پُر اثر

جا بجا مشق عمارت کا رخ کسرا لئی ہوئی
غار تی سر تا پیاہتی کفر پر آئی ہوئی
آپ کی معراج میں جب جلوہ فرمائی ہوئی
نوح کی کشتی بھی طوفان میں آئی ہوئی
کرتے ہیں مضطر رقم جو تہہ سے گویا ہی ہوئی
نام جب موندہ سے لیا آفت ملی آئی ہوئی

جہل سے بوجہل مضطر معجزے ہی دیکھ کر
رہ گیا محروم ایمان بیچ دانائے ہوئی

جب شب معراج تیری رونق افزائی ہوئی
کھل گیا ہم پر حلیم الطبع ہونا آپ کا
تاب نظارہ نہ لائے آگیا سوئے کو بخش
شکر سے لیتے ہی لب سے نام محبوب خدا
آگیا ایک ایک قدم پہ بارح جنت کا فرا
یا علی طہائے گرد سب دیدا اللہ سے مدد
کیا ہوا ہو کر نبی مردہ کیا زلفہ اگر

عرش اور لوح و قلم کو زیب بینا ہی ہوئی
جب حلیمہ سی غریبہ آپ کی دانی ہوئی
طور پر تھی آپ کی وہ برق چمکائی ہوئی
جان قالب سے سکو ملک عدم راہی ہوئی
جب تیرے روضہ کی جانب محل آرا ہی ہوئی
نفس امارہ پہ پھر تو ہے ظفر پائی ہوئی
امت احمد کے بند و نئے مسیحا ہی ہوئی

کہتے تھے حسرت سے ہوتے ہم بھی امت آپ
ہے احدی میم کے پردہ میں احمد بنگیا
حشر میں ہو گا ہی فرماں خدا ذوالجلال
جبکہ ظاہر اوس رُخ زیبائی ہوئی
جسہ سبھوں در پہ تیرے تیری چو کھٹ چوٹ
خود زبانِ عجز سے کہتے تھے یوں عیسیٰ مسیح

رتبہ احمد سے جب بسیدو نکو آگاہی ہوئی
یوں خدا کو خود تیری منظور بیکتائی ہوئی
امت احمد بنی ہے مغفرت پائی ہوئی
نور سے پر نور ہو مخلوق شیدائی ہوئی
آرزو دیکھ دل میں ہے یہ ٹھیرائی ہوئی
ختم اے سرور ترے لب پر سچائی ہوئی

اگر کے تیری ثنا کیا جان مصطفیٰ کی ہبلا
جب خدا کو خود تیری منظور مداحی ہوئی

ذکر توحید خدا جسے سدا رکھا ہے
میں ہوں مداح بنی نامہ اعمال کیے چم
نور احمد جو ہے سینو میں ہمارے معو
تیرے روضہ کی زیارت کروں چو کھٹ چوٹ
یا علی ہر خدا کیجیے مشکل آساں
ہوگی عقیقی میں اوسکے لئے ہرزہ گردی
نہ کیا کر تو قصدا اپنے فرائض غافل
شب معراج ہے آمد ہے رسول اکرم
پیش آئیگا وہی تجھ کو عجب ہے تدبیر
تم ہی ہوتے رہو مولود بنی میں شامل

اوسنے فردوس میں گہرا اپنا بنا رکھا ہے
لغت احمد کو فرشتوں نے لکھا رکھا ہے
چاندنا واسطے مرقہ کے لگا رکھا ہے
شوق مدت سے یہ آنکھوں نے لگا رکھا ہے
آپکا حق نے لقب عقدہ کشا رکھا ہے
جس دل اپنا سوئے دار فنا رکھا ہے
حشر کا نام دواں روز جزا رکھا ہے
حامل عرش نے ہی عرش سجا رکھا ہے
لوتنے تقدیر میں جو کچھ کہ لکھا رکھا ہے
حکیم یہ حق نے فرشتوں کو سنار رکھا ہے

ورد تو کلمہ طیب کار کہا کر مصطفیٰ
اسکے منکر کو جہنم نے حلا رکھا ہے

حس احمد جو ہو سینہ میں خزنہ یہ ہے
عطر گل جیکے برابر ہنرتا اصلا
اہم ہنرتا حقیقی تو تو مسل حضرت

کافی دارین کے کاموں کو ذخیرہ یہ ہے
شہ لولاک کے چہرے کا پسینہ یہ ہے
کچھ بھی تکلیف نہو جس میں وہ زینہ یہ ہے

عرش اعظم سے سدا نور الہی نازل
شکر ہر حال میں ہو خالق اکبر لب پہ
نور نے آپ کے حاتم میں صراحت جب کی
نفس مارہ پہ قابو نہ ہو کیونکر مشکل
میںے جانا جو ہوا محکو طراق بنوی
رہے محکوم سدا حکم خدا کے تابع
کام لیتے تھے جو سینہ سے سہر کا عبا
ہرین سوزن تدبیر سینے گولا کہوں

جبکہ ہوتا ہے وہ شہر مدینہ یہ ہے
صابر وں کے لیے راضی برضیا یہ ہے
تب سیماں نے کہا ہے تو نکلینہ یہ ہے
کافر اکفر ہے یہ مرد و مکینہ یہ ہے
خالی کہتے ہیں جسے وہ ہی مہینہ یہ ہے
خلد میں جانیکا پوچھو تو فرینہ یہ ہے
سب شجاعاں عرب کہتے تھے سینہ یہ ہے
حاکم تقدیر کے ہو دوخت او سینا یہ ہے

قلزم قبر سے ہاں حبت محمد مصطفیٰ
بار ہونے کے لیے ہے تو سفینہ یہ ہے

سفید بند میں روح رواں ہے مچھتی
تصدق آل اطہر کا بلا ہرچہ جگہ جگہ
میں حیراں اور یس ہوں زور و زور نہ قابو
ملے حسنین کا صدقہ نسیم ساقی کوثر
رسول مجتبیٰ کے روضہ اکرم پہ چوں مارا
سما گیا بہار باغ رضوان میری نگہیں
دلا الفت رسول حق کے پل سے مار سونی ہو
جوانو نکو ہے فخر حریر جاں تعویذ لڑ کو نکو
طفیل مقدم حضرت تفاخر دیکھ دیکھ اپنا
غنی سوں دولت عشق محمد اسلمی میرے
زبان کو کلمہ طیب سے ہر دم آتش مار کہنا

مدینہ کی جولتی ہو کروں کیا دور بستی ہے
زیارت روضہ اقدس کو شاہا جاں ترستی ہے
اگر امداد غنی ہو نشاط افزائے ہستی ہے
مجھے کوثر سے جام ارغواں جو جوش مستی ہے
دلا پل دیکھ رحمت عرش اعظم سے ترستی ہے
مدینہ کی جولتی ہے وہی آنکھیں بستی ہے
رہ ہموار عمدہ ہے بلند سی آنکھ بستی ہے
ضعیفو نکے لیے اسم مبارک چو بدستی ہے
زمین ہی آسماں پر مارے ہر وقت بدستی ہے
وہ وازاں بخت ہے جس پر سلطانکدستی ہے
اسکا نام طاعت ہے اسکا حق پرستی ہے

بیچ حضرت کی محشر میں بہ پیش حق دل مصطفیٰ
وسیلہ مغفرت کا ہے ذریعہ پیش دستی ہے

اولا عشق محمد میں بشر جو دل سے حسہ ہے
 شمع نقد جاں دیکر جو مل جائے ابھی لیل
 تری وہ مار گاہ ہے بادشاہ و برو جس کے
 تری جاو بکس روضہ کے جو ہیں انکے رتبہ پر
 سجا بارش باران تری پر نور روضہ پر
 لبشر کیا جن و انسان کیا پری کیا جو غلام کیا
 کشش کا حکم جسکے واسطے حضرت کا ہوتا ہے
 جوشل بوجہل منکر ہوا تیری نبوت کا

ازل سے واسطے اولے کہا جنت کا رستہ ہے
 تمہاری زلف کا سوا مجھے اسل سستا ہے
 گروہا بنیا حاضر ہمیشہ دست بستہ ہے
 یہ کہہ ہے رشک کا صدمہ کہ ضواں دل شکستہ ہے
 سدا نورا کی عرش عظم سے برستا ہے
 ترے جلو کی ہی شائق سہی کا دل ترستا ہے
 وہی انسان مدنیہ کو مکرمیت کی کستا ہے
 بشر وہ داتا دہا دام بلا میں آپ پھنسا ہے

مشفق باز یارت کر جیب پاک کا اپنے
 خداوند میں مضطر ہوں تمہی ہنستا ہے

مقرر مجھ پر خدمت ہوا اگر خدمت گذاری کی
 ہلکتی جب صبا آتی ہے شام تیرے روضہ سے
 دماغ آشفہ ہوتا ہے معطر اس قدر میرا
 دبا ہے عشق شمع رو تو پروانہ مجھے کر دے
 نثار کر کے ہے کچھ بنالے عجز کا شیوہ
 نہوگی نزع کی سختی نہوگا قہر کا صمد
 حصہ مغفرت کا زاد و حبت محمد پر
 مدنیہ میں پہنچ خاں مشرف باز یارت ہوں

مقابل اب رو سمجھوں نہ اپنے ہفت ہزاری کی
 پریشانی نہیں رہتی ذرا بھی جاں ہماری
 نہ پہنچتی جسکو خوشبو بھی کبھی باد ہماری کی
 کہ تافربان ہو کر داد پاؤں جاں شامی کی
 خدا مقبول کرتا ہے دعا ہی انکساری کی
 محقق جس نے ہر دم دل سے تیری یاد کی
 نہ پریشانی کچھ نہ تقویٰ کی نہ تجھ پر بیگاری کی
 زہے طالع جو یہ عرض مقبول باری کی

جو مدارج نبی میں اوکے تی میں شتر کو مضطر
 خدا فرمایا گا جاؤ نجات ہم نے تمہاری کی

جیسے وہ شعلہ رو پری پیکر بغل میں ہے
 لیجائے ہے جو نامہ ہجران ہمارا تو
 زندہ نکو آج خجرت سکندر کا لطف ہے

آذر کو رشک ہے بت آذر بغل میں ہے
 کچھ زور ہی بتا تو کبوتر بغل میں ہے
 جام شراب ماہیہ میں دلیر بغل میں ہے

بہ طرح - جام شراب ماہیہ میں دلیر بغل میں ہے

آٹا بے گرتو آنے دے ابرو کماں نہ روک
تیر مڑہ کی لوک جگر سے تو مت نکال
شوریدہ سر ہوں کیا نہ وساماں کا محب کو غم
تقویٰ اس کا نام ہے قابو میں لا اسے
غم ستیز قاتل سفاک الحذر
اے ہر گماں تو ڈھونڈ تا ہے جبکو جا حیا
اے نزع تیرا کیوں نہوں مفتوں کہ آج وہ
ہوتا دل اپنا طاعت خالق سے ہم کنار
کیا ہو خدا ہی جانے کل آفت کا سامنا

تیر خدنگ ناز کایاں گہ لعل میں ہے
جراحی دیکھ یاد ستگر لعل میں ہے
لڑکا ہر اک لیے ہوئے پتھر لعل میں ہے
زاہد جو نفس کا فرا کھڑ لعل میں ہے
ماہوں میں گر کماں ہے تو خیر لعل میں ہے
وہ تو ترے ہی دل کی مقرر لعل میں ہے
دل لے رہے ہیں ہاتھ میں در لعل میں ہے
لیکن یہ نفس کا فرا کھڑ لعل میں ہے
بے کل جو آج یہ دل مضطر لعل میں ہے

مضطر کے کیوں لعل نہو سیں تنوں سے گرم
جاندی ہے جبکہ جیب میں اور زر لعل میں ہے

مے قل کو تیغ قاتل تنی سے
شب و روز رم ہے سوئے دشت و صحرا
کہا زلف رہزن نے دل ہمیں جہ سے
تیرے کفش پا کے ستاروں سے پیارے
جہا میں جگر جی میں ہے چل کے اپنا
نفس میں دندان جاناں کے جھگو
گراں چہ پہ بار خنایوں نہ ہو دے
بتو ہم کو تم یہ خدا را بتاؤ
لٹا گو ہر اشک دریا دلی سے
سجاز گہ عشق میں دل خدا را
سفر ہو گا دشوار ملک عدم کا
شب جہ میں روز دل کو ہمارے

شہادت کی دل کو خوشی چو گئی ہے
لشقی ترا حب سے او رم جی ہے
کہ اب گرم بیاں دمدم رہنری ہے
عجب چشم افلاک میں روشنی ہے
نظر یار بر چہی کی بے ڈھب آلی ہے
نہ دشوار میرے کی کھانی کٹی ہے
تو ناز کبدن ہے تو نازک تنی ہے
روا کس لیے تم کو دل لبکشی ہے
جو دولت فروں ہے تو دل ہی غنی ہے
دہا سول ہے سامنے جو گئی ہے
گناہوں سے گریوں ہی تروا منی ہے
نصو وصال صنم جیاں کنی ہے

کریں چال کل پیر بن کیوں نہ اپنا	قبائلی صنم زیب تن گلشنی ہے
بہیں دیر و کعبہ سے اے روند ناہ	نہ کچھ دوستی ہے نہ کچھ دشمنی ہے

شب وصل میں اسلئے ہوں میں مقصد	
کہ ہے رات بھڑی سی حسرت گھنی ہے	

خدا را وہ صنم گرام ہو جائے	تپ دل کو مرے آرام ہو جائے
کوئی بوسہ جو ذرا دلی سے	کہتا را نام میرا کام ہو جائے
ہلال عید کا سبکو گمان ہو	جو قور و نئی فزائے بام ہو جائے
گر قرار بلا ہو طائر دل	تری جو زلف مشکیں دام ہو جائے
جو سوچوں وصل کی تذیر شب سے	تو میری صلیج روشن شام ہو جائے
ہماری چشم خم سے اشک گر کر	عجب کیا روغن بادام ہو جائے

ادائے خاص سے وہ اپنے مقصد	
خرا ماں ہو تو قتل عام ہو جائے	

لگی کس شمع رو سے لو خدا جانے کہاں میری	اماں جینے سے جو پاتے بند دم بہر جاں میری
امید وصل بر آئی نہیں گر آسمان میری	کئے گی عمر فرقت میں بیکل جاں جاں میری
طبیعت ہے کہاں کیوں میں ہی ہوئی دمن	عداوت کر رہا ہے اندونوں کچھ آسمان میری
آہسانی بند ہے کیونکہ نہ مضمون کر جاں	کہ روشن طبع موزوں آج کل کے عجب میری
نقد ہوں سر محفل جو پتھر غیر بھی آ کر	تو کیوں آگشتم و حالت نہ پروانہ ساں میری
اثر سود میں گامیں کے ترے نالوں کا ہے بلبل	اگر لے مول تو میرے سے تاثیر فغاں میری

اگر نہ جب دل مقصد سے پوچھا تو لگا کہنے	
سکونت ہے ہمیشہ سے وہی کوئے بتاں میری	

بھونکی کج ادائی کا جہاں میں فعل جاری ہے	کوئی پر ساں نہیں صلا عجائب فعل جاری ہے
عدم کو کوئی جاتا ہے کوئی ہستی میں آتا ہے	عجب خالق کی قدرت کا جہاں میں کیل جاری ہے
خبر اوس لعبت چین کی منگا لیتے ہیں ہم دم میں	نفس کی آمد و شد سے یہاں وہ یل جاری ہے

دل وحشی نہیں آئینکے گر بکڑے بیاباں سے
درازی سفر کو تاہ ہوئی سب کاروانوں کو
سوم غم سے پڑمردہ ہونے پاؤں گے ہر گز

تو کیوں فرماؤ تعمیر مکانِ جیل جاری
سٹرک آہن پہ جیسے ہر طرف یہ ریل جاری
اگر اسے خضر عمر جاوداں کے ریل جاری ہے

سلف میں دیکھو تو مصطر کوئی وہ بھی شاعر تھا
جہان میں آج تک جس کا سخن بے میل جاری ہے

نہیں تم جو صاحبِ عنایات والے
لے تحفہ کو لکھو مائتوں پہ اپنے
فتان و بکا آہ سوزِ دروئے
ستم تو نکر ڈر ستمگر خدا سے
لیا مانگ نے تیری دل مانگ میرا
بجز عاشقوں کے یہ جگر اسے کس کا
نہ صریح ہو غم کیوں کوئی جاناں
کمینہ نہ کیونکر کے تجھ کو خلقت

تو ہم کب ہیں بندے شکایات والے
کہڑے ہیں ترے در پہ سوغات والے
یہ جہم ہیں سب میرے دن راؤ والے
کہ در پیشِ دن میں مکافات والے
سخن میں آئی نہ عذرات والے
سہی جو کہ حسدِ آفات والے
کہ جاتے ہیں کجہ مرادات والے
فلک طور تیرے میں کم ذات والے

بروز جزا ساری بنیوں میں مصطر
محمد مگر ہیں شفاعت والے

نامہ بر آیا مہاراجا ادھر سے خالی
چرخِ جنس میں ہوا جب تو یہ جانا نہ
کیوں نہ دشوار رہ عشق کی منزل ہووے
کہا عجیب ہم کو وہ بوسہ ہم سمجھ کر دیوں
شرہ ہی قاتلِ سفاک کی اور ابرو بھی
آج باند ہے گا وہ قاتل جو کمر سے تیغ
بل بے طولانی فرقت کہ بدولت تیرے
باغباں سب ہیں نہالانِ چمن تو پہلدار

قصہ سن کو کیا جان لے ادھر سے خالی
نہیں اسے آہ رسا تو ہی اثر سے خالی
میں سفیر و پیغمبر کب ہے سفر سے خالی
جانا اچھا نہیں سائل کہی در سخی خالی
نہیں آج جانِ حزنِ دونوں ضرر سے خالی
ہم ہی ہووے بیکے گر انباری سر سے خالی
ہجر کی شب بھی ہم روئے سحر سے خالی
اک فقط نخلِ ثنائے مٹے سے خالی

دیہریوں سے جان بھانوسہ

ابروہ کیلے جو برسات میں بر سے خالی

رہے اغیار سے کیونکر نہ ترا گہر خالی دیدہ دل میں کمی اشکوئی ہووے کیونکر ریخ رہتا ہے یہ فرقت میں ترے آٹھ پہر لشہ لب لوں کے ہم چاہ ذقن سے تیرے مانل سیر گستاں قذعنا سے صبا	خلد شیطان سے رہتی ہے مقرر خالی ہوئے دیکھا نہیں گوہر سے سمندر خالی رہتا آغوش ہمار انہیں دم بہر خالی آپ حواں سے پہرا جیسے سکندر خالی کھدے گلشن کو کیوں سرو و صنوبر خالی
---	---

متفق ہو کے یہ کہتے ہیں سخن داں اکثر

شعر صفت سے تمہارا نہیں مضطر خالی

سحر جانا کی حقیقت دل سے پوچھا جائے کس طرح تو نے ضیا پائی بیخ پر نور کی جز جواب خط زبانی ہی جو لایا ہو پیام تم زیادہ سو کہ آزار محبت ہے سوا جکی جو شے کم ہوا سکورنج ہوتا ہے ضرور گدزی ہو جو کچھ فراق روح میں انسان فتیس لے سے کیا موجب قباح ہوتا بہلا پیلے ہی چشم عنایت اب تو ہے لظ عتاب بیت ابرو کو پڑا میں جب وہ یوں کہنے لگا جب کھڑا ہو دیر سے در پر تیرے صورت حال صید گاہ عشق میں نیچر کہتے ہیں یہی ہے اگر مد نظر تدبیر تسخیر پری	جان کنی کی کیفیت بسمل سے پوچھا جائے کچھ سبب اسکا مہ کامل سے پوچھا جائے کیا عجیب ہے حمد مو حامل سے پوچھا جائے دق سے پوچھا جائے اور سل سے پوچھا جائے دکے کم ہونیکا غم بیدل سے پوچھا جائے وہ مشر ح حال آب و گل سے پوچھا جائے ذکر اتنا صاحب حمل سے پوچھا جائے قتل کا میرے سبب قاتل سے پوچھا جائے مطلب اسکا مال کسی کامل سے پوچھا جائے مدعا ہر کچھ تو اوس سال سے پوچھا جائے تیر مرگاں کی ثنا بسمل سے پوچھا جائے کچھ عمل حب کا کسی عامل سے پوچھا جائے
---	--

لوگی کس شمعرو سے کیے کچھ پروانہ دار

مضطر اتنا صاحب محفل سے پوچھا جائے

برطرح۔ داد و حشر ترے ماتھے پر عزت میری :

جنز حنیو کے نہیں اور سے رغبت میری
رزگہ میں جو گلے کو نہ خنجر رکھا
پانی پانی ہو خجالت سے سر ا پا بتر
اوج پر اختر اقبال کہاں سے ہو
نرم سے اپنے پر پرو نہ اٹھنا محکو
نیش دلکا جنم سے مقولہ یہ ہے
وقت غارت کہا قاروں نے ہر اسان ہو کر
خطرہ روز قیامت سے کہہ ہے ممسک
آتش سچ میں جل کر دل سوزاں نے کہا
ہے سہ نامہ اعمال بقول شاعر

یہی مذہب ہے مرا۔ ہے ہی ملت میری
ہوا ہوس چونک پڑا دیکھ کے ہمت میری
ابر تر دیکھ لے کر تو کبھی رقت میری
فلک پر کو منظور ہے ذلت میری
سامنے غیروں کے ہو جائیگی خفت میری
تجہ میں شدت وہیں جو کہ ہے شدت میری
لے چلے زیر زمیں ماتے رے علت میری
و دشمن جاں کہیں یارب نہو خست میری
قابل دید ہے باذائقہ لذت میری
داد و حشر ترے ماتھے پر عزت میری

میں ہوں مداح رسول عربی اے مصطفیٰ
اس لیے اہل زماں کرتے ہیں عزت میری

گر تجھ سے سروہ مانگے ہے قاتل تراش کے
طفلی سے ہتا سرشت میں پیدا مرے جنوں
طالب وہ بادہ نوش ہو جائے لڑک اہی
جیسے لگی ہے عشق شمع رو کی دل میں لو
اہل علوم کے نہوشا کشتگی نصیب
گر ہے خیال تیری رفتار کا بچے
چاہے جو اوسکی ناخن پاکی برا بری
شیخ ادا تو خاک پہ غلطیدہ کر گئے
گاشن سے باغیاں نے وہ ہے شاخ پھینکی
محفوظ تا نظر کا ہو رخسار یار کے

رکھ دے جل کر ہی سامنے ایدل تراش کے
مٹی کے میں بنانا تھا محمل تراش کے
رکھ دو نہیں سامنے دل نائل تراش کے
سہر شب جلا رہا ہوں انا مل تراش کے
رکھ دے اگر زبان ہی جاہل تراش کے
پائے صبا کجا ئو حامل تراش کے
گردوں ہلال کر مہ کامل تراش کے
اور ناز لیلا سر لب ل تراش کے
ہتا جیہ آشیانہ بلبل تراش کے
موزوں بنا یا صانع نے کیا مل تراش کے

مصطفیٰ یہ حوصلہ ہے تمہارا ہے تم نے جو

مضمون باندھے لطم میں مشکل ترا س لے

باریک ہیں جو اپنا نازک خیال باندھے
اے مرغ دل تو رہا دہنِ مقال باندھے
وہ نخل بد بلا ہے قاروں بدولت اسکے
عشق سرخ سب حاضر ہیں انا کہو
حسنِ حیں وہ شے ہے جلوہ نظر جو آئے
سے زبانِ ناطقِ جلال و صف لب میں
زلف و دوتا سے تجکوا بدل لگا کے ہم نے
نزدیک اپنے جواں ہم جانتے ہیں اوسکو
مرنے کے بعد میرے یہ عیش ہی کہے گا
جو ہر شناس شاعر وہ سے سخنور نہیں
ابر سید میں بجلی گویا لگی چمکنے پ

پھر بھی کمر کا مضمون مشکل کمال باندھے
صیاد گیسوؤں کا ہر تارے جال باندھے
تحت الشری کو پہنچا مال و منال باندھے
قاتل کمر سے تیغا بہر قتال باندھے
پھر مستقل مزاجی انسانِ محال باندھے
کیونکر لبونکے تیرے کوئی مثال باندھے
ناحق کو سر پہ اپنے بار و بال باندھے
جو چشم کو تھارے چشمِ غزال باندھے
ہے ہے چلا جہاں سے بیخ و ملال باندھے
دانو نکو تیرے موتی اور لبِ لعل باندھے
اوس برق و من کے دلیرِ جدم خیال باندھے

کیا ہی شیک ہی مضطر ہستی میں ہم جب آئے
اب جائینگے عدم کو دوش و بال باندھے

ہو قاصد اوس سے حالتِ سبیل ناشادگی
جبکہ تو پہنے گا زنجیرِ طلائی اوقم
ہو لکڑی میں کہی آغاز کا لیتا نہ نام
وار کچھ سینہ نے جھیلے ابروئے خمدار کے
وہ حسین گندی گوں کیوں نہ دیں گہر نکال
جب کہرو کچھ ہی دم کا ابنِ آدم کو نہ ہو
نام سے مشوق کے واجب ہوتا تجکو اختلاط
اوکماں ابرو لگا تو شوق سے تیر ہضم
ہے نقش وہ شبیہ بار سینہ میں مرے

ہو یومت یاد رکھنا بات ہے یہ یاد کی
منیں کرنی پڑیگی مجھ کو بھی نعدا کی
گر خبر ہوتی تجھے کچھ عشق کے افتاد کی
ور نہ کیا ہی سامنے اسکے سپر فولاد کی
ابنِ آدم ہوں سزا ہے یہی آدم زاد کی
اصل پہ کیا خاک سمجھوں لیستِ مینا کی
جان شیریں تو نے افریاد کیوں برباد کی
ہم نے ہی چھاتی بنائی سخت تر فولاد کی
عقل جس سے گم ہا لکل مانی و ہزار کی

بہ طرح - ذوق - جبکہ ہم نے اپنے زلف کی بال باندھے

ہے غلط فہمی یہ بالکل جو قد موزوں کے ساتھ

سہموت شبیہ دوں میں سرو اور شمشاد کی

کیوں زمین شہر مضطر ہونہ قبضہ میں مرے

جو تین سیر ہی کری ہیں شور سے اسناد کی

زور رنگت ہے درد سر کیوں ہے
باخبر ہو کے بے خبر کیوں ہے
ایسی شب کے لئے سحر کیوں ہے
چھپے آفت پیام بر کیوں ہے
دغذغہ پہر ترا سحر کیوں ہے
اجی لکنت زبان پر کیوں ہے
دراغ کلفت سے پڑھ کر کیوں ہے
زر کا طالب وہ سیم بر کیوں ہے
پہر کلیجہ یہ سرد تر کیوں ہے
تو یہ شرمندہ ابر تر کیوں ہے
مجھ سے وہ شوخ بے خبر کیوں ہے
چرخ بے پیر کینہ در کیوں ہے

اشک جاری ہیں چشم تر کیوں ہے
سجے یہ تیرے ہی سحر کا باعث
آسمان جس کا ہے تماشا سائی
ابھی پہنچا نہیں واماں تک تو
وصل کی شب ابھی تو ہے باقی
گر کہا کچھ نہیں رقیبوں نے
گر ہے ماہ نقاسے نسبت ماہ
نقد جاں ہی تو ادسکو دیدوں پر
گر نہونگے وہ مجھ سے ہم آغوش
نہیں تاثیر چشم تر عشاق
راہ ہوتی ہے دل کو دل سے گر
سارے عالم میں عشق بازوں سے

جب ہیں مضطر ممد رسول کریم

پہر بچے حشر کا خطر کیوں ہے

بریں ہے وہ تو بے خبر کیوں ہے
اوس صنم کی پہلا کمر کیوں ہے
دوسرا ایسا حیلہ گئیوں ہے
پہر مرے قتل پر نظر کیوں ہے
آج کا کل پہر حصر کیوں ہے
بہتہ گوشہ میں در بدر کیوں ہے

یہ دانا لہ سحر کیوں ہے
چھوٹھ بولا ہے جس نے جو باز دھا
شعبہ باز جیسا گردوں ہے
میں تو ناز و ادا کا نشہ ہوں
فیصلہ دل کا ہے اگر کرنا
کسی ابرو کماں کا ہے گر عشق

<p>اوتن زار چہ پہ سر کیوں ہے ہر سلامت عدو کا گہر کیوں ہے خوابش سیر بگرد کیوں ہے وردر وزانہ الحذر کیوں ہے</p>	<p>جب وہ آہوں پہر ہیں تیغ کھنٹ برق آسا ہے گہر ہماری آہ دل وحشی مجھے بتا تو سہی گفتگو میں تمہیں ا جی صاحب</p>
<p>چرخ مضطرب ہے مقولہ ہے آہ عثمانی بے اثر کیوں ہے</p>	
<p>کی تلک گردش متجم ہے مقدسخت کی خون دل نخت جگر مجھے غذا و وقت کی ہستہ مت ہوتی ہے ہر ایک ہمت پست کی دستار دیکھے حنا جو اس نگار کی ماپی جب تا شیر میرے اشک چشم مست کی موتیوں سے آبرو بڑجھا سے آب نشت کی جب سینتے آواز حق است کی وخت دل نے بتائی راہ محکومت کی بچ ہے نزدیک اونکی شان و شوکت کی سوگی جبے مقرر چہ خدمت گشت کی جو گہری آمد کی ہے وہ ہی گہری ہفت کی جب خدنگ آہ نے میرے فلک چہر کی گر ہو اس رشک عین کو آرزو گلگشت کی اوسکی یکجاں پہر ہے حالت بود کی اور کی</p>	<p>زانچہ سے جانچ تو رفتار کو کب بخت کی جب ثبات جاں ہوا منظور میرا عشق کو خود بلند اقبال رکھتے ہیں بلندی خیال چہپ گیا خود ہی خجالت سے شفق عین قباب گرم تر بادام کو ظاہر طبعیوں نے کہا گر نہا کر سر کے بالوں کو پھوڑے وہ پری روح نے میرے کہا قالوا بلی قالوا بلی جب ہوا میں عاشق لیلیٰ جہا نہیں مشہر جو گدا میں در کے تیرے اے شہ سلطان عشق غیر آوارہ ہیں گرد اگر د کو لے یار کے اے سچا مجہدین بجاں میں سوہر جاں کہا سیکڑوں لاکھوں ہزاروں ہو گئے روزن ہنود دراغ لائے سینہ سوزاں کی دہلاؤں بہا خواہش دنیا میں عقیقی جس کیسے ترک کی</p>
<p>استراحت جب ہے مضطرب سب کو فرس خاک پر پیر ہے اصل تنہا تمکنت کی رخت کی</p>	
<p>ہم نے مقصود دلی اپنا و فار کہا ہے</p>	<p>اوتن گہر و روار کہا ہے</p>

نہیں ممکن کریں پابند محبت پرواز کیا خبر روزِ مکافات نہیں ہے تجھ کو بہرِ تنہا کریں ہم آپ بے تکا کی کیونکر ہر نفس چاشنی مرگ کا طالب ہے کیا کہیں شمعِ شبستان سے لگائی کوئی ہے	تو نے عتیادِ عبت دامنِ چہار کہا ہے خوں بہا تو نے جو فاکل یہ روار کہا ہے دل میں جب خضر نے خود فکرِ فراق کہا ہے یہ مزارِ تری فرقت نے چہار کہا ہے دل وحشی کو جو پروانہ بنا رکھا ہے
--	---

عشق شاید ہے کسی پردہ نشین کا مضطر روئے عالم سے جو رخ تم نے چہار کہا ہے	
---	--

ہم کو اسے ناصحِ نادانِ سرکِ سونے دے کہہ دیا دیکھہ تجھے ہم نے خیال کا کل آستانِ درِ جاناں سے لگا کر تکیہ ہوگی تقریرِ نگہبازین سے مرقد میں ہی ہم کو ایجانِ حزنیں اپنا کٹا کر حلقوم میرے ہمسائے مری نامہ کشی سے تنگ ہوتا ہے وصلِ دلا رام ہے دل کا آرام باعثِ مٹرم و حیا جانوں کے شوخی سمجھوں کیوں ہیں از مرگ جلاتا ہے دکھا کر عجا	سرِ بالیں سے کہا مانِ سرکِ سونے دے کر نہ تو دیکو پریشاں سرکِ سونے دے کیا ہے بہتر ہو جو دربانِ سرکِ سونے دے آگیا اگر تجھے اوسانِ سرکِ سونے دے شابلِ گنجِ شہیدانِ سرکِ سونے دے شب کو کہتے ہیں یہ ہر آنِ سرکِ سونے دے اے خیالِ شبِ ہجرانِ سرکِ سونے دے تم جو کہتے ہو مریجانِ سرکِ سونے دے ہم کو اسے عیسیٰ دورانِ سرکِ سونے دے
--	--

شکے حالِ دل مضطر وہ کہ ہے ہر شب کس کو با تو نکا ترے دھانِ سرکِ سونے دے	
---	--

دکھا اسے روزِ وصل اپنے قرینے ہنسی کیا خوب وحشتِ قہقہہ مار نہ سمجھو اوس پری کی رخ پہ زلفیں نہ ہو لیں گے شبِ عشرت بھی ہم کو سوئی شیریں گنہگارِ شیریں	شبِ ہجران نہیں دیتی ہے جینے گر بیاں جب لگے ہم اپنا سینے دبا لے مار بیٹھے ہیں آخر سینے وہ روزِ ہجر کے مرم کے جینے خبرِ باد کو جب دی کسی نے
--	---

نمایاں یوں ہیں ادس رخ پر لپیٹے	حکیدہ جیسے گل پر ہووے شبنم
مفضل آل اظہر جلد حضرت	ملا تو اپنے مضطر کو مدینے
جنت پہ نہواوسکی نہ علماں یہ نظر ہی سو چرخ ستمگر میں تراحم کا اثر بھی جکے نہ ذرا دلمیں خدا کا سو خطر ہی کیساں نظر آنے لگیں سب خشک ہی نہی	جس دلمیں ذرا ہو ترے جلوہ کا اثر ہی امید رکھوں وصل کی کیا دلمیں پر یہ اوس کا فر اکفر کو ہو کیا خوف قیامت گر چشم کو دوں حکم تو اک چشم زدنی
ہے آہ جگر سوز وہ مضطر تری جس سے	جاتے ہیں جلے برقی و شرر شعلہ و شر ہی
جلتا ہے سدا ہجر میں دل اور جگر ہی والہ نہیں سو جتا ہے سود و ضرر ہی بارب ہو کہیں چاک گریبان سحر ہی واقف ہے کوئی ناقہ ییلا سے شجر ہی پالتے ہیں ضیا جس سے سدا شمس قمر ہی جا پہنچی فلک پر مرے آہونکے شر ہی آغاز میں انجام کی ہوئی جو خبر ہی دم لے ابھی باقی ہیں ترے کائنات پر ہی	ای سیک صبا چمکو ہے کچھ میری خبر بھی سودا ہوا جبے تری زلفوں کا پیرو تنگ آشب فرقت میں یہ مانگوں ہوں غایت ہتا جڈ میں ہر سو یہی مجھونکی زباں پر وہ رخ ہے تراصل علی ماہ درخشاں جانا شب یلداں میں جو اختر ہوئے روشن لیتے نہ کہی نام ہی اسے عشق ترا ہم وہ صید ہوں مانگوں جو رہائی کہی صیاد
افسوس ہے مضطر کو وہ سودا کے بقول آج	گل پینکے ہے اور دلی کفری بلکہ ٹر بھی
تر می خیر جان حزیں ہو چکی شب وصل ہم سے قریں ہو چکی تری روسیا پہی نگلیں ہو چکی ہمیں ایسی حاصل نہیں ہو چکی	علم تجہبہ جب تیغ کیں ہو چکی یہی ہے جو طولا نی روز ہجر جلا تو لے غیر کے نام کو جہاں آسماں کا یہی سایہ نہ ہو

<p>زباں سے کہی ہاں ہی شرابیے تیرے حسن سا حسن یوسف نہیں کرے ماہ کیا حسن میں ہمسری</p>	<p>کہ حد سے زیادہ نہیں ہو چکی تجھے بار بار آفریں ہو چکی خیالت سے داعی جہیں ہو چکی</p>
<p>عنایت کرو تھوڑی مضطر بہ اب</p>	<p>بہت سی نگہیں خشکیں ہو چکی</p>
<p>ہجر نے جبکہ تری ہم کو سار کہا ہے آئیں کسب دیجیئے آواز پہ بیٹے اپنا خون حاضر ہے بہت سارے مقتولوں کا خط تقدیر سے ہے خط پریر و بہتر کشتہ زلف کی بچان رہے تا باقی تو نے کوچہ سے غبار اوسکے اٹھا کر میرا ابھی ثوبت نہیں سامانِ جنوکی ہو چکی قاتلار زندہ جاوید کہا نے کے لیے دیکھیے کتنے ہوں موسے کی طرح سے بیوش نحت دل خون جگر اپنے غذا میں دوں</p>	<p>پھر مقدر میں مرے صل کو کیا رکھا روزہ داروں کی طرح کان لگا رکھا قاتلا تو نے یہ کیوں خودی حنا رکھا ہے حرز جاں کے لیے لغو نہ بنا رکھا ہے عطرِ جہر سے کفن ہم نے بسا رکھا ہے سج بتا دے کہ کہاں باد صبار کہا ہے مفت رسوائی کا نقار اہجا رکھا ہے سنگِ بڑاں کے تلے تیرے گلا رکھا ہے اوس نے چہرہ سے نقاب اٹھا رکھا ہے اسکولی رکھا ہے ہم نے اسے کھا رکھا ہے</p>
<p>جبکہ قامت پہ قیامت کا شبہ ہے مضطر</p>	<p>ہوں خرا ماں تو ابھی حشر ببار کہا ہے</p>
<p>جب مری الفت تجھے بے پیر آدی رہی جب ہمارا عشق کی سرکار میں رہے بڑا ٹاٹواں ہاتھوں سے میرا گویا ہے بے علم لشہر بھی ہم کو رہائی وہ کہی دیتا نہیں جب کیا ترسے رخ تاباں سے دعویٰ ہمیں</p>	<p>وہ جو ہم جہنوں میں ہی تو قیر آدی رہی فتیں اور فرماؤ کی تو قیر آدی رہی حال دل کی جب مری تحریر آدی رہی گتے گتے باؤنکی زنجیر آدی رہی گتے گتے ماہ کی تو قیر آدی رہی</p>
<p>رہ گیا مجرم مضطر کا میا بی سے وہ ہی</p>	<p></p>

حرص دنیا حبکو دامگیر آدھی رنگی

<p>گر مہلو جو ترا غیر سے ہر آن رہے کیا کرے کہانے نہ ہیرے کی کئی کو گروہ سنکے رنگینی مایوت یوں کی ترے دیکھہ یوسے مرے یوسف کو زینجا گروہ روئے ناہاں کو تہ زلف چہا کر بولے نامہ ہر جا یہ خط یکے شتابی ایسا سہموا آئینہ رویوں سے لگا کر دل کو جو رگ لچیں سے یہ کہتی چلی رو رو بلبل شعر و یوں کاہوں کشتہ سہمہر قد دام</p>	<p>رنگ میں کیوں نہ طپاں سینہ سوزان رہے حبکو دام ترے یاد ڈر دندان رہے کیوں نہ رو پوش سدا لعل خشتان رہے تجکو منظور نہ حسن مہ کسغان رہے ظلمت کفر میں گیا رونق ایمان رہے مہسری کو ترے صرصر ہی پشیمان رہے عمر بہ کون پہلا ششدر و حیران رہے باغیاں سے ترا آباد گلستان رہے کیا عجب روشنی سر و چراغان رہے</p>
--	---

دین و دنیا میں تمنا ہے کہ اے سرور خلق
سر مضطر یہ ترا سایہ دامان رہے

<p>و لیں وہ زلف سیدہ ریشہ دوانی مانگے ضعف وہ کچھ کہ نہیں جنب لب تک حاصل دراغ فرقت رہے سنیہ میں جو دام بہر تو نامہ ہر آہ ہی کیجواو سے نامہ ویکر مال کیا مال ہے دید و نہیں متابع علی ہی ایسا مسک ہے وہ قاتل کہ ندیوے ہرگز ہوئے عالم میں ابھی نوح کا طوفاں ہر با اخذر ناکہ جا نسوز کہ تجھ سے ہر دم</p>	<p>جسکا مارا ہوا ہرگز نہیں پانی مانگے شوق یہ کچھ کہ سدا چرب زبانی مانگے ہے عبت بہر جو کوئی اولسے نشانی مانگے تجہ سے پیغام اگر کچھ وہ زبانی مانگے مجھ سے نذرانہ میں جو کچھ کہ وہ جانی مانگے آپ خنجر جو مری تشنہ دمانی مانگے ختم بہ جوش اگر اشک فشانی مانگے حائل عرش دعا حفظ امانی مانگے</p>
---	--

سامنا آہتہ ہر حبکو بلا کا ہو دے
کیوں نہ مضطر وہ دعا حفظ امانی مانگے

<p>نہ آیات تلک بر میں ہمارے سیمبر پہلے</p>	<p>نہ آیا جتلیک ہم نے نہ نقد زور و زربلے</p>
--	--

<p>دہاں کو ترے لئے چھد کروں میں بھی شک ہے پُر پے زخم جگرِ حلاج کچھ تدبیر بہر کے جو بہلا بہر چاند کس مود سے کہا جائے صنم تجا لگا جب دل اسیری میں ترے پابند الفت کا وہی کچھ کچھ جفا کو ان بوتلی لوگ جیتے ہیں</p>	<p>پیام مرگ سے سن لوں پیام وصل گر پہلے منگا دھونے کو اسے حراج اسبِ حشم تر پہلے ضیا پاتے ہوں جب دگر ترے شمسِ قمر پہلے اڑائے نو چکر کیا کیا قفس میں بالِ دہر پہلے سرا پا جو بنا لیتے ہیں بہتر کا جگر پہلے</p>
--	---

<p>تقابلِ کیش سے مضطر بقول طور کہہ دینا میں جی جاؤں اجل سے آپ آجائیں اگر پہلے</p>	
---	--

<p>کسی حسنِ حسین پر گر طبیعتِ ہم نے مائل کی بہشتِ حق سے جنت کے طلب اگر تانا نہ زائد مہتاری تیغِ ابرو کا لٹق جب ہوا پیدا مہتارے میں لگے کا مار ہو جاؤں گا لٹق خیال آیا نہ کچھ یہی توشہ عجبی بنا نیکا یہ مجمعِ محبت ہے زند مشربِ اسمیں پیٹے ہیں</p>	<p>فلک بہر رشک میں کرنے لگا تدبیرِ قائل کی نہوئی گرا اسے خواہش کسی جو رہائش کی جگر ٹکڑے کیا پہلو کو چیرا جان گہاں کی اگر دستِ عدو میں آئے گردنِ جمال کی حرِ لیسو حرصِ دنیا میں عبتِ اوقا زائل کی نکبہ بابتیں ارے ناصح نصیحتِ مسائل کی</p>
---	---

<p>ہوا اگر وصل حاصل اُنکا مضطر تم سے لینا رفیقِ زشت نے گویا متاعِ جانِ زائل کی</p>	
--	--

<p>کہیں افلاک کا جہر گھاں سے جہنم ہی نہ چلنا ہو گا یوں تو سرا پا بہت خدائی سے نرا لے نہ کیوں ہو دل کناں کی طرح ٹکڑے وہ تیری مانگ ہے زیبا کہ جہر جو خوشبو ہے تری چمپا کلی میں شگفتہ زخمِ دل ہے گل کی مانند جسے اب یادِ مضمونِ کمر ہے</p>	<p>وہ میری آہ بیکس کا دہواں ہے ہمارا جطر ح سینہ طپاں ہے نہ کیوں آخرش ہندوستان ہے کہ یادِ حسن روئے ہوشاں ہے لصدقِ جان و دل سے کہکشاں ہے گل چمپا میں وہ خوشبو کہاں ہے غمِ دلدار جیسے میاں ہے وہی شاعروں میں غیبِ داں ہے</p>
---	---

رہا کر چلہ کش گوشہ میں غافل	اگر شوق بیت ابرو کہاں ہے
عدم بھی ہے تماشا گاہ شاید	جو پیہم قافلہ ہستی رواں ہے

بجز یادِ صنم مضطر جہاں میں
جو دم گزرے وہی دم رائگاں ہے

وہ آئے زین تن پوشاک کر کے بنائے اسے جہوس کمیہ تو خندنگ ناز اوس ابرو کہاں نے بہرے جل تہل ہوا سر منبر جنگل کیا ذبح مگر او ترک تو نے مری بخشش قیامت میں کرانا	چلوں میں ہی گریباں خاک کر کے دل سیاب ساں کو خاک کر کے لگایا مرغ دل پر تاک کر کے چلے جب جھم جھم منہاں کر کے تو بچل زینت خراک کر کے غلام اپنا سہ لولاک کر کے
---	---

نہ کیونکر خاک پر عطاں ہو مضطر
کیا ہے ذبح وہ سفاک کر کے

دار فنا میں دل جو بنوں سے لگا بیٹھے زلف دراز یار کا ہندا بنا بیٹھے جب ہم زمین شکر قبضہ میں لائیے ہے یہ یقیں جو ہجر میں ہم جیسے جا بیٹھے زلف کو تیر میٹھا جو اپنا لگا بیٹھے جب ہم کشش کو نالہ کی اپنے دکھا بیٹھے دانتونہ کس لینے وہ مہی کو لگا بیٹھے جب دل تہی پری سے ہم اپنا لگا بیٹھے	جا کر خدا کے سامنے کیا موہنہ دکھا بیٹھے عقا کو زیر دام بہ بدیر لائیے مضمون ہزار عالم والا سے آ بیٹھے مر کر ہی نام وصل کا ہرگز نہ پا بیٹھے اپنے کیے کی آپ سزا کو وہ پا بیٹھے سب ساکنان حجب کو چکر میں لا بیٹھے نادان ہیں جو میرے کو نیل بنا بیٹھے مثل صبا اوڑھ بیٹھے پرستار کو جا بیٹھے
---	---

جب ہم سرایت دل مضطر دکھا بیٹھے
سقف فلک میں آگ سر ابا لگا بیٹھے

الحذر آبروش ابرو ترے مفتون وائل نے	حکیر ہی کر لیا مجروح دے ساتھ کہاں ہے
------------------------------------	--------------------------------------

بطور حق - کفن در بر گریباں جان کر کے

نہ دم مارا کہی جتنے اچی صاحب کلا کھنسا
 ستا بادل جو گھنٹہ شال چرخ بلب کا
 جواب خط پہ پیر آئینہ رولے بگرنیشا
 چرخ لخت عبت بد نام ہیں ہم تو
 بشر کو چاہیے حاصل کرے کچھ علم سے بہرہ
 مری تفریر بچکو عدو سبقت نہرونگی
 خلل آیا عبادت میں طلب جنت کی ہے تیر

لیا تو نے وہی ظالم جو کچھ چاہا ترے دل نے
 بسا شور قیامت کر دیا شور عناد دل نے
 طبیعت ہو گئی حیراں کہا جب تک حاصل نے
 مزہ بوسوں کا لوٹا ہے ترے رشتہ کے تل نے
 خدا کو بھی تو پہچانا نہیں ہرگز ہے حاصل نے
 مجھے منطبق ٹیڑھا یا ہے مرے استاد کا مل نے
 لیا دل چیں کہا زاد تر احوال شامل نے

مہوئے سینہ سپر عشاق مصطر بواہوس بہانگ
 کیا زیب نگر خنجر جواوس سفاک قاتل نے

جب گرہ کہولی صبا نے کاکل دلدار کی
 حسرتا دوا در پینا بعد مردن ہی اگر
 قتل کا مجھ تشہ لب کے غم جب وہ کر چکے
 سنگدل اس بت کو بیٹے کہہ یا بتا ایک دن
 چال پیاری خوشنا معلوم ہوتی ہے تری
 جہاں مجھ میں غصہ کے جھنڈا لٹے وہ کیا ہی
 کوہ و صحرا دو عیلاقہ ہو گئے ہم کو عطا
 شیخ جی الجھاؤ گر زندہ رہنے کچھ تم نے کیا
 گریہ تو دست لفظ اپنا اے گلچیں دراز
 جب تعلق کچھ نہوشک و برہن سے ہیں

ناف تک تاثیر ہو نچی آہوئے تار کی
 چشم رہا میں کہلین جس طالع یدار کی
 واسے فتنہ آب ہی جاتی رہی تلوار کی
 اسلئے چھپر سناوا جب ہوئی سنگسار کی
 سیکہ لی اسے کیک کیا طر خراں یار کی
 آئی نوبت جب ہمارے ذکر اور اذکار کی
 پرورش ہم پر ہوئی یہ عشق کی سرکار کی
 ہو چکی حضرت سلامت شیریں دستار کی
 ہو رہی ہے تنگ حالت عند لب زار کی
 قید گہرائی ہے کیر سب جوہر تار کی

بند سی در کا ہو کیا اوس ناواں مصطر کو کم
 حکو ہووے راہ کافی رختہ دیوار کی

مکاں اچھا نہیں عربش بریں سے
 ذرا پوچھو ولی گوشہ نشین سے

اگر ممکن ہو وصل اس ناز میں سے
 کہاں ابرو کے الفت کی مرہ سے کو

خطا میں اور اور فتن میں مشکب اذفر نہیں کرتے وہ ثقہ ہی حور عین پر کبھی بہوئے سے ہی کرتے نہیں ماں دلا کسی جب کسی نے انکساری	بہولی بڑھ کے زلف عین سے اُٹھاتے ہیں فرا جو ناز میں سے نکالا تم نے کیا مطلب نہیں سے فروں ربتہ ہوا عرش بریں سے
--	---

قیامت جب نمایاں ہوگی مضطر اوپٹیں گے ہم صنم کہتے زہیں سے	
--	--

لگا کر دل کو ہم نے حور عین سے فرو ہو غم دل اندو گہیں سے سیہ ہوں تیرگی سے چاند سورج وہ دوزخ ہے اگر او سہیں ہنو تو بچا ہے وصف جنت بت لوزا بد لگے گراگ گرد و عین عجب کیا ہوئی گوشہ نشین چلہ کشی کی سبب ترغیب دشمن ہے وگر نہ الہی کلمہ طیب پڑ ہوں میں	مشابہ کر لیا حلیہ بریں سے و عاہر دم ہے رہ العالمیں سے نہ پائیں گر حنیار اوں تمہ جہیں سے مکا ٹکی زیب و زینت ہے مکیں سے اگر پتر ہو کوئی ناز میں سے ہمارے نالہ ہائے آتشیں سے کماں ابرو نہ آیا پھر کہیں سے مٹرا ہیں وہ بالکل بغض و کین سے بہتی قالب ہو جب جان حزن سے
---	--

کمر کا اونکے مضمون باندھو مضطر نظر آتے ہو تم بار یک ہیں سے	
---	--

ساغر تمہارے ماتہ سے حدم عدو پیے زاہد جو او سکی آنکھ کی منی کاد کیے بنجائے رند کیسا ہی عابد ہو ساقیا نہیں بہا شراب کی کہتا ہے یوں شوخ	فراؤ کون رشک میں بیٹھا ہو پیے آپ وضو کو بھول کے جام سو پیے اگر ایک جرمہ ماتہ سے تیرے کہو پیے جو تشنہ وصال ہو یہ آج جو پیے
---	--

کم جانیو نہ آہ کو مضطر کے اور قیب یہ وہ خدنگ ہے کہ جو خون عدو پیے	
--	--

بجلا دورہ ہر بار

الضحا - دیکھ

برج - لاے اس بند کو انکار کے

نغم الفت پہرے ہے بونی سی
مہم نے بو سے لبونکے تیرے لیے
تجہ سے ہووے پری کو کیا نسبت
تو جو ملجائے وہ نکل جائیں
سلک ونداں میں تیرے ایجا ناں
دے تو دیتا مستاع جاں خبکو
چشم نم سے ہوئی جو مارش اشک
بدنما بدوضع ارے دہقاں
زال دنیا عجب لڑا کا ہے

ہے وہ چٹکا چھٹال ہوتی سی
تو بوائی پلنگ پہ سوتی سی
رونی صورت ہے وہ تو روتی سی
حسریں دلیں ہیں جو ہوتی سی
آبداری ہے کیا ہی موتی سی
پر تو آتی نظر ہے کہوتی سی
پیروں ٹرگاں چوٹی ہیں لوتی سی
کوئی پوشش نہیں ہے دہوتی سی
دیکھو جھکرا پہرے ہی جھوتی سی

دلہ حاسد کے بات مضطرب
چلتی ہے رشک میں کروتی سی

لوں لگی کو سنے وہ ادنی سی
ہو گا جب سن بلوغ جاہیں گے
جنکی فاقہ کشی پہ تہی گذران
ٹوکسی کی کہی نہ کر غیبت
کیا ہی زہریلی زال و نیا ہے
دیجو بہر کفن خیمے اپنے

تیرا سایہیں مرے پوتی سی
پاک دامن رہی ہو چوتی سی
ابو بولے ہے ادنی طوطی سی
اولٹی ہو کر لگے گی جوتی سی
کالے بکھت ہے یہ گہوتی سی
کوئی چادر جو ہووے سوتی سی

سو نہ نہ او سکے کچھ کہتا
کچھ کا کچھ جا کے گی ادنی سی

زیب محفل ہوئے وہ آکر کے
چل دیئے جبکہ وہ خفا کر کے
میں گدا وہ نہیں ترے در سے
دفعہ اونٹن ہمیں کیا لیکن

رونی نرم آنی جا کر کے
کتا پچانے اہم و فخر کے
خالی ہر جاؤں جو صدا کر کے
لغش کشمیر جا بجا کر کے

خوب بر سایا میہ لہا لے
میرے خونکو کبھی حنا کر کے
شیخ رو تپہ سے ٹو لگا کر کے
اوسنے بالیں پہ میرے آکر کے
ہائے یہ بھی چلے قضا کر کے
آتش ہجر تو جلا کر کے
عرض کرتا ہوں التجا کر کے
گر بڑے چرخ کپ کیا کر کے

پہرہ پہ رہیں سیہ رومال
کھنکاپا ہی میں تل لے اے قاتل
جل مرے سیکڑوں پتنگ آسا
حالت نزع جب سنی میری
شور و غوغا کیا کہا افسوس
خاک کر چپ کہیں درونِ دل
وصل ہو یا وصال ہی ہو جا
نالہ کش ہوں تو یہ زمیں پہ ابھی

کشتہ عشق کے میچا لے
کردیں مضطر وہ لب ہلا کر کے

جو کشتہ ابرو ہیں وہ جانبر نہیں ہوئے
پہرہ جو جگے ہم مبت کو تو کا فر نہیں ہوئے
گردوں پہ نمایاں کبھی اختر نہیں ہوئے
جوشیفۂ زلف مغبر نہیں ہوئے
ہانی سے ہرے شیخ کے جوہر نہیں ہوئے
مژگان سے تو گیلے کبھی نشتر نہیں ہوئے

کچھ ہم ہی مراد سے ترے مضطر نہیں ہوئے
کعبہ میں ہی پتھر کو دیا کرتے ہیں بوئے
اور طے نہ اگر آہ کے سینہ سے شرار
کعبہ کی سیہ پوشی کے منکر ہیں ہی لوگ
سرسبز بگر ہوئے ہیں خون شہدا سے
سچ قول ہے سودا زدگانِ تپِ غم کا

مضطر نہ کرو عشق کی دولت کو عبث صرف
دل لیکے ہی اپنے کبھی دلبر نہیں ہوئے

پہرتے ہیں وہ جہان میں ہو کر ذلیل سے
چلتا کہیں ہے کار کوئی قالِ ذلیل سے
آنے نظر مام رہے وہ علیل سے
سرزدگناہ ہونگے حیاتِ طویل سے

مضطر در جو ہیں اپنی حیاتِ قلیل سے
آسائشِ حیات ہے موقوف مال پر
عاشق جو تیرے نرگسِ بیمار کے ہوئی
وارِ فنا میں زلیست کی درخواستِ زباں

مضطر ہے حاسد و نکی شکایات سب عبث

جرجل عجمہ حصول نہیں ہے جیل سے

کیوں ہم شکوہ کریں نیرنگی نقدیر سے مار کا کل ماتہ آئے کیا ہمیں تدیر سے ہو گیا اغیار پر گرمانہ قاتل کارواں جاتا ہوں ہرزہ گردی تیرے کوچہ سوا کو بچو لاشہ ہیرا ناہتا ہمارا بعد قتل خاک کائے یار حاصل کر جو تیرے ہو سکے ہوں گرفتار بلا شوق اسیری ہے تجھے جب ازل سے لکھ دیا قسمت میں کا تجھے	ہجر جب دونا نہیں ہو وصل کی تدبیر سے کا مرو دالے ہی لپٹا ہو گئے نشیور سے کا ٹاٹا ہم کو پڑے گا خود گلا شمشیر سے دب دہائے آستان سے شوکت سے اور تو قیر سے نیر عورت ہی غرض گرفتار لاشہیر سے اے جہوس ہونہ حیران خواہش کسیر سے پاؤں کو رغبت ہے میرے حلقہ زنجیر سے پھر فرو کیونکر ہو غم میرے دل دلیہ سے
---	--

ساکنانِ چرخ مضطر الا ماں اپنے لئے
جب بلا با ہم نے گردوں نالہ شبگیر سے

خوشنما وہ اسے نقاب یار تیرا رنگ ہے اے صنم دیوانہ تیرا ہے وہی شوریدہ ہائے طغیانی بھی کم اسکی کہی ہوتی نہیں عقل کی میزاں میں وا عظمت وزن کر کے دیکھ لے بت کہہ سے گر منع کرتا ہے ہم کو وعظا جی میں ہے اک بند کا غذا اور اٹھیں چڑھے کیوں طلب کرتا نہیں بوسہ دماں یار کا	دیکھ کر جیکو شفق ہی آسمان پر رنگ ہے شکر اطفال جسکے روز رہتا سنگ ہے دیدہ تر ہے ہمارا یا کہ بحر گنگ ہے کوئے جامات ترا خلد بریں پانگ ہے تو ہی کعبہ کو بنادیاں ہی تو آخر سنگ ہے طول ہے مطلب ہمارا خط کامیدان تنگ ہے تنگ دل تو وہ نہیں اوسکا دہن کو تنگ ہے
---	---

جیسے دل ادس دلربا کو ہم نے مضطر دیدیا
عقل میں اور عشق میں ہر لحظہ تازہ جنگ ہے

حاصل جو ہم کو سوگی زیارت حضور کی بہر خدانہ دیکھئے آئینہ جان من علت میں الیک بوسہ کے دیتے ہو حکم دار	دیکھیں گے شکل خلد میں ہرگز نہ حور کی صدائے زباں پر آئیں گی باتیں غور کی اعلیٰ سرائے چاہئے ادنیٰ تصور کی
---	---

برط۔ بے شرف خط عجمت کو خط نقدیر سے

دیکھا جو اونچو بام پہ بس ایسا ہیں | ظاہر حقیقت آج ہو ہی توہ ٹورے

مصطفیٰ کے دستگیر ہو یا شاہ دو جہاں

عصیاں کا سر پہ بارے منزل ہے دور کی

عجبت بلیں کے گل کو دیکھ کر سب انسانی ہے
اسی باعث سے احمد ہماری زندگانی ہے
مگر یہ بھی دلا اک انقلاب آسمانی ہے
محبت ایسی ظالم کی بلائے ناگہانی ہے
مصور سب پر نشاں عقل میں حیران مانی ہے
مرے اس دیدہ تر سے یہ کون سی روانی ہے
تمہاری تیغ ابرو کا عجب آیار بانی ہے
ازل سے تیری قسمت میں نہ دانہ ہے نہال ہے

نہ باران فصل پر جو خزاں ایک روز آئی ہے
منقش اپنے سینہ میں شبیر یار جانی ہے
نگاہ قہر ہم پر ہے عدو پر مہربانی ہے
ستم عشوہ غضب غمہ قیامت ناز ہے او
بہلا تصویر کھینچا کوئی کیا صنم تیری
بیاباں منزلوں تک سبز ہیں سیراب گلشن
کیا سیراب اکدم میں ہزاروں تشہ کا مو کو
قفص میں بند کر محکو ہی صیاد کتنا

نہ ہو تنہا گھر ہی جب دشمن کا دود آہ مصطفیٰ
تو پھر کیا خاک اوسکی اندنوں آتش فشاں ہے

آئی ہیں بلا کیا کہوں کیا کیا مرے آگے
بے اصل ہے اوسکا بے سرا یا مرے
اچھا ہے رہے گریہ نما شام مرے آگے
بلیں ترا کیا چیز ہے غوغا مرے آگے

اوس زلف کا اندھیر ہے بزم نام مرے آگے
کیونکر میں قد بار سے دو سرو کو تشبیہ
نڑ پا جو تیر دام تو صیاد یہ بولا
میں وہ ہوں کہ بلجائے فلک میر فقا

اے مصطفیٰ بیمار مسیحا ترا آیا
کہدے یہ کوئی آگے خدا یا مرے آگے

دردندان جاناں نے مسیٰ جیسے لگائی ہے
تمنائے شہادت میں سدا گردن جھکائی ہے
مسیحا کو جو دیکھا ہے تو مجھ میں جان آئی
ہر اک جانناز عاشق نے کئی تیر کی کہاں ہے

سہو اکم قدر ہیرا اور نیلم کی بن آئی ہے
تمہاری خنجر ابرو کا پلنے ذکر سن سن کر
پڑا ہوتا انتظاری میں لبشکل مرزہ تر
دردندان جاناں پر ہو کر ہم تعجب کیا

انگریز باد گلشن کو بچنے حق کی دو مائی ہے

جیسے کہ وہ پہلو میں دل آرام نہیں ہے ہم رند و بکودر کار تکلف نہیں ساقی آتا ہے غم بار نہ دل ہے نہ جگر ہے کیونکر ہو آتش مری جانان کی طرف سے روسہ کی عوض تم جو دیا کرتے ہو گالی صیاد ہر اک طائر دل اس میں ہے پابند	آتا کسی پہلو مجھے آرام نہیں ہے شیشہ ہے لگا موہند سے اگر جام نہیں ہے دعوت کا مرے پاس سر انجام نہیں ہے مدت ہوئی آیا کوئی پیغام نہیں ہے حق میں وہ دعا ہے مرے دشتام نہیں ہے کیونکر نہ کہوں زلف تیرے دام نہیں ہے
---	--

کیا پوچھتے ہو دوستو مضطر کی حقیقت
گر نچ گیا وہ صبح تو پھر شام نہیں ہے

گل و بلبل کی بچائی پر رقت آہی جاتی ہے بجا دیتا ہے پہلے عشق رسوائی کا نقار مکدر آئینہ رو ہو گیا تکرار یو سہ سے کہی ہوئی ہے گر چہ پر نگاہ لطف کچھ آنکی	مجھ اوس اپنے گل کی یاد صحبت آہی جاتی ہے جنون کی رقتہ رقتہ ہر تو نوبت آہی جاتی ہے ہنایت تنگ کر نہیں مکد و رشت آہی جاتی ہے رفیقان سیر رو پر آک آفت آہی جاتی ہے
---	---

نہ کہہ احوال دل مضطر کیسے سامنے ہرگز
جو ہو جاتا ہے راز افشا قیامت آہی جاتی ہے

چھپر کر زلف کو کی تقصیر اپنے ماتہ سے نہر گلو ہم تشنہ کاموں کا ابھی سوچا گا کیا کہاں ابرو ہدف بھی ہے سیدہ کو مرے قتل کر قاتل نے بھوکو خوب کہینا کو کیجو	پاؤغیں اپنی دلاز بخیر اپنے ماتہ سے بہر دو صاحب ذرا تم شہر اپنے ماتہ سے جو لگاتا ہے وہ ہم تیرا اپنے ماتہ سے شکر ہے لاشہ کیا تشہیر اپنے ماتہ سے
---	--

بے بلائے ہے جو مضطر کو چہ جاناں کا غم
آپ ہی کہو تے ہو تم تو قیر اپنے ماتہ سے

جہاں میرا رونق فرا ماہ رو ہے	وہاں جاؤں پروانہ ساں آرزو ہے
------------------------------	------------------------------

جھوٹی تو نے شاید وہ زلف معشر
مثالی کتاں کیوں دل کے ٹکڑے
کرم مجھ پر کر اپنا سے تیج ابرو
بہا چشم گریاں سے سیلاب ایسا
زلیخا تری ماہ کفناں سے بڑیکر
وہاں اونکو ہم دم جو فکر حنا سے
رفیقہ نکا وہاں بار ہونے نہ دیجو

صبا اسقدر تجھ میں جو آج بوسے
طبیعت کو مرغوب وہ آئینہ رو ہے
ثری آب کا نشہ میرا گلو ہے
جہاں دیکھتا ہوں وہاں آجوسے
حسین میرا نام خدا خوب رو ہے
یہاں میری چشموں سے جاری ہو ہے
دلا پاسہاں گرد در یار تو سے

دل مضطرب حیراں نہ ہو کیونکہ ہر دم
نظر سے وہ روپوش آئینہ رو سے

تیج ابرو کا اشارہ وہ اگر کرتا ہے
ہوش اوڑنے میں شہجیل میں شکر آواز
ہو گیا جنبش گردوں سے ہویدا محجوب
کیا نہیں قبر کا معلوم ٹھکانا غافل
گناہ ہے کوہ الم یہ تو اداسی سے مضطرب

ایک عالم کو ابھی زیر وزیر کرتا ہے
شور جب رات ہی سے مرغ سحر کرتا ہے
چرخ پر نالہ جانکاہ گزر کرتا ہے
بہانے رہنے کو جو تعمیر پر گھر کرتا ہے
مثل فرما دے جو چست مکر کرتا ہے

خدا سے محبت نہ تجھ پر فروغ کا یاد ہے
تجھ کو اسے صیاد کیا ہی خوب دائم نقش
وصل کے دن تو سر اسر حرج تو نے کم کیے
زلف کے چھوٹے کا کیوں کرتا ہے ایل آنگا
ذائقہ فرقت کا چکھیں اسلئے جیتے میں ہم
عاشقی میں اور تو ساری غنائیں جیت گئیں

بیرے کوچہ کا کرم کو ٹھکانا یاد ہے
ہر کسی کے طائر و لکڑی سننا یاد ہے
کچھ شب فرقت کا یہی تجھ کو گھٹانا یاد ہے
تجھ کو کچھ پہلے سزاؤں کا یہی پانا یاد ہے
ورنہ ہم کو نقش ہستی کا سنا یاد ہے
اک فقط خون جگر کا جھکو کہنا یاد ہے

داستان عشق سے ہے اس دل مضطرب کو ذوق
قصہ خواں جلدی سنا کر کچھ فسانا یاد ہے

ہوئی ہے شدت پہ نشانی کی کہ جان از عین ابین

پلاؤ ساقی تو جامِ نئے کا کہ روح میری شراب میں ہے

نہ کہا میں کیونکر تمہارے عاشق ہونے لیتا ہوں
 یہ تپ کی شدت ابھی فرو ہو جو دید و بویا نکلا اپنے
 کتا بے غرض یہ جو میں لفظ شمار اونکا ہمیں سے ہو گا

غذا میں ایسا نہ ذائقہ ہے نہ ایسی لذت کہا میں ہے
 قسم خدا کی شفا ہماری تمہارا کہنے لگتا میں ہے
 کہ اندازوں کچھ ہماری ہم کو بہت ہی علم حاصل ہے

جو دنیا نسبت کا کہنے چاہا صنم کے دانتوں سے آج مصطر
 لطافت ایسی نزاکت ایسی کہا کہ دور خوش آب میں ہے

مردم و ہم ہی کبھی وصل میں خوشتر ہونگے
 غور سے دیکھ کے بتلا تو منجم ہم کو
 سچ تو کہتے ہیں وہ پیشانی پر افشاں آجنگے
 عذر قاصد کا بحث کرتے ہو خط تو لکھو
 گرچہ ہتی پردہ نشیں ہمیں الفت لیکن
 جہاں شمار آئے گو سیکڑوں اور لاکھوں میں

یا یوں ہی جو میں دن اپنے برابر ہونگے
 ہم بغلیں جہ سے وہ کہنا کہ مرے دلبر ہونگے
 ایسی خوبی سے شفا لاک پہ اختر ہونگے
 نامہ لیجانے کو موجود کو برتر ہوں گے
 یہ نہ سمجھی تھے کہ بدنام سرا سر ہونگے
 عاشق زار مگر چہرے سے تو کمتر ہونگے

ہے قسم حق کی غزل وہ ہے ہماری مصطر
 داد و دیں گے وہ سخن کی جو سخنور ہونگے

عجب آنکھ میں تیری کیفیت اور ایک متی ہے
 نگر تکلیف اے قاتل ہمارے قتل کر نیکی
 کہو کیا سحر و موثر سے جو فکر وصل کرتا ہوں
 یہ کہہ کر محکوم جنوں نے بنایا جالیں اپنا
 فنا ہونا ہے کل شجکو سمجھے اسکو اے غافل
 ہم ہو کر قیدیوں سے تجھے ہنس نہیں دیتے ہیں
 نہ تصور میں مجھے دکھلا نہیں ہلکا دل لے
 عوض بوسہ کی ایسا حب متاع دلو دیتا ہوں
 وہ کہتے ہیں کہ ہم آئندہ ہوئی فصل بہاری کی
 نشہ جنگوئے عشق حقیقی ہو گیا اونکو

دو عالم سے گرفت کہوں تو یہی توستی ہے
 فقط ابرو کی جنبش ہے ہمیں تیغ دودستی ہے
 مری تدبیر پر بیباختہ تقدیر ہنستی ہے
 جو پابند جنوں ہو گا اوسے ویرانہ لبتی ہے
 جہاں آسا جہاں میں کوئی دم کی آہ ہستی ہے
 پس دیوار رو یا کر تری قسمت میں لبتی ہے
 شبیر یار کو مانا ہماری جہاں ترستی ہے
 اہی لیلو یہ جنس بی بہا اسوقت سستی ہے
 چہری اشکوئی آنکھوں نے مگر حدم برستی ہے
 بقا بدمستی ہو فنا فی الدمستی ہے

فرشتوں کے ہی پر جلنے ہیں دو درآہ سے میرے
دین سے تیرے اے مضطر کچھ آتش برتی ہے

جلوہ رخ دکھا دیا کس نے ہوگی بدر کی جبین داغے چشم رہتی ہے مثل نرگس و آہ عاشق میں گر نہ ہتی تاثیر میرے مسکن سے پہلے مجھوں کو لشہر باخودی ہوا مجھ کو	طاہر ہوش اوڑا دیا کس نے چاند سامو نہ دکھایا کس نے منتظریں بنا دیا کس نے شکو گردوں ہلا دیا کس نے سجد کا بن دکھا دیا کس نے جام الفت پلا دیا کس نے
--	--

نو تو مضطر تھا عابد و زاہد
زند مشرب بنا دیا کس نے

ہمزور ہم نہیں ہر کس لینے ہکو سنا ہے یقین ہے دفتر اعمال دہویا جائیگا میرا مبارک سجد کے بن میں تجھے مسکن ہوا مجھوں پہرچی ہے یار کی ہر ہم سے شاید اندنوں جنوں کھن باندھے ہو حاضر ہیں ہم قتل میں آقا میں کشتہ ہمدو قاتل کے ہیں دست حنائی کا	فلک منظور کیوں شکو ہمارا آزما ہے ترا اے چشم گر سردم ہی آسویا ہے مر رہے کو او مل لیلی کے در کا آستانہ ہے ہی باعث ہے برگشتہ جو ہم سے اک زمانہ ہے کبواب کیا ہماری خوں پہاڑیں پہاڑ ہے حنسہ غسل میت کو مرے لازم دانا ہے
--	---

درازا داد کرا تو خدنگ آہ مضطر کی
عدو سرکش یہ گردوں ہے اسے سدا بنانا ہے

مثل پروانہ کے جسکو شمعوت سے لاک ہے خاک و خونیں ہو کے غلطاں اپنے قاتل ہیں نالہ عاشق کو سن کہتے یوں طرب پسر ہو رہی ہے خلد میں کیا آمد فصل بہار	سوزش پیراں ہی واسکے تن میں جلتی آگ ہے کھیلنا منظور ہوئی کے دونوں پہاگ ہے آگ لگا رہتی ہے جس یہ وہ دیپک راگ ہے جو بیابان جہاں سے سبکو بہاگا بہاگ ہے
---	--

کس طرح رو کوں میدان جہاں مضطر ہے

توسن عمر رواں کی تو شکستہ باگ ہے

صدہ سہج سے امکان وصال اچھا ہے
سرو قد سے مرے کیا کوئی نہال اچھا ہے
جین او نکو میسر موزوں اچھا ہے
پاس صیاد ترے زلف کا حال اچھا ہے
کیا کوئی ملک بخشان میں لال اچھا ہے
آپ شمشیر وہ قاتل کا کمال اچھا ہے

گر نہیں وصل تو سکو یہ خیال اچھا ہے
باغبان تو ہی بیتا نخل چین میں تیرے
جھسری رخ سے ترے شمس و قمر نے کی ہے
پہنتے ہیں طائر دل اسیں ہزاروں آکر
دوست و اس بہت ہندی کے عشق لب سے
ترگو تشنہ دماں جس بھی ہوئی ہیں دم میں

رکھہ تو مضطر غم حسنین کو دائم و لمیں
عیش و عشرت کے جہان کے یہ ملاں اچھا ہے

حرص دنیا کے لئے ہرگز نہ دوڑا چاہیئے
نامہ میر کو دینا اب اک زر کا ٹوڑا چاہیئے
جی میں آتا ہے وہیں شیشہ کو ٹوڑا چاہیئے
سانپ کا میری دوا میں زہر پھوڑا چاہیئے
انتظاری میں کوئی دن سر کو پھوڑا چاہیئے

مائے خواہش کو دلا اب اپنے ٹوڑا چاہیئے
ماں سے اوس سمیر کے خط کا لایا ہے جواب
فرقت ساقی میں جانا ہوں جو مخانہ کے بیچ
میں مریض کا کل جاناں ہوا ہوں آطلب
کہتا ہوں گراؤ میرے پاس دیتے ہیں جانا

توسن طبع سہارا اب اڑیل ہو گیا
فکر کا اب اسکو مضطر سخت کوڑا چاہیئے

حالت غیر عجب میری باغ میں یہی
یہ نظر بازی تھی یا تیر زنی باغ میں یہی
کہا ہی کیوں اد سے ہر پرے کی کئی باغ میں یہی
سم نے بلبل سے یہ نظر تیرنی باغ میں یہی

حب رقیبوں سے تھیں خندہ زنی باغ میں یہی
وہ نگلشن تھا تہنیں چاک گریباں گل تھے
تھا شمن کو نہ اگر رشک تھا ہارے رخ پر
آمد اوس گل کی ہے گلشن میں کھلے ہیں غنچے

سب فصحا باد سہاری کی چمن لیں مضطر
مائے تہمت بن مجھے بر بھی کی آنی باغ میں تھی

ابرساں سر سبز جنگل کر چلے
تس طرف کو ہم چشم تر چلے

عاشق مڑکاں کا سن جوس خوب
میرے کالوں پر جرس کا کرگیاں
تم نے دکھلایا نہ اعجاز مسج
تو شہ عقیلی نہ ماتہ آیا یہاں
آرزوئے مغفرت ہے اس لئے

ماہہ میں قصا دے ستر ستر
نصف شب کو راہ روا کٹر چلے
گرچہ ہم بیمار ہو کر مر چلے
مفت میں اوقات ضائع کر چلے
رکھ کے ہم بارگنہ سر چلے

پوچھے مضطر کو تو کہنا قاصدا
زلت کے باقی تھے دن سوہر چلے

ہو کر جو بے نقاب وہ ماہ لقا ہرے
صحن چمن میں فرش ہو بلبل کی چٹلم کا
کشتہ کو تیرے زلیت کی خواہش کہی ہو
بے چہرے تیرے سینہ کو اسے چرخ یکسقم
قابل فرو نہو گی شہادت کی تشنگی
سن لے جو وصف بادۃ الفت کا امکن
کرتا نہیں ہے واجو اجابت کے در فلک
پہر جائے گو جہان تو کچھ جائے غم نہیں

خورشید ہی تجل ہو شفق میں خیا ہرے
وہ رشک گل کہی جو گلستاں میں جا ہرے
گو خضر ہی لئے ہوئے آب لقا ہرے
ملک نہیں ہماری جواہ رسا ہرے
جانبک مرے گلو پہ نہ تیغ ادا ہرے
مسجد سے میکے کو اپنی ناصحا ہرے
منظور او سکوت ہے کہ بہشتی دعا ہرے
لیکن نہو کہ حجب سے میرا دریا ہرے

مضطر وہ رشک گل تو نہ آیا نظر کہیں
گلرو ہزاروں دیوڈے مثل صبا ہرے

حسین جہا نہیں بنے ہیں فقط جفا کے لئے
ہمارے شیشہ دل کو تو لے جا مشاطہ
ہمارا خون ہی بے خو بہنا کے حاضر ہے
نہ کہا یو تو مری ہڈیاں ہما اسدم

مگر یہ عاشق جانبا زہیں وفا کے لئے
جو آئینہ کی ہے درکار دلریا کے لئے
اگر خالص درت ہو دست و پا کے لئے
یہ استخاں ہیں سب یار کے خدا کے لئے

تلاش جنگو ہے اکبر مضطر اون سے کہو
عنم کے کوچہ میں جائیں وہ خاکپا کے لئے

شب و روز غم میں بسر ہو گئی
 بے ہوش و بے حال
 بے ہوش و بے حال
 بے ہوش و بے حال

مار کا کل ہے مہترا سحر کی تاثیر سے
 آتی ہے یہ ہم صدا میرے دل پتھر سے
 کیوں نہ ہم شکوہ کریں نیرنگی تقدیر سے
 گر لٹ کر بند میں سوؤں مہتر بے پیر سے
 گر کشتی ناز کی بہر گیا دشت قتال
 ہو گیا اغیار گر گاہتہ قاتل کارواں
 وہ مصور ہے حقیقی در حقیقت لا جواب
 شمع زاری کر کے کہتی ہتی سر محفل ہی
 لکھد با قسمت میں جب درد و الم روزگار
 ہوں گرفتار بلا شوق اسیری ہے مجھے
 ہرزہ گردی تیرے کوچہ کی سمجھنا ہوں
 خاک کائے بار حاصل کر چوتھ سے ہو سکے

کیوں نہ عاجز کامروا لے رہیں نشیر سے
 عاشقِ مہر کاں ہوئیں ہوائیں محکوب تیر سے
 ہجر جب دونا ہمیں ہو وصل کی تدبیر سے
 اہلوئے عشاق بنگالہ بنے کشمیر سے
 ابرو خمدار قاتل کم نہیں شمشیر سے
 کاٹنا ہم کو پڑیگا خود گلا شمشیر سے
 جسکی صنعت ہے عیاں ہر سیکر تصویر سے
 جز فغاں حاصل ہوا ہرگز نہ کچھ دگریر سے
 ہر فرد کیونکر ہو غم میرے دل دگریر سے
 پاؤں کو رغبت ہے میرے خلقہ زنجیر سے
 شان و شوکت دیدار ہے عزت و توقیر سے
 اے ہمتوں ہونہ خیراں خواہش اکسیر سے

ساکنانِ حنجِ مضطر الاماں کہنے لگے
 جب بلا یا نیم نے گردوں نالہ شکیں سے

کمان وار حالت جگر ہو گئی
 مری آہ جب بے اثر ہو گئی
 چنان اور چنین چنچ پڑ ہو گئی
 تو تاثیر ہی گرم تر ہو گئی

اگر یاد و رشکِ مہر ہو گئی
 دکھائے لگا شعبدے آسمان
 کو اکلب میں افشاں جیتے ترے
 شبیہ پائی بادام نے چشم جو

رمانکو مضطر وہی اضطراب
 متناہی حاصل اگر ہو گئی

تو یاد آیا تیرا مکان آئے آئے
 کھیلے وہ بھول بیاں آئے آئے
 کے کیوں وہ اہل کمان آئے آئے

عدم سے جو دیکھا جہاں آئے آئے
 چلے تھے جو اتر کر کے وہاں سے
 ہر دم ہنسائے ہوئے تھے جگر کو

جو ٹہرائی تھی دل نے اظہار شکوہ
 کیے مگر زندہ عجاز ہو کر
 جو کہتے ہو آئیں گے یہ تو بتا دو
 بندھا تیری زلفوں کا جس شب تصور
 پہر الگئی اونکو تقدیر میری
 مقابل ترے قدم گر ہوئے آئے
 کہا رو کے بلبل نے گلچیں بھر جا

رہے رعب سے تازیاں آئے آئے
 مسیحا مرا ہر زماں آئے آئے
 رہے کی ہی یہاں تن میں جا آئے
 صبح تک رہے سانپ یہاں آئے آئے
 قریب مکاں ناتواں آئے آئے
 نخل ہوئے سرو رواں آئے آئے
 نہ برباد کر آشیاں آئے آئے

عشق طاری مضطر ہوئی مثل موسیٰ
 جو دیکھا وہ نوز جہاں آئے آئے

جس ہمت خراماں وہ سنگر نظر آئے
 سینہ کو مرے دیکھ کے حیراں ہوا لا
 او سرور ہوں مشکور ترا اوسہ بختی
 جب امتحاں قاصد نے کیا تیغ ادا کا
 دیکھو جو اوڑے کچھ دل سوزاں شرار
 جانا ہی آیا ہے جواب خط جاناں
 وہ صید ہوں مقرض سے صیاد نے کلاٹے
 کچھ آئینہ رویوں سے لعلق ہوا جس کو
 بیتابی سیاب کو جب غور سے دیکھا
 گلو کی محبت میں جو گل کہا نے تہہ بینے
 سب دامن خواہش میں بہر روں کی بینے
 کیونکر رخ دلدار کی ہوتا بہ نظر را
 نگین وہ ہوں ملنے کو مرے اہل مسرت
 مگر نہیں او صید ترے شور و فغاں

آفاق میں ہنگامہ محشر نظر آئے
 جب داغ ہزاروں میں جگر نظر آئے
 جس شب وہ مجھے زلف مغنہ نظر آئے
 عشاق ہزاروں وہیں بے سر نظر آئے
 شب کو وہی افلاک پہ اختر نظر آئے
 اوڑھتے ہوئی جھوٹ کیو تر نظر آئے
 جھتے ہوئے جھوٹ مرے پر نظر آئے
 حیراں نظر آئے وہی شذر نظر آئے
 غلطاں دل عشاق ہی ٹبر ک نظر آئے
 بن بنکے وہی داغ جگر پر نظر آئے
 او چشم ترے اشک جو گوہر نظر آئے
 عشق کوہ پہ موسے سے پیمر نظر آئے
 خوشنور ہیں آئے تو وہ مضطر آئے
 کیونکر خوف جو صیاد کے دل پہ نظر آئے

دینا سے یو ہیں ہم بھی چلے جائیے مصطفر
جس طور تہید ست سکندر نظر آئے

وہاں تری محل پر جامِ ارغواں گردش میں ہے حاکم اپنے یار کا کچھ نہیں ہی طالب ہوں نہیں آسمان ہی کچھ نہیں چکر میں نالوں سے مرے کون کون اپنا چھدا میں سینہ دل دیکھئے	ساقیا یہاں اشک کھولے رواں گردش میں ہے خواہش اکیر سے سارا جہاں گردش میں ہے وہ فضاں رکھتا ہوں جتنے لامکاں گردش میں ہے آج وہ خو خوار مرگاں ہر زماں گردش میں ہے
---	--

سوزِ فرقت سے جو مصطفر خاک جگر ہو گئے
خاک اب اونکی بگولا بنے یہاں گردش میں ہے

میرے پہلو میں جب وہ آ بیٹھے جب سے ممکن ہوا ترا کوچہ تم سے بوسوں کے جو ہوئے طالب شرم لگیں ہو گیا گل سوسن تیغِ قاتل کی آبدار سی سے میری آنکھوں سے یہاں لہو ٹپکا	غیر حسرت سے داغ کھا بیٹھے قصرِ جنت کو ہم بھلا بیٹھے اپنے مونہ پر طالعہ کہا بیٹھے مستی جاناں جو ہم لگا بیٹھے تشنگی اپنی ہم بھلا بیٹھے جب وہ مہندی دیاں لگا بیٹھے
--	--

ممعرو یوں کے عشق میں مصطفر
مثل پروانہ جی جلا بیٹھے +

خانہ دلیں وہ مرے بس کے روتے روتے ہوا جو میں بیتا کتنا دانہ ہتا مرغِ دل لیکن چشمِ شمس و قمر سے تیز ندیکہ آئے ہو کر تو اتنا ہی ٹھیسرو موشگافی کر اور اے شانہ کیوں مساتی ہو تو تو مِسِ پیاری	ہائے جاتے ہیں کیوں کمر کشکے بیٹھے پہلو میں وہ مرے ہنسکے دام کا کل میں دھکیا پوسکے آسمان ہم نہیں ترے بسکے کندہ بدلیں کہاں پینس کے زلفِ ناگن چلی ہمیں ڈسکے ہم تو عاشق ہیں تیری بس لیسکے
---	---

بدرِ پارسا یوں کے جب وہ جائیے

نرے آپ اپنے ہی بس کے
جو کہ کل خار بہتے دل خس کے
یاد آئی تو سر کٹے دس کے
یاد آئی گئے وصل کے جھکے
یوں بغل میں دباؤ لگا کسکے
کب ہیں عیسیٰ و حضر کے لٹکے
پارسے بیت بنے ہیں پارس کے
نہ ملے اوسکے در سے نہ منکے

تم سے کیا کہد یار قبوں نے
بنگلی آج وہ گل دستار
تیغ ابرو کے نرم ہیں ناحق
جب شب پھر رنگ لائے گی
چولی مسکی بند ٹوٹیں گے
اوسکی تیغ نگاہ کے کشتے
دولت حسن سے ہیں مالا مال
سخت جاں ہے کہ سنگ در مضطر

شکے نا در کلام مضطر کا
کان ہو گئے کھڑے سخن رس کے

دولت حسن پہ قبضہ وہ بشر لیتا ہے
سامنے تیغ کے ہر کوئی سپر لیتا ہے
وہ مہنیا مجھے روتے ہی گزرتا ہے
سیکڑوں سر پہ بلا اپنے وہ دہر لیتا ہے
تحفہ دل کی تو کیا مجھ سے نظر لیتا ہے
ہوتا اکسیر ہے سیما بجومر لیتا ہے

مار کا گل جو لتخیر ہی کر لیتا ہے
تیرے ابرو کے مقابل نہ کروں کیوں سینہ
میں نہیں دیکھتا اوس رشک فر کوں
زلف پچاں پہ جو ہو جاتا ہے کوئی عا
جان اور مال ہی ہے پتہ صدقے آج
خاک رسچی نکوں خاک کار تہہ ہونفرا

تھکوبے فائدہ ہے فکر معیشت مضطر
وہ نور ذاق ہے کل کی خبر لیتا ہے

لقب مغموم بہر میرا نہ کیونکر جا بجا ہے
چوتے نا آشنا اونکے وہی اب آشنا ہے
ابنی نزع میں جب لب میری جان آتا ہے
کروں کیا چارہ ساری میں جو درد لا دہا ہے

فاق آہوں بہر دلیر صاحب دل رہا ہے
شری گردش سے اگر دوں گروں گناہا
زباں کو رہا لکے سے طفیل مصطفیٰ و جو
مریض عشق سے عاجز ارسطو ہو لگا کہنے

نہ پا کرد لکھو سینہ میں کیا معلوم مضطر نے

اگر دلبر نہ ہو بر میں لڑل پہلو میں کیا نہیں ہے

وہاں دست قائل میں شمشیر ہے سوار لف کے جب سے حلقہ کا عشق دہن تنگ تجھ سا نہیں کوئی لگرو جسے دیکھ عاشق ہوں بہزاد و معنی سہنا مرغ دل کو وہ صیتا د بولا فلک بار کا جس سے کہتا ہے جنش	یہاں سر جھکانے کی تدبیر ہے مرا طوق منت گلو گیر ہے چمن میں یہ عنچوئی تقریر ہے کبھی میرے دلپر وہ تصور ہے ترپنا ترے حق میں لغزیر ہے مری آہ و نالہ کی تاثیر ہے
--	---

وہی پیش آتا ہے مضطر لہ کو
مقدر میں جو کچھ کہ تحریر ہے

ملاقا تو نہیں غیروں کے نہایت او کو چستی ہے غضب شومی تباری طبع میں اچھا لہجہ ہے سے الفسے مائل کو غلط مردہ بتاتے ہیں ضعیف ناتواں میں ہوں مجھے نصرت عطا کرنا	بہت اک فقط ملنے میں یہ اظہار سستی ہے کسی سے دیول و صبا کسی سے دیکھا مٹتی ہے فدا تجھ سے ہو جانا یہی تو تذرسستی ہے الہی نفس امارہ سے اب درپیش کشتی ہے
--	--

سہارا کچھ نہیں مضطر گنہگار و نو محشر میں
فقط نام محنت کی پناہ ہے اور لپٹی ہے

بنی جیوقت سے آدم کی یہ تصویر مٹی کی نہو سرکش کہ ہے انجام اسکا ذلت و خواری میسر آج تک کسکو ہوئی خاک در جانا کیا ہے سامنے جسکے فرشتوں نے دلا سیہ	فروں عرش بریں سے ہو گئی تو قیر مٹی کی بنالے خاصیت اپنی دل و لگیں مٹی کی ہمیں تھے جو مدت میں یہ تسخیر مٹی کی بڑھائی خالی کبر نے وہ تو قیر مٹی کی
---	--

ہوا بہر مقل عشاق میں رتبہ فروں میرا
خراب اوئے جو ہے مضطر ہے تشر مٹی کی

گر جدائی ہوئی اوس سوش رہا سے پہلے چوں کتاں ہونگے دلا تیرے ہزاروں ٹکڑے	مرا ہی جائیگے یہ مشتاق قصا سے پہلے گر کیا عشق کسی ماہ لقا سے پہلے
--	--

برش تیغ نگہ اپنا عبث ہے قاتل
سانے سے مرے جاتے ہیں وہ بے رخ ہو کر
بہر تنہا کہیں خالی رخ جاننا کیجو
کیوں نہ میں اپنے تصور کے ہوں ہر دم قربان
بوسہ ادن سے لب جہاں بخش جوا نکا مرنے
جب ملا اوسنے کف پا پس لبو غیروں کا
زہے قسمت سبک جانان جو تنہا دل کر لے
پہلے تو قتل کیا پھر یہ دعا کی حق سے
اے اجل نامہ و نشان تو نے مٹائے ادھ

ہو چکے جو کہ فنا ناز خدا سے پہلے
کیا ہی شوق کا تقاضا ہے حیا سے پہلے
مریخ دل چوٹ تولے زلف دوتا سے پہلے
روز لاتا ہے خبر یک صبا سے پہلے
غیظ میں اور ہی آئے وہ عطا سے پہلے
پس گئے رشک میں ہم برگ حنا سے پہلے
استخوانوں کو مرے اور غذا سے پہلے
معفرت اسکی خدا یا ہو جزا سے پہلے
جو فرین تے بشر تاج و لوا سے پہلے

ہم کہہ دیتے ہیں الفت میں تونے مضطر
کہی حاصل نہ وفا ہوگی جفا سے پہلے

تیری فرقت میں بدل بھیس کو جو گن ہوگی
گیرا بھیس کرونگی ترے ورش کے لینے
ربح موہن کی خبر لاوے جو محبو کوئی
حک میں بیوہ ہوں رکباتی نہیں کچھ ہی اور
دمدم کہتی ہے یوں کا کل جانان مجھ سے
سیر عشاق قلم تن سے کروں گی لاکھوں

ڈھونڈنے کو ترے آوارہ میں بن ہوگی
نام کی روز ترے چلتی میں سحر ہوگی
اوسپہ فربان ابی وار کے تن من ہوگی
ٹوہی چاہیگا بیا جب میں سپاگن ہوگی
تھکوکا ٹونگی تو مشہور میں ناگن ہوگی
یہ جہیں کہتی ہے گر نام کی چتون ہوگی

اور سکھو کو کہی مضطر ہی دن آتا ہے
روگن میں ہی بیرہ کے نہ بروگن ہوگی

اگر وہ غیرت گلشن دما گلزار میں آئے
ترے زلفونکے سودے میں سحر کو ہم گوارا کر
قلم جو جاتیں آ قاتل سیر عشاق لاکھوں ہی
نہاں حبیب ہوا تو ہم جس میں ترے گلو

گر بیاں چاک گل کر کے ابی بانا میں آئے
گئے چین اور تبت میں چلے تا مار میں آئے
ترا گز خضر ابرو کہی رفتار میں آئے
کہی صحرا میں جا پہنچی کہی گلزار میں آئے

<p>نہ سب اوستہ کیا ہم کو جو اکدن مہربانی سے لگاوت تو سمجھ زائد اوستہ خالق کے صفات</p>	<p>خدا سے ہمیشہ کیا کیا دل غبار میں لے لقصور حیدر یاد رخ دلدار میں آئے</p>
<p>اوس نگہ سے ہوا یوں میرا جگر دو ٹکڑے ہر شب وصل میں بے ساختہ بول اُٹتا ہے اوستے قامت کی ہوا دیکھ چمن میں قری</p>	<p>برائے نام ہیں سارے رفیق و موافق وہی ہر دوست جو مشکل پڑے پرکار میں آئے</p>
<p>بار عصیاں سر مضطر سے فرو ہو جلدی کیونکہ اس بوجہ سے اسکی بے کمر دو ٹکڑے</p>	<p>جیسے پتھر کو کرے تیر نظر دو ٹکڑے دلو کر تا ہے مرے مرغِ سخن دو ٹکڑے ہو گئے سرو و صنوبر کے شجر دو ٹکڑے</p>
<p>کرو صف کچھ رقم کروں روئے نگار کے یہ تو طریق کائنات اہل سخا نہیں گر سو فروغ راستی تا ہم لقیں نہ لا عسک بنا ہے جامہ دریدہ پہلے کیوں اور زادہ سر ہنگ ترے جاں نثار کیوں یوں چشم سر گین سے پیش نگاہ ناز</p>	<p>بیدا گل معانی ہوں کیا کیا بہار کے سائل کو در سے روز نکالو جو مار کے اہل غرض جو کرتا ہے باتیں اُہار کے ملبوس رکھتے بکس میں عمدہ سنوار کے پیدا ہوں میں خنجر پہلو نگار کے جیسے ہرن سپاہ چلے آگے ڈار کے</p>
<p>دہم کا یا جب رقیب کو ہم نے تیار کے ظاہر ہوا کچھ ہم سے ہے گجرا ہوا فرار فصل بہار آئی ہے اے مرغِ جاں نکل قدس نامہ ہر کا ہی دل ٹکڑے ہو گیا چو ش جنوں میں وحشتِ دل کا تقاضا ہنس ہنسے باتیں کرتے تھے جو رقیب سے</p>	<p>بہا کا مقابلہ سے وہ دامن کو جہار کے کہا ہے خط میں نام جو میرا بگاڑ کے قیدِ قفس سے اپنے پرو پرزہ جہار کے ہینکا جو اسے خط کو مرے حیر ہار کے صحرا کی سمت چلے گریا بگو بہار کے میں ہی لگا ہوا ہوتا پس در کیوڑ کے</p>

خط لکھ رہے تھے غیر کو میں نے جو کی نظر
 سکر پیام وصل مرا کہنے یوں لگے
 خط کو قبول دیجیو ہرگز نہ دیکھنا
 صحرا پسند جنگو ہے از بہر بود و پاش
 وخت بر بند پاسوئے صحرا جو لے چلی
 جلنا مر اسنا تو کہا ہم کو کیا غرض
 ہم سر دلیر او کے مقابل نہیں کوئی
 حاسد کو بار بزم میں گراو سکے ہو گیا
 ملتی نہ تھی فکستہ جہنیں چار پائی بھی

کاغذہ غنی کر دیا تکیہ کی آڑ
 چچے مٹا پڑا ہے مرے نیچے جہاڑ
 صدے ہی قاصدا اگر مار دھاڑ
 وحشی کہاتے لوگ ہیں وہ مار و ڈاڑ
 اندیشے دل سے گم ہوئے جہاڑ و جھگڑ
 چولہے میں جانیں یادہ حوالے ہوں بہاڑ
 جس نے کیا ہو پشت نفس کو بہاڑ
 ہینکو نگا ایک لحظہ میں جڑے آہاڑ
 بیٹھے ہیں آج کل وہ پلنگ پر لوہاڑ

رہنے کو دونوں کیساں میں مضطر خوشگوار
 پھر رنج کیوں اٹھائیں خزانے کو کاڑ کے

نہیں رقیب سے صحبت جو دلر باہیرے
 نہیں سمجھتے وہ یاغ ارم کہ کیا شے ہے
 ہدف بنائیں گے سینہ کو ہم ابھی اپنے
 الہی کہدے کوئی اتنا اوس کی سیاحت سے
 زبانہ آیا فرشتہ نکی الاماں اوس دم
 کہاں نصیب چمن میں تجھے ہوا مسکن
 نہ کیونکہ تیغ تصور ہوا بروئے قاتل
 کہی نہ شکوے سے لب آشنا کیے ہم نے

ہماری جان کے جانے میں دیر کیا ہمیر
 تمہارے کوچے میں جنگی مدام جاہیر
 صلاح قتل مری وٹاں اگر ذرا تیر
 ترے مریض کی اب لب پہ جان آہیر
 کہی جو آہ ہماری فلک پہ جاہیر
 تری تو بلبل شیدا قفس میں جاہیر
 یہی جب عاشق د لگیہ کی قضا تیر
 اگرچہ ہم پہ وفا کی عوض جفا تیر

کہاں تک عفو جہاں ہوں اسے دل مضطر
 کہ بات بات پہ ثابت تری خطا ٹھیری

کچھ ہی خدمت جو مجھے روضہ دیتاں بجا
 کلمہ گو آپکا ہوں آپکا خادم میں ہوں

دیکھ رہا ہوں کورے خاک میں رضوان بجا
 نزع کے وقت مجھے گلہ و نشان بجا

تیری سرکار سے یا شاہِ غنی ذی جاہ
ماخدا سخت ہے تکلیفِ نثارِ مرث
غمِ شبیر نے اشکوں کو فضیلتِ وہوی
کہا موسیٰ نے یہ منظورِ خدا تھا حضرت
کہا عنایت ہے دعا لکھو حق سے یہ بتی
شبِ عراج فرشتوں کو نیکو لکھو حق سے
ساکن کوئے محمدیوں نیکو لکھو
میں ثنا خوان محمدیوں جنابِ حق سے

خوانِ لغت سے مجھے اذقہ کا سماں ملجائے
شہِ فولاک کے صدقہ سے اماں و ماں ملجائے
جس سے ممکن نہیں رتبہ درِ علماں ملجائے
محکو لوزیت ملی آپ کو قرآن ملجائے
بخششِ امت کو مری حشر میں یزداں ملجائے
مرحبا صلِ علی کے لیے فرماں ملجائے
حشر میں خلد برسِ حق سے فتنان ملجائے
کیا عجب ہے جو لقبِ محکو ورجِ خواں ملجائے

سرِ مضطر کو قیامت میں برائے سایہ
یارِ رسولِ عربی آپ کا داماں ملجائے

مشرقیات

نامہِ نظمِ بادوست ولفکارِ یارِ غم گسارِ مشعرِ عرضِ حالاتِ تشکا
ملاقاتِ محبتِ آیاتِ مودہٗ صفات

یارِ غمخوارِ معزینِ اخلاق ہو بدلاج کی تیرہ افرونی جہنمی تمکنتِ ہاں داکم کہا زمانہ کا انقلاب ہوا خط کتابک لکھا چھڑ دیا کوئی جہم سے اگر ہوا تباہ تو دلیں سے جو بگمائی ہے اب گھر تھے ہیں محکو و دو	مہرباں دوستِ مخلص شان و شوکتِ مبدع و مخلص دستِ لایں حق رکھ قائم اختلافِ عادتِ خباثت رشتہ افکند کیوں یہ توڑ دیا اسکا ظہارِ لابی ہوا ضرور مفضل وہ سب کہانی ہے استغاثی میں خطِ کلمتِ راہ	سایہ گستر ہو چہ رجبِ غفور پیشِ حکام ہو ترا اعزاز بعدا ظہارِ آرزوئے سلام محو فرمایا غم گساروں کو ہوا معلوم کچھ کدورت ہے نہ جانیہ کچھ کیا آگاہ ایک ہفتہ میں پہلے خطِ اصدا جو عریضے کیے ہیں خود سال	تیرے صاحبوں مور و مہجور تو جہان میں ہو طرح ممتاز بے گذارش ہی دلِ ناگام سہو فرمایا دلِ فکار و نکو دل والا کی اور صحت ہے مفت میں ہو گئے خفا ناگاہ سوئے رہتے تھے فخر و دیار وہ ہی قسمت ہو گئے پامال
--	--	---	---

جیکہ چل کوئی جواب نہیں گو کہ تہا آخری مرادیدار میں فنا کے لگا ہوا تھا قریب راشخہ ہے مثال یقین	بہر میں کیونکر کشتاب نہیں بہر لپی آنے نہ دیکھنے نہ تھا فی خبر نشہ ہی نہوا نصیب وقت کا کوئی بھی کیا نہیں	یہ شکایت دوسری تم سے اجی حضرت گو مانہ آنا تھا اس ظاہر ہوا خدا کی قسم زلیٹ باقی تھی کچھ جہا نہیں	میری بیماری خبر سنکے جبہ سے ملکر کے دہلی جانا تھا کچھ طبیعت جناب ہے برہم سوت کا چل سکا نکوئی زور
پوری امید زندگی حاشا سخت تکلیف مجھے اسہال دو کہتا کوئی نلوں کا ہے	اب تک ہی نہیں ہوئی صلا جاری رہتے ہیں کھول کھال حال تیرے بدل جلو نکا ہے	ضعف از لیس اور تقاضے کوئی کہتا ہے ناف کا ہے خلل کوی کہتا ہے آتش بچراں	تپتے ہر رات یہ قباحت ہے پیش چلتا ہنیں کسی کا عمل یوں کیا کرتی ہے جگر بریاں
ایسا لاحق ہوا ہے یہ آزار بجلیا گر بلو نگا تم سے آ اس لیے آرزو معافی ہے	زلیٹ کے ابتک نہیں آثار مغفرت کی وگرنہ کراؤ ہو چکا جو جڑوہ کافی ہے	شکل دکھلا ترے تبار نہیں اب تنہا ہے یہ کہہ ہر خدا سبھی مجھ پر رحم آئندہ	مہم تن حتم انتظار ہو نہیں بخشہ مجھے کہا سنا میرا عفو تقصیر کا ہوں خواہندہ
سوگی مجھ سے خطا جو بار در سوگی مجھ سے خطا جو بار در	کرنا ترحم کی جاستم چہر نہیں ابکی دفعہ ہر خطا ہو عطا سے بدل بہر خدا		

الضمین بر شعر حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ - در نعت

ز نورت اے شہ کی مدینی طویل نعت ہر جا ہر چہ بینی	زمین شد فخر عرش از جلوہ کینی بیاور از کجا گردوں برینی
تو آخر رحمتہ العالینینی ز محروماں چرا غافل نشینی	
مہارے حسن کا ایک جلوہ عالم مہارے طریقہ گو ابن مریم	مہارے در کا ذرہ انجم اعظم ہوئے تجھ سے کشو کار عالم
تو آخر رحمتہ العالینینی ز محروماں چرا غافل نشینی	
تو ہی ہے خالق اکبر کا پیارا ترا بندیوں نے بکڑا ہے سہارا	بنایا تجھ کو حق نے عالم آرا میری مشکل کو آساں کر خدا را
تو آخر رحمتہ العالینینی	

زمرہ ماں چرا غافل نشینی

لوتی ہے مرہم دلہا کے خستہ	کرم تیرا کلید قفل بستہ
میں ہوں مفلوج و غمگین دل شکستہ	مشرف کر بیدارِ خجستہ

لو آخر رحمتہ العالیٰ زمرہ ماں چرا غافل نشینی

سہارا غم میں ہے شاہِ یگانہ	فقط تیرے کرم کا آستانہ
میں نالائق تری بخشش شہانہ	کرم کو کیا لیاقت کا ہیانہ

لو آخر رحمتہ العالیٰ زمرہ ماں چرا غافل نشینی

لوتی ہے سرورِ بزمِ رسالت	ترا صدقہ رسولوئی ایالت
بنائی تو نے بگڑی جھکی حالت	مرے ہی کام کی کیجو کفالت

لو آخر رحمتہ العالیٰ زمرہ ماں چرا غافل نشینی

ترے گلشن کا ہے لولاک اک گل	کہلیں جس سے صفاتِ عالیہ گل
تعال اسد تری شانِ تجل	تلطف کا ترے ہے ہر طرف غل

لو آخر رحمتہ العالیٰ زمرہ ماں چرا غافل نشینی

فضائلِ حق ترے دلکی رضا جو	قدر کا قتلہ تیرا طاقِ ابرو
عظیم الخلق تیرا وصفِ نیکو	نوازشِ بلیوں پر ہے تری خو

لو آخر رحمتہ العالیٰ زمرہ ماں چرا غافل نشینی

احابت کو خوشیِ قبری دعا ہے	ہے جیسے آشنا کو آشنائے
ہیں بے پروا تری خواہش کے پیا	مرادیں میری دلوادو خدا سے

	<p>تو آخر رحمتہ اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی</p>	
<p>پڑی جیسے تو رحمت اوس پہ ہوتے مگر یہ تشنہ لب کب تک کہ تر سے</p>		<p>بنا گشتن جہاں تیری نظر سے اوسے تشبیہ کیوں دول ابر تر سے</p>
	<p>تو آخر رحمتہ اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی</p>	
<p>وہ رکھتے شان میں اسرا کبر مری چارہ گری کا حکم ہی کر</p>		<p>جو ہیں تیرے غلام خادم و کہ نظم خلق ہے اونچی سخن پر</p>
	<p>تو آخر رحمتہ اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی</p>	
<p>وسیلہ تو میں موقوف اوساں خدا را ہو مری جانب ہی مائل</p>		<p>تو شاہ دو جہاں میں خستہ سائل طلب اعلیٰ تو میرا درو حائل</p>
	<p>تو آخر رحمتہ اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی</p>	
<p>اوڑے گا پاس سے کب تک کہ خاکا سہارا تو ذریعہ ہے خدا کا</p>		<p>جگر خستہ گدائے بے لؤا کا غضب کی آنکھ سے گردوں نے تاکا</p>
	<p>تو آخر رحمتہ اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی</p>	
<p>مریض درووائے لا دوا ہوں ولیکن تیرے دامن سے لگا ہوں</p>		<p>حصول کام میں بے دست و پا ہوں سید نامہ عمل بد پر خطا ہوں</p>
	<p>تو آخر رحمتہ اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی</p>	
<p>دل ناشاد تا دامن رہے شاد</p>		<p>بے قید غوی سے کیجے آزاد</p>

عدو ملعون کی ہو مجھ پر نہ بیداد	نبی اسد مہری سنیو فریاد
تو آ خر رحمتہ اللعالمینی	زخم و ماں چرا غافل نشینی
ہو میرے دل سے یکسر تیر کی دور	اپنی ہو زبان سے عرفاں سے مہو
صفا آئینہ ساں ہو قابل تیر	گدا کی عرض ہو یا شاہ منظور
تو آ خر رحمتہ اللعالمینی	زخم و ماں چرا غافل نشینی
تجھے احوال دل ہے کل کا معلوم	تجھے ناگفتہ ہیں اسرار مفہوم
تیری بخشش کی ہے افلاک ناک مہوم	نہ رکھو مدعا سے مجھ کو محروم
تو آ خر رحمتہ اللعالمینی	زخم و ماں چرا غافل نشینی
رے ہاتھوں میں ہے سرِ شہدہ کام	دو عالم ہیں ترے مرہون اکرام
تیری نعمت کے شاکر خاص درعام	مجھے بتا دیجے فیض الغمام
تو آ خر رحمتہ اللعالمینی	زخم و ماں چرا غافل نشینی
میں نا طاقت گراں بارِ معاصی	نظر آتی ہیں شکل خلاصی
اگر مقبول ہوو عرض عاصی	تو بس بجائے میری بات عاصی
تو آ خر رحمتہ اللعالمینی	زخم و ماں چرا غافل نشینی
مرا غم ہے محیط بے کنار	نہ یاد رہے نہ ہے کوشش بار
ترے دربار سے گر ہو اشار	بر آو سے مدعا و کجواہ سارا
تو آ خر رحمتہ اللعالمینی	زخم و ماں چرا غافل نشینی

زمین بوس ادب نامہر علی ہے	تجہ حوسر مضطر ہے جلی ہے
پڑا ہے وقت دل کو بے کلی ہے	توجہ ہو تو مشکل منجلی ہے

لو آ خر رسمہ	للعالمین
زمین و ماں چرا غافل	تشنہ

خمیس پر غزل قدسی ولعت

عالم علم لکائی شو احمی لہجے	فخر اندوز مری ذات سے والابی
حق شناس خواں ترا تو پیش رو جملہ نبی	مر جاسید مکی مدنی العربی

دل و جان باو فدایت چہ عجب خوشبختی	
خوابیں یہی ہے بشارت تری فخر عالم	اور زیادت کا ہے مشاق عرب در علم
لور کا آنچے شیدا ہوں بدل حق کی نعم	من بیدل بجالا تو عجب حیرا غم

امداد سرچہ جمال است بدین بواجبی	
تو ہے وہ شاہ کہ در بار میں خالق کے کیا	فخر آدم کو ہوا ذات سے تیری شاہ
کیا خدا نے ہے دیا آپ کو رتبہ اعلیٰ	نسبت نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم توجہ عالی سبی	
باغ عالم میں ہیں جتنے کہ گل و غنچہ تمام	پڑ پڑتے ہیں تچہ ہمیشہ وہ درود اور سلام
چشمہ فیض سے سیراب ہو کہتے ہیں عوام	نخل لبنان مدینہ ز نو سر سبز مدام

ز اں شدہ شہرہ آفاق بشیر بن ربی	
آسمان پر جو کیا اپنے لطف گلگشت	لور سے سارے طبق ہو گئے روشن گشت
کہل گئے جنت فردوس کے دروازہ ہشت	شب معراج عروج تو زافلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسہ بیچ بنی	
اسے شہ ابر کرم شافع روز عصا	حشر میں امت عاصی جو ہو خواہان بجا
اوس گہری میرے ہی ورد زباں ہو کلمات	ماہمہ تشنہ لبانیم لوتی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگزد تشنہ لبی	
---------------------------------	--

دی سنگ کو چھ سے نسبت دے گا شہادہ احم	کی خطا میں لے کر تہا دے میں اس سے ہی م
اس لیے ہو کے نخل کہتا یہی ہوں ہر دم	نسبت خود بگت کروم و بس منفعلم
زمانہ نسبت لباب کو توشہ بے ادبی	
ہونا آیا ہے رسولان سلف سے مذکور	پہلے نازل ہو میں تو بیت اور انجیل و زبور
ختم ہوا تم پر رسالت کا خدا کو منظور	ذات پاک تو دریں ملک عرب کرد ظہور
زماں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی	
جنتے دنیا میں ہیں اسلام کے گردن ہر آن	ناصیہ سنا ہیں ترے در پہ وہ از روئے نیاز
تیرے انوار کے مشتاق ہیں سارے طالبان	بر در قیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و ہندی و حبشی مینی و عسری	
تنگ ہیں زبانت اور حال ہمارا ہے تباہ	اگر نظر رحم کی اب ہم پہ برائے اللہ
بار عصیاں سے پشیاں ہیں خدا ہے آگاہ	عاصیانیم زمانیکی اعمال محوہ
سوئے ماروئے شفاعت بن از بے سببی	
گردش چرخ نے اب مجھ کو کیا ہے ابتر	صدقہ حنین کا لو جلد شہا میری خیر
ہو کے آوارہ میں آیا ہوں ہمارا در پر	چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ماسمی و مطلبی	
کاشف راز نہاں تم ہو رسول عربی	منکشف آپ پر مضطر کا ہے مرض قلبی
نفس سرکش میں مغلوب ہوں یا میرے نبی	سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پے درماں طلبی	
روح افزا ہے خیال رخ پر نور نبی	کون ہے جب کو ذوق زیارت طلبی
پر وہ وحدت حق زمرہ ساز طرب	مرحبا سید کی مدنی العصر بی
جان و دل باد فدا یت چہ عجب خوشنعتی	
جوہر نور تجلی سے بنا جسم ترا	تیرے پر تو سے ہوئے عالم و آدم پیدا

تیرا ہمسر بنیں ٹوری کوئی خالی ہو کیا	نسبت نسبت بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم توجہ عالی نسبی	
ہے ترے حسن کی حیرت کا نوا میں عالم	کرتی ہے عمل فرشتوں جیسے دیکھ کے زم
طوطی سدرہ کا لقمہ ترے جلوے کی فتم	من بیدل بجمال تو عجب حیرا نم
اسد اللہ چہ جمال است بدیں بوا لہجی	
ہے کلام ایرد علام کا سر چشمہ نور	شرف لطف و ہدایت سے سرا سر معہور
دہتا تلفظ سے تیرا فطروں سے مطور	ذات پاک تو دریں ملک عرب کر طور
ازاں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی	
تو شہنشاہ ترا درہ ہے خورشید علم	تیرے اکرام کا آوازہ دو عالم میں علم
سزنگوں اپنی خطا سے ہوں میں مانند ظلم	نسبت خود بلیکت کردم و بس نفع ظلم
ازاں کہ نسبت بسبب کوئے توشد بے ادلی	
کا لہ سرشار ترے فیض سے ہوا نور	بہر در سے ترے حور و ملک جن و بشر
ہوں کشاکش سے غم دہر کے میں خستہ جگر	چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی یقی یاسینی و مطلبی	طشت
ترتبت خلق سے ہیں تازہ ترے گلشن شربت	تیرے جلوے ہی سے پرور ہوا عرش کا
ہے پری کون و مکان سے ترے جانے گلگشت	شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامت کہ رسیدی مرشد ہج ہی	
الشفات آچا ہو جب یہ وہ ہے فخر نام	بادشاہوں کا پسندیدہ ہو مقبول تمام
دیر ایک باغچہ ہے آپ سحاب اکرام	نخل لبنان مدینہ ز تو سر سبز مدام
ازاں شدہ سہرہ آفاق بشیریں ربی	
دل مضطرب سے نہیں ہوتی جدا مضطربی	آپ دکھلا میں مگر صورت مطلوب ابی
آگے دست مبارک میں شفا ہے میری	سیدی انت حبیبی و طیب قلبی
آمدہ سوئو تو تھی پئے درماں طلبی	

حمنہ بر غزل استاد ذوق صاحب علیہ الرحمۃ

طوف حرم کے واسطے وہ لوگ جا چکے	کوئے صنم کو کعبہ جو اپنا بنا چکے
استاد ذوق پہلے ہی ناصح جتا چکے	جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چکے
وہ کعبین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے	
مجھ منتظر گو دیکھ کر بخور پر کعب	فرمایا آج آئینکے ملنے کو وقت شب
کبختی نصیب ہے ہے کیا غضب	یاد آیا یہاں کے آئینکا وعدہ نہیں تو کب
جب رات کو وہ پاؤں میں مہندی لگا چکے	
سو کر شہید خاک پہ جس نے جان دی	ادھو کفن کی واقعی پروا نہیں رہی
بدفون یوہیں کر دے کہ میں پاک وہ سہی	حاجت نہیں ہے تیرے شہید و نکو غسل کی
قائل وہ تیرے ہاتھ سے خوں میں نہتا چکے	
ناوک فکن کو پاک خوشی پہنچے بہر کس	تم نے ہمارے قتل میں کیا کیا نہ دکھ سہا
مٹا نہیں ہے تیر زلی سے یہ خرشا	کیا دیکھتا ہے تیغ نگاہ سے ایک لگا
وقفہ تمام عمر کا اسے پھر جفا چکے	
جب زندہ تھے تو عیش میں رہا سب نہیں	مرنے کے بعد آئی ہیں یہ پیش و قیں
ہے ہے ہمیں لگاتے ہیں سب آکے ٹھوکر ہیں	اب خاک کے ڈیرے تو کیا اس خراپ ہیں
پہلے تو ہم ہی خاک بہت سی اورا چکے	
ابو ہوئے ہیں عشق کی منزل میں راہ رو	سر پر رکھا ہے الفت خواباں بوجہ کو
پوچھے گا کوئی ہم کے کہیں گے دوستو	جب تک کہ سر سے سارے ہے یہ سر ہوسو
ہم اب تو سر پہ بار محبت اٹھا چکے	
انکار میرے حکم سے ہے ہم کو کس زباں	تو زہر ہی جو دیکھا توی لینگے بچاں
تیری خوشی میں ہم ہی خوش اور شادماں	زہر آب ہی پیادہ تو کر لینگے نوشاں
سنا ہی پیالہ مونہ سے ہم اب تو لگا چکے	
تاہت قدم ہے سوز محبت میں امتا دل	آف تک نہ کی ہے آتش الفت سے مصل

ایسا تاج جلے خال میں آخر لیا سیہ دل	باز آ باد عین سے نہ آتشِ جنوں کے دل
سوار آ بلہ اسے آنکھیں دکھایا چلے	
بازارِ حسن و عشق میں یوں میرے روبرو	اک دل فروش کہتا تھا لو دل کو شعلہ رو
جب مشتری ہوا تو یہ کی اوسنے گفتگو	کیا مجھ سے قیمت دل و جاں پوچھتا ہے تو
دونوں ہیں اک نگاہ سے دلیبا چلے	
کرتا ہے مجھ پر ظلم وہ ہر دم بنیابا	اک حشر تازہ جس سے کہ ہر وقت ہے بربا
ناچار ہو گئے بیٹے کہا اوس سے دلریا	اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چلے	
پتی انہیں رقیبوں نے کیا جلنے کیا جی ہی	بے طور اوٹکو ہو گئی ہم سے جو بے رحمی
ہر وقت اسلئے مجھے تشویش ہے یہی	کیا خط میں مدعا لکھوں اپنا کہ مدعی
بیٹے ہی اوٹکو میری طرف سے بڑھا چلے	
مضطرب کو پار سالی میں کہہ ہی ہوا نہ ذوق	بہر فائدہ ہے کیا کہ جو تسلیج سے ہے شوق
زنا رہنہ تو بڑو یہ بندگی کا طوق	بٹکارو آج خوب چلو سیکدے کو ذوق
چوڑو کہیں وظیفہ بہت بڑھتا چلے	
دلوان صدا	
دانا جو ہیں مغرور وہ اکثر نہیں ہوتے	پر بغض و حمد منصف و داور نہیں ہوتے
کچھ عجز سے بے قدر ہنرور نہیں ہوتے	گم خاک سے آئینہ کے جو ہر نہیں ہوتے
جو صاف طبیعت ہیں ملدہر نہیں ہوتے	
کیا موندہ ہے جو ایڑی سے تری حسن میں ٹہرتا	جون فعلِ مجل ہوں تری میں ٹہرتا
اور دیکھ لیں تجھ کو تو وہ صلوات ہی ٹہرتا	گو شرم و لاکھ طرح جج پہ چڑھ جائیں
پر تیرے کف یا کے برابر نہیں ہوتے	
میں دیکھ چکا حال بہت سیم تنوں کا	اک عمر بلا ستیفہ سہریں تھنوں کا

اور کرچکا نظارہ ہی غنچہ دہنوں کا | جو لشوہ نما ہند میں ہے گلبدنوں کا

پیدا کہیں اسطر جگے دلبر نہیں ہوتے

ہے ابرو قائل کے عجب چال چھبیلی | اور عمر و عشوے کی ہی ہے طرز رنگیلی
سراپنا جہکاتا ہے ہو کبیا ہی دلیلی | اوسکی صدف عرگاں میں جو ہے لوگ نکیلی

ایسے کہیں حنجر کہیں لکڑ نہیں ہوسکتے

ہوا ہے گرفتار نو پہر کیا ہے بڑبہنا | اور کس لیے ہر روز ہے یوں جھکا دہر کن
بے فائدہ ہوگا ترے حق میں یہ بھر کننا | اسے مر عدل اس زلف میں ہنسکنا

فتی ہی اس دام کے مضطر نہیں ہوتے

لے میں مجھ کچھ ہاتھوں پہ کن کن | میں شومی طالع سے بہت سخت ترون
لوچا ہوتا ہے جو سووہ ہرگز نہیں کن | ہو یا رہی ساقی ہی شب ماہ ہی لیکن

قسمت سے یہ دن مائے میسر نہیں ہوتے

ہیں یہ جو حسین کر نہ محبت لو اب انے | میزدل ہے عشاق یہ ہر دم غضب آنے
مفقود تراحم کا ہے مضطر سب انے | اے شہور نکر صبر و محبت طلب آنے

یہ شیوے تو بیدردوں میں اکثر نہیں ہوتے

ربا عیبت

حمد ایرو کبریا کی لکھیے مضطر | دعت شدہ دو سرا کی لکھیے مضطر
رہیے انہیں دو خیال میں مست دام | یکسر نفی ماسوا کی لکھیے مضطر

دیگر

ہے قاضی حاجات خدا تیری ذات | کر مری ہی تو اب تلاحی مافات
صدقہ حسنین کا مجھے ہو حاصل | دنیا میں دلی مراد عقبی میں نجات

دیگر

میں افضل اصحاب پیر صدیق | محبوب حبیب رب اکبر صدیق
منکر اد نکات ہے چند سیرت محمد دل | ان دین کے پہن میں نیر صدیق

دیکر

فاروق کہ میں فاروق حق و باطل	اون سے ہے ہوئی دین کو طاقت حاصل
خاتم تھے تمتہ نبوت کے لیے	اللہ اسد وہ حامی دین عادل

دیکر

میں صاحب نورین غنی و سچا	وہ جامع آیات کلام اللہ
منکر اونکا ہے لعین مثل شیطان	لا حول ولا قوۃ الا باللہ

دیکر

شفیق ہے علی کا نام نام حق سے	روشن ہے صفت اونکی کلام حق سے
پیدا ہوئے خانہ خدا میں دالہ	چمکا ہے یہ آفتاب بام حق سے

دیکر

ہے دین محمدی میں لغت ثقلین	قرآن معظم حسن ثم حسین
میں دونوں مساوی الکرامت لکین	ساکت فرقان اور ناطق حسنین

دیکر

علام کو دین کے اُہار اکس نے	اسلام کیا خود آ شکار اکس نے
اک گوشہ میں مخفی تھے صحابہ جدم	ماں بام پہ نام حق پکار اکس نے

دیکر

وہ جلوہ نور کبریا ہے مضطر	سنہ و ش صاعقہ ادا ہے مضطر
ناخوگر جلوہ ہو طبیعت تیری	ملتا ہے جو دیر کر بجا ہے مضطر

دیکر

مضطر کی دعا قبول اے رب و دود	یعنے اوسے بخش اپنے عرفاں کا شہود
دل پر سے اُٹھا دے یہ دہلی کا پردہ	ہو منغض جلوہ توحید و جو د

دیکر

اوس شمع پہ مری جان پروانہ ہوئی	جسکی کہی جان بازوں کو پروانہ ہوئی
--------------------------------	-----------------------------------

میں آتشِ غم سے خاک جھلک کر ہوا

دیگر

ہے آلِ بنی کی محبت وہ دولتِ راہ
شیطان کے موافق ہے مخالف اوٹکا

دیگر

فرمانی ہے ہرزہ جاں جانا نہ مجھے
بیباکی دل سے اوسکے در پر ہیں

دیگر

کہتے ہیں کہ بہر فصل بہار آئی ہے
دل ریش کو کیا نشا طِ گل اوسکے لیے

دیگر

نہ خواہش عیش و عزو تمکلیں محکو
کچھ دور نہیں جو پہونچوں میں فرما کے

دیگر

سر کھونے میں اوجھ خوش مذاقی پائی
بے رنج خار کب ملےئے کا سرور

دیگر

دل مجمعِ صد گو نہ پریشانی ہے
ایجادِ نفوسِ تازہ کرتا ہے سدا

قصائد

قصیدہ درجِ حمید کرار شاہ ذوالفقار اسد اللغات حضرت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اوس ندیم حق کی مدحت ہے عبادتِ ابتشار

کلمہ حق صفت ہے
حضرت علی کا نام
وہی شانِ نبی
مخفا کے
کہ حضرت
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا
اے علیؑ تیرا چہرہ
میرا چہرہ ہے
تیرا خون میرا خون ہے

آیت یونان بالمد او سکے بارخ وصف کا کردرا من کنت مولا کی حقیقت پر نظر جنت الفردوس معنی کی فضا ہو کر خدا	ایک گل ہے جسے قرباں مہشت جنت کی بہار یعنی ہے ہر اہل ایمان کا وہ مولا بالوقار اوس کلام مالک کے راقم یہ تار و زشار
--	--

شاہ مرداں شیریں دامن قوت پروردگار لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
--	--

ساقی کوثر امیر المومنین مولا علی علم حق کے ہیں مدینہ حضرت خیر الرسل کیوں نہ ہو گل کائنات اونکے ہی قبضہ میں ہیں مدح محمود خدایک ہو مگر میں ہی انہوں	فارخ خیر انیس الا بنجین مولا علی اس مدینے کے ہیں باب آہا یقین لا علی خانہ زاد بیت رب العالمین مولا علی تا کہ خوش ہووے شہر دنیا و دین مولا علی
---	--

شاہ مرداں شیریں دامن قوت پروردگار لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
--	--

آپ کا دام کرم ہے حلقہ داسر اولیا آپ کے در کے گلہ آیا شاہ سب ہیں کیوں نہ ہو ہے توجہ سے تمہارے یہ حصول ارتقاع کیوں نہ ہو ہر ایک ولی مشکل کشا کام خلق	کیوں نہ ہو عنقائی بختاے شکار اولیا لطف وقعت جانب حق سے تبار اولیا عرش پر ہے رایت شان وقار اولیا ور ہے اس شعر کا مقصود کار اولیا
---	--

شاہ مرداں شیریں دامن قوت پروردگار لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
--	--

ہے تمہارے فیض ابرار کا سرشار جام نام سے کرتے ہیں استظهار ہر دم آپ کے ہو بصیرت جب کو باطن کی دہری جاگے ماں و کیہ کج جو ہر شجاعت کا تمہارے حملہ سے	ہے تمہارے ماتھے میں قرب لایت کی زما غوث ہوں یا قلیٰ ابدال ہو وین امام ظاہر و باطن کی کیونکر آپ سے چلتے ہیں کام ہتا احد کے معرکے میں یہ فرشتوں کا کلام
---	--

شاہ مرداں شیریں دامن قوت پروردگار لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
--	--

ہے شجاعت سے سخاوت آپ کی مشہور تر تم گدا کو ایک نظر سے کرتے ہو شاہ جہاں قلعہ گمراہی و بند خودی میں ہوں میں قید ہوں میں اک خاطر شکستہ بیوائے ناتواں	جیب داماں مسالیں تم سے ہے لچ لہر اسد اسد قدرت فیضان معنی اس قدر قاطع خیر خدا را لیجیو میری خبر تم شبہ مشکلا کا حاجت روائے ہر ہشتر
--	--

شاہ مرداں شیریزداں قوت پروردگار لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
--	--

شاہ مقصود کی فرقت سے ہو میں طاب لب جوش استملائی یاں فرط استغنائیا اپنے حرم میں سے کف افوس ملتا ہوں کہ حیف ایسی مشکل میں مدد ہے کار مردان خدا	الصال موم و آتش ہے جگر اور یہ لب چارہ گر مفقود و طالع وارگوں حال عجیب ساقی کو شر کا بندہ تشنہ لب یوں ہے غضب تم ہو مردان خدا کے باد شاہ خوش لقب
---	---

شاہ مرداں شیریزداں قوت پروردگار لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
--	--

ہو کہ مضطر کی گذارش بند گانہ مستجاب دل قیود ماسوائے فارغ و آزاد کل جان و تن ہو سایہ پروردگارے حیدری ور و اس مطلع سے ہے محکوم اجابت کی امید	یعنی ہو دربار عالی سے ہمیشہ کامیاب دیدہ محو التذاد جلوہ نامی بے نقاب حشر کے دن جب سوائیزہ پہ ہو کہ آفتاب مژدہ مقبولیت یا شاہ وین ویکے شباب
---	---

شاہ مرداں شیریزداں قوت پروردگار لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار	
--	--

محسب درج مقدس حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بخت سے کیونکہ ہوں نیت پذیر ہے سروش غیب کی دلکش نوا اولیا کی پشت پر جس کا قدم عرض مطلب کر یہاں اسے با ادب	پای تو فیق مدح بے نظیر کلم کے اس مدح لکھنے میں صغیر از دیاد قرب حق میں ہے ظہیر جیسے شاہنشاہ کے آگے فقیر
--	--

یہ سب باتیں جو میں نے ذکر کیں
دستِ این افتادہ بیچارہ گیر

وہ ہیں محبوبِ خدا اور اونکا نام خاکِ درِ اونکی پشتِ دستِ عجز آستانِ پر اونکے جو ہو جبہ سا تشنگی میں عرض کراے نشہ لب	وردہ ہے خاصانِ حق کا صبح و شام بخشتا ہے قدرتِ تحصیلِ کام ہونچے اوسکا عرش پر سلای گا ناگہ بخششِ لطف سے کا نشہ کرام
--	--

یا عیثُ المومنین غوثِ کبیر
دستِ این افتادہ بیچارہ گیر

شاہِ شرقی و غرب ملکِ معنوی مورثِ محزونہ نورِ ازل دافعِ اندوہ محرومی و غم وہ کہ اوسکی پیشگاہِ عرض میں	صاحبِ سرِ کمالات ہے وارثِ گنجینہ فیض علیہ محرمیتِ بخشِ اسرارِ خفی اولیا ہیں باادب سب مستدعی
---	--

یا عیثُ المومنین غوثِ کبیر
دستِ این افتادہ بیچارہ گیر

رہنمائے مادیانِ راہِ حق غوثِ اعظمِ فخرِ عالمِ شاہِ دین شان سے اونکے عیاں شانِ خدا کس فیضِ اون سے کیا کرتے ہیں کل	پیشوائے واصلانِ راہِ حق سرفرازِ عارفانِ راہِ حق نقش پا اونکا نشانِ راہِ حق پڑکے اسکو طالبانِ راہِ حق
---	---

یا عیثُ المومنین غوثِ کبیر
دستِ این افتادہ بیچارہ گیر

اہلِ علمِ اولین و آخرین آپکے جلوے سے ہے پر تو فتاں آپکے کوچے سے پائی ہے نسیم	عارفوں میں دوسرا تمسا نہیں عرش سے لیکر کے تا فرشِ زمین کیوں نہو دلچسپ فردوسِ بریں
--	---

میں فدائی آپکا کب تک رہوں	اپنے یوں مطلب سے محروم و حزن
پایا غیاث المومنین غوث کبیر	دست اس افتادہ بچارہ گیر
میں ہوں بس طوفانِ غم سے دل آدل	ہے بس اسے لوحِ طرقت تیری آس
کشتیِ غرقابہ افتادہ مری	ساحلِ مقصود کے پہنچاؤ پاس
تم تو ہو مصباحِ مشکوۃِ خدا	بچو عجب و سنگاہِ اقتباس
محکوم بلجائے وہ گلزارِ امید	نکلے جس سے پائے دل کا خارِ باس
پایا غیاث المومنین غوث کبیر	دست اس افتادہ بچارہ گیر
مضطرب ہیل کی عرضِ التجا	صدقہٴ محبوبیت سسلو ذرا
بہند اور بغداد ہے یکساں اگر	الثقات شاہ ہے سوئے گدا
صدقہٴ اوس مقبولیت کا جس ہے	اختصاصِ قرب درگاہِ خدا
صدقہٴ قطبیت و فیضانِ حق	صدقہٴ خوشنودی آلِ عبا
پایا غیاث المومنین غوث کبیر	دست اس افتادہ بچارہ گیر
قصیدہ درجِ حضرت خواجہ خواجگان شہنشاہِ ہندوستان امامِ عالمِ فارسی	سلطانِ معین الدین چشتی والیِ اجمیر قدس سرہ
ایدلِ حسرت پرستِ جلوہٴ زوئے نگار	برقیِ حافظ کی طرح لیونِ باہرِ مین
گرچہ اس دولت کے خفی ہیں اسبابِ حصول	گرچہ اس عظمت کے ہر حکم موانعِ اشکار
گرچہ ہے تو کاہ اور سیہ رو مانسِ کواہ	گرچہ تو ہے مشیتِ خیر اور یہ الم کا نِ شرا
گرچہ ہے اندر وہ ناکامی دہ آتشِ جہنم	پانی پانی ہفت طبقہٴ باوہ شرمندہٴ آ
گرچہ ہے محرومی مقصودہٴ طوفانِ بلا	جس سے کالہنِ منقوشِ اصلِ صدوقِ قا
پہرہٴ مایوس اتنا جس کے چوٹے ہاتھ سے	وعدہٴ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی مہا

جو این کہ حضرت خواجہ خواجگان شہنشاہِ ہندوستان امامِ عالمِ فارسی

ستمی در باندی سے کیوں یوں مست عفا
 محض حرمان تصور ہو ہے یوں ترا
 جہد کرو جہان مطلب میں کہ ہے بس معتبر
 نالوائی سے اگر بے جہد ہے چاہے کہ لے
 کر ہتیا حق اخلاص و ادب کا ساز و برگ
 چل در دولت پہ شاہ اولیا اللہ کے
 وہ شہنشاہ اقلیم حقیقت دیں پہناہ
 خواجگان خواجہ معین الدین امام العارفین
 قبلہ ارباب معنی فائز قرب خدا
 بانی ایوان وحدت جامع بیان شرک
 پیشوائے پیشوا یاں مقتدائے عارفان
 کاشف ستر ہویش مالک ملک ابد
 کار فرمائے تمام ابدال و اوداد جہاں
 شایع متن ہدایت مانن شرح نجات
 فارغ باب ولایت فاسم فیض بطون
 والی پے وارثان شادی فرما اندوہ گاہ
 دستگیر بیکیان و درو مند سینہ زین
 اوسکا دروازہ ماب قدسیان پاک زار
 بادشاہ ہفت کشور اوسکی دہلی کا فقیر
 مور و انوار رحمت مجلس و سکے ذکر کی
 لامکاں اک قطعہ میدان اوسکے جولا نگاہ
 تشہ لب آب حیات جاوہر ان کا اسکے خضر
 سرور بی بیصر اوسکے فرش کاشانی خاک

یعنی دریاں کا پر عفا پہ چہا ہے قرار
 ویدہ حیرت کا وطن اور سینہ حسرت کا فرار
 لیس الانسان الا ماسی کا اشتہار
 گلشن امید سے گل جلد پہ نشوونما
 کر مرین صدق سوز خاکساری کا شعار
 ار مغال جان بر لب آئندہ کر کر نثار
 نام سے جسکے بنائی عون دیں بے استوار
 خاصہ خاصان دربار رسولی کرو گار
 کعبہ اصحاب باطن سرور برہم کبار
 ماحی آثار بدعت حامی سنت و قرار
 رہنمائی طالبان راہ و وصل کرو گار
 حاجب راز ازل سلطان عالی اقتدار
 حکمران سائر اقطاب والا احتیاء
 مابہد ہمد شفاعت یاد دل حاجت برار
 ناثر اسباب نافع و وارف و جہ حضار
 خواجہ مسکین نواز الغلام بار اکرام کار
 چارہ ساز و وطن آباد گاہ و لغت کار
 اوسکا وہ روضہ مطاف عرشیان قدس کار
 روشناس ہفت اختر اوسکے در کا خاکسار
 فائز المقصود اوسکے اسم کا شیخ وار
 اوسکے کوچہ کی نظارت ہفت جنت کی بار
 قلم معنی کا الیاس اوسکے اک کشی گار
 جام بی بیع لب در گاہ اوسکا آیشا

دریاں کا پر عفا پہ چہا ہے قرار

درس امور علوم اولین و آخرین
شرح فرمائے کتاب بڑا مکمل و بکون
اوسکی بزم فیض میں ہے ذرا اس کا مدام
الم لاہوت کی سیر اوسکے بزرگ کا جنال
سیر فی اسد اوسکی ادنی آستان گیر یکا فیض
قلب کے تطہر بوعن ماسوی اسد حصول
اذا تم الفکر کی تارح سعادت کے گھر
بدر حلت غیبیوں مات فی حب اسد
اوسکی لاخصی کر مات صریحہ کو شمنے
کا تیرین فلک کیا کر سکے خالی بہاد
ای بساط لطف حق کے صدر کی بالائین
صدقہ اوس قرب حقیقی کا کہ جو ثابت ہوا
صدقہ اوس رونیم دائمی کے ذوق کا
صدقہ اوس مقبولیت کا جو بہنگام دعا
صدقہ اوس جام سقیم رسم کے دور کا
کمترین بندگاں ناہر علی مضطر کو دے
وہ توجہ کیجئے جو آن واحد میں یہ ہو
پہر حوائج کی ہو اجرامیں دشواری کبی
بہرہ نظر فرمائے جو دلکا آئینہ ہو صاف
پہر نہ الحاح مقاصد میں موانع پیش ہیں
ماسوی اسد کے علائق سے ہو کلی منفرد

مدرسہ کا بندھی اور سے مخلص بربک
فائز اس مکتب کا طفل لوح اجدد کرتا
جبکی مستی ہے بقا با صد فانی السرخس
پر نصیب اوسکو نہو آئینہ جگر رنگار
پراو سے حاصل ہوا جبکہ ازل میں بخت یا
ہو شمول عالمیت کا اوسکے جبکو افتخار
خالیا نے پاک پراو کے مردوں کے نثار
عارفوں میں سے ہوا کیسے جس پر آشکار
ایرینیاں کی کرے جو کوئی نظر و نحوشتا
کون مدوح خدا کا ہو سکے مدحت نگار
ای مقدس بارگاہ کبریا کے پیش کار
آیت فی مقعد صدق سے عند الاعتبار
إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نِعْمَتٍ ہوا جبکہ مشار
جنت لب کو اجابت کا رہی ہے انتظار
کبریا ئی دست جبکہ ساقی فرخندہ کار
اسنی شقت کی نظر کا اختصاص و افتخار
شاہد جاں بخش مقصود دلی سے بکناں
پہر مطالب کے نہو تحصیل میں کچھ افتقار
قابل عکس شہود ذاتی پروردگار
پہر نہ اصلاح مفاسد میں ہوں گواہ انتہا
محسب ما دون حق سے ہو کواکمل ستار

اس دل مضطر کو کیجے اب علامی میں قبول
تا ظہور انقطاع رشتہ لیل و نہار

[illegible]

<p>برادر حق بسندہ آمد ہر دوے</p> <p>شاہ شرف الدین قلندر بوئے</p>	<p>تم جو بننے میں ہوں مصلحت شدہ کام</p> <p>نابر آویں میری امیدیں گم نام</p>
<p>بختوشا ما وصل حق کی تھے کا جام</p> <p>ہے وظیفہ میرا بس یہ صبح و شام</p>	<p>بر در حق بسندہ آمد ہر دوے</p> <p>شاہ شرف الدین قلندر بوئے</p>
<p>قصیدہ جید روح حضرت عبدالصاحب معروف امام ناصر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ</p> <p>کہ روضۂ مبارکش پر قضیہ سونی پت ضلع دہلی علی است</p>	<p>یہ سعادت چشم بدور افسر حصد مر</p> <p>یہ تری رفتار کے پاکب باغ خلد کا</p>
<p>ہے سواد خرق چشم جو جنت سرمہ سا</p> <p>آستان پر چنگے ماہ آسمان ہو جبہ سیل</p> <p>جبکا جاد خیر الوراٹش لضعی بدر الدجی</p> <p>ناصر الدین قبلہ پاکاں امام اولیا</p> <p>صدیر دیو ان شہادت فخر نیدان و غا</p> <p>نور صبح دو دمان طاہر آل عبا</p> <p>ماجدار ملک بل احیا بفران خدا</p> <p>لانتہ میں رونق فرا انا فختن کا لولا</p> <p>تیر بر جنت کی جہاں ہی ہیں پیغام قضا</p> <p>اوسکے لشکر کے جنود آتم تروا ہے ثنا</p>	<p>فکر عروج شاہ میں اے خامہ تیرا سر جھکا</p> <p>یہ تری جنبش ہے یا سورج لطیف سلبیل</p> <p>ہے صبر آواز بازوئے بٹھا کا ابتہ از</p> <p>کیوں نہ بود جنت طرازی روح بخش ہیں ہاکی</p> <p>جبکا پایا شیر حق مولا امیر المومنین</p> <p>حامی اسلام دین و ماحی کفر و ففاق</p> <p>گلبن خلق نبی و جو صبر تیغ علی</p> <p>آیت نظیر کا بالورثہ مالک بے شریک</p> <p>شہسوار عرصہ آل جاہد و من مشرکین</p> <p>دوش پر نصرت گزین نصر من اسکی ہر</p> <p>تیغ تبراں میں مٹا یاں جو ہر قہر آتہ</p> <p>اوسکے خزن کی صفت ہے کنت کنزاً مخفیاً</p>
<p>مدح حاضر</p>	
<p>ای ندیم حضرت وار الجلال کبریا</p> <p>لتنہ لب میں آپ ہیں بحر کرم ابرینا</p>	<p>ای شہنشاہ کریم ابن الکریم ابن الکریم</p> <p>میں غریب خستہ خاطر تم جو ادا کام بخش</p>

شاہ شرف الدین قلندر بوئے

یہ سعادت چشم بدور افسر حصد مر

یہ تری رفتار کے پاکب باغ خلد کا

ہے سواد خرق چشم جو جنت سرمہ سا

آستان پر چنگے ماہ آسمان ہو جبہ سیل

جبکا جاد خیر الوراٹش لضعی بدر الدجی

ناصر الدین قبلہ پاکاں امام اولیا

صدیر دیو ان شہادت فخر نیدان و غا

نور صبح دو دمان طاہر آل عبا

ماجدار ملک بل احیا بفران خدا

لانتہ میں رونق فرا انا فختن کا لولا

تیر بر جنت کی جہاں ہی ہیں پیغام قضا

اوسکے لشکر کے جنود آتم تروا ہے ثنا

فکر عروج شاہ میں اے خامہ تیرا سر جھکا

یہ تری جنبش ہے یا سورج لطیف سلبیل

ہے صبر آواز بازوئے بٹھا کا ابتہ از

کیوں نہ بود جنت طرازی روح بخش ہیں ہاکی

جبکا پایا شیر حق مولا امیر المومنین

حامی اسلام دین و ماحی کفر و ففاق

گلبن خلق نبی و جو صبر تیغ علی

آیت نظیر کا بالورثہ مالک بے شریک

شہسوار عرصہ آل جاہد و من مشرکین

دوش پر نصرت گزین نصر من اسکی ہر

تیغ تبراں میں مٹا یاں جو ہر قہر آتہ

اوسکے خزن کی صفت ہے کنت کنزاً مخفیاً

ای شہنشاہ کریم ابن الکریم ابن الکریم

میں غریب خستہ خاطر تم جو ادا کام بخش

ای شہنشاہ کریم ابن الکریم ابن الکریم

میں غریب خستہ خاطر تم جو ادا کام بخش

ای ندیم حضرت وار الجلال کبریا

لتنہ لب میں آپ ہیں بحر کرم ابرینا

وہی جو سائل کو کریم اوسلی مناس سے زیادہ
رحمتہ اللعالمین کے تحت دل مقبول حق
اپنے جاہ قرب و مقبولی کے صدقہ سے بچے
بندہ پرور کیجئے خستہ نوازی میں نہ دیر
اک نظر فرمائیے تا پاؤں میں غم سے نجات
دست قدرت میں ہے تیرے ذوالفقار حیدری

ہاں ہی ہے جو اس ارزم کرم کا مقصد
میری تم سے التجا اور آپ کی حق سے دعا
منزل مقصود پر پہنچاؤ ازراہ صفحا
میں ہوں مضطر تم جہاں کے قبلہ حاجت روا
دستگیری کیجئے تا برائے دل کا میر مدعا
دشمن ناخوش طلب کی دیکھے گردن جھکا

نام نہا ہر علی مصطفیٰ کا صلئے یا امام
ہر حضرت مصطفیٰ و مر تقضے بہر خدا

غزل در مدح حضرت ضیاء الدین احمد صاحب سبزواری مقبول بارگاہ باری کہ
برکت روضہ مبارکش قصیدہ گو مانہ ہمہ صفت یگانہ مشہور زمانہ شدہ است

ساحاں ہوں ضیاء الدین احمد سبزواری کا
لب دریا ترا پر نور روضہ جیسے دیکھا ہے
شہا قدمو کی برکت سے تہارے یہ گو مانہ ہی
ہوئے ہیں کامیاب اسچانہزاروں مصاحبت
خدا کے خاص ہو تم اور خصوصیت سے ہے تم
میں بحر غم میں ڈوبا ہوں بچاؤ مجھ کو ہی شاہ
مجھے ہر وقت آنحضرت بدولت نجات واروں کے
بچاؤ ہر بلا سے مجھ کو اے بحر کرم ورنہ
شرف بخشو زیارت سے کہ میری چشم گریاں کو
یقین ہے اب کوئی دم میں مرا دیں دلی حال ہوں

کہ جس کے فیض کا چشمہ ہے دریاں بھاری کا
سما یا ہے میری آنکھوں میں عالم جلوہ داری کا
نمونہ باغ عالم میں ہے فردوس بہاری کا
در دولت یہ گویا باب ہے مقصد بہاری کا
گدا اگر کو دلایا حق سے رتبہ شہریاری کا
کہ اب یہ وقت مجھ عاصی بچاؤ داری کا
پے ہر کار ملتا ہے نتیجہ شرمساری کا
زمین ہے مدعی خواہاں فلک ہے میری خواری کا
ہمیشہ ورد ہے اس آرزو میں آسکاری کا
کہ ہے ابر کرم مصطفیٰ یہ جہاں یارب باری کا

غزل در مدح حضرت سلطان شاہ فرخ حبیبی والی ہرات سرور شہیدان مقبول بارگاہ
ایز و مہمان کہ روضہ مبارکش اندرون قصیدہ گو مانہ ضلع ریٹک وطن مولف و لو ان تھا

در دہل ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حنین
نام گو ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

رقبہ خانہ
میں ہوں مضطر تم جہاں کے قبلہ حاجت روا
دستگیری کیجئے تا برائے دل کا میر مدعا
دشمن ناخوش طلب کی دیکھے گردن جھکا
غزل در مدح حضرت ضیاء الدین احمد صاحب سبزواری مقبول بارگاہ باری کہ
برکت روضہ مبارکش قصیدہ گو مانہ ہمہ صفت یگانہ مشہور زمانہ شدہ است
ساحاں ہوں ضیاء الدین احمد سبزواری کا
لب دریا ترا پر نور روضہ جیسے دیکھا ہے
شہا قدمو کی برکت سے تہارے یہ گو مانہ ہی
ہوئے ہیں کامیاب اسچانہزاروں مصاحبت
خدا کے خاص ہو تم اور خصوصیت سے ہے تم
میں بحر غم میں ڈوبا ہوں بچاؤ مجھ کو ہی شاہ
مجھے ہر وقت آنحضرت بدولت نجات واروں کے
بچاؤ ہر بلا سے مجھ کو اے بحر کرم ورنہ
شرف بخشو زیارت سے کہ میری چشم گریاں کو
یقین ہے اب کوئی دم میں مرا دیں دلی حال ہوں
غزل در مدح حضرت سلطان شاہ فرخ حبیبی والی ہرات سرور شہیدان مقبول بارگاہ
ایز و مہمان کہ روضہ مبارکش اندرون قصیدہ گو مانہ ضلع ریٹک وطن مولف و لو ان تھا
در دہل ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حنین
نام گو ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
فقط :-
۱۱۲ :-
۱۱۳ :-
۱۱۴ :-
۱۱۵ :-
۱۱۶ :-
۱۱۷ :-
۱۱۸ :-
۱۱۹ :-
۱۲۰ :-
۱۲۱ :-
۱۲۲ :-
۱۲۳ :-
۱۲۴ :-
۱۲۵ :-
۱۲۶ :-
۱۲۷ :-
۱۲۸ :-
۱۲۹ :-
۱۳۰ :-
۱۳۱ :-
۱۳۲ :-
۱۳۳ :-
۱۳۴ :-
۱۳۵ :-
۱۳۶ :-
۱۳۷ :-
۱۳۸ :-
۱۳۹ :-
۱۴۰ :-
۱۴۱ :-
۱۴۲ :-
۱۴۳ :-
۱۴۴ :-
۱۴۵ :-
۱۴۶ :-
۱۴۷ :-
۱۴۸ :-
۱۴۹ :-
۱۵۰ :-
۱۵۱ :-
۱۵۲ :-
۱۵۳ :-
۱۵۴ :-
۱۵۵ :-
۱۵۶ :-
۱۵۷ :-
۱۵۸ :-
۱۵۹ :-
۱۶۰ :-
۱۶۱ :-
۱۶۲ :-
۱۶۳ :-
۱۶۴ :-
۱۶۵ :-
۱۶۶ :-
۱۶۷ :-
۱۶۸ :-
۱۶۹ :-
۱۷۰ :-
۱۷۱ :-
۱۷۲ :-
۱۷۳ :-
۱۷۴ :-
۱۷۵ :-
۱۷۶ :-
۱۷۷ :-
۱۷۸ :-
۱۷۹ :-
۱۸۰ :-
۱۸۱ :-
۱۸۲ :-
۱۸۳ :-
۱۸۴ :-
۱۸۵ :-
۱۸۶ :-
۱۸۷ :-
۱۸۸ :-
۱۸۹ :-
۱۹۰ :-
۱۹۱ :-
۱۹۲ :-
۱۹۳ :-
۱۹۴ :-
۱۹۵ :-
۱۹۶ :-
۱۹۷ :-
۱۹۸ :-
۱۹۹ :-
۲۰۰ :-

مسک و جبر و غرور و سبکی مہلک سے ہیں
 جذبہ سا ہو کر ناک و دوپٹے کہتے ہیں یہی
 آپکے پہلو کی مسجد مسجد اقصیٰ سے یہی
 فیض کے چشمہ کا تیرے چشمہ کو تر سے یہی
 نخل برگد آپکا یہ نخل طوبی سے کہیں
 کرو یا کوشش سے اپنے ہندو دار السلام
 لا لہ جو دو کرم دست مبارک سے ترے
 ہیں معاون آپ سبکے پر یہ فرماؤ کہ کیوں
 مقصود دل میرا سب ہے آشکارا آپ پر
 ہے زبان زو عام کو یہ ذات والا کا لقب
 لو خیر جلدی مرا یہ چرخ ورنہ دم بدم
 محو دیدار جمال پاک ہوں ہر دم مرے

وہ صحرارہ ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 واہ کیا دربار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 خوشنما بسیار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 آپ لذت دار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 طرفہ سایہ دار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 اک ثرا دیندار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 ہر گداز دربار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 میرا مطلب بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 عرض کیا درکار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 کاشف اسرار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 در پئے آزار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
 چشم نرگس دار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

گر سو مضطر پر نگاہ لطف بحر غم سے بہر
 نہیں کھینچا یا رہے سلطان شاہ فرخ حسین

قصیدہ در مدح بادشاہ وقت درساں تہنیت حسن جلسہ خطابت صیر ہندو
 ملکہ معظمہ امپریس و کٹوریہ - دام آفتابا - و سلطنتہا -

فیض سے ترے اے نسیم بہار
 چرخ نکلا ہے با ہزاراں چشم
 حیرت جلوہ سے ثوابت ساں
 آج ہر ذرہ مشت خاک کا ہے
 مرجبا جوش عیش و لطف و سرور
 کیوں نہ ہو آج عام تہنیت دل
 آج وہ دن ہے جس سے گردوں کو

سلج گیتی ہے سرسبز گلزار
 گل روئے زمیں کو بلبل و ار
 آج ساکن ہیں جو کہ تھے ستیار
 روکش آفتاب پر انوار
 آفریں جشن فرخی آثار
 کیوں نہ ہو آج خاص عیش بہار
 اپنی گردش پہ لبس ہیں ناز ہزار

شہ لیتی پناہ قیصر صند
 جبکہ وکٹوریہ مبارک اسم
 جشن نوروز ہے اوسے سے یوں
 وہ شہنشاہ امن گستر خلاق
 سایہ عیسیٰ مسیح کا سر پر
 عہد میں اوسکے معدلت کا وفور
 اک شکن اوسکی دام عقل کا چین
 دولت و جاہ اوسکے در کے غلام
 اوسکی فیاضی کا ہے فیض کہ جو
 اسے رعیت نواز داد پسند
 بیچ کاری سے بھی جو کاہ مثال
 جو تیری بندگی سے ہیں آزاد
 قبر تیرا یہ جاں گسارِ عدو
 کہ ہے اونکا حیات سے دل سرد
 آستانہ ترا مطافِ اناام
 تیرے اوصافِ نیک لا تخصے
 اس نگارِ رش کو چاہیئے طویل
 مدح کو مضطر اب دعا ہے تمام

شاہ شامان عدل واد شعار
 دہش و داد جس کا فرخ کار
 سارے عالم پہ چہار ہی ہے بہار
 جبکہ عالم میں مثل ہے دشوار
 رخیہ پر سے ہے ایزوی الوار
 معدلت پہ ہے عافیت کا مدار
 روس مثل خروس اوسکا شکار
 نصرت و فتح اوسکے خد متگار
 ساغر عیش خلق ہے سرشار
 اسے جہاندار خلق کے غمخوار
 تربیت سے ہیں تیرے کوہ و قار
 ہیں گرفتار سختی اور بار
 مہر تیری یہ دوستوں کی یار
 اور اونکی وہ گرمی بازار
 تیرا دربار مطیع الوار
 لکھے تاجت کلک مدح نگار
 تابدا مان حشر اک طومار
 نکرے گرتو کیا کرے نا چار

تیرا سخت سہاسی پہ مہام
 سووے تا ا نقطہ ع بیل و نہار

قصیدہ دیگر در بیان ثنیت جن جلسہ جو ملی جلوس بر سر سلطنت و بر تخت حکومت
 جناب مستطاب معالی القاب فلک جاہ کیواں بارگاہ بلعیتس مرتبت حضو
 پر نور ملک معظہ قیصر ہند امپرس وکٹوریہ دام اقبالہا و سلطنتہا مرتبت کیا گیا

اے سیم صبح تیرے فیض گل افشاں سے ماں
 ہر طرف پیدا ہوا فصل بہاری کا اثر
 مثل گل دل غنچہ طبع کے پہلے ہیں ہر طرف
 شاخ گل ہر بلبل یوں ہو رہی ہیں نغمہ سنج
 سن اٹھارہ سو ستاسی سو لہوئیں ہے فروری
 آج بس بچہ سال الطاف لبرزد سے ہوئے
 جو کہ ہیں ناریخ واں وہ جانتے ہیں خوب تر
 ہے رعیت کو رفاہیت کا ہو بچا نا سبب
 ملک ہندوستان سارا اوتھکے ہے زیر نگین
 قیصر ہند اور شاہ ملک لندن ہیں وہی
 قریہ قریہ قصبہ قصبہ ہند کے اضلاع میں
 ہر طرف ہر سو ہماروٹنی کی ہے بہار
 شے کے نام اپنے موجود احلاق کا
 فضل حق کو سایہ گستر تیرے سر پر جاویداں
 چرخ پر یہ ماہ و خور ہی دور سے ٹوٹی اتار
 کسی طاقت ہے جو آئے بر سر میدان تیرے
 عقل اور تدبیر میں ہے بس کہ نور و شمع
 گوئے گردوں ہے ترے اقبال کے چوگان رام
 عدل ہی یہاں تک ہوا مشہور تیرا دیر میں
 وہ ترار شبہ کہ لایا نذر کو با صد شتاب
 سامنے تیرے نہ ٹھہریں رستم و اسفندیار
 ہر شمشیر کے اوصاف میں کیونکر لکھوں
 اور جو اخلاق کی تیرے لکھوں تعریف کچھ

وید کے قابل بنا ہے آج ہر ارباب
 نام کو ڈھونڈی کہیں ملتی نہیں بادشاہ
 اور عرف ریزی میں شہنشاہ کے ہے سوس ہزار
 ہے خوشی و کھوار کے کیوں نہ ہو میں شادماں
 چار شنبہ کا مبارک دن ہوا ہے یہ عیاں
 حضرت ملکہ نے لی جب سے حکومت کی عشاں
 اتنی مدت کب رہا ہے شاہ کوئی حکم راں
 جان و دل سے جو عادی تھی ہے ہر ہر زباں
 حق رکھو ان کو سلامت باکرامت جاویداں
 جنگے حکم و عدل سے روشن ہوا سارا جہاں
 جا بجا جلے ہوئے ہیں منعقد باغ و شال
 رشک ہندوستان پر کہا ہے کیوں باغ جنا
 مطلع ثانی کیا فوراً یہی دروزباں
 حضرت عیسیٰ کی برکت چھپے نازل ہر زباں
 روز و شب کرتے ہیں مجرا ملک و شاہ کامراں
 نام ہی رعب ہے ایسا ترے شاہ جہاں
 روشنی تیری ہوئی جو منہ سے ابھی ملک عیاں
 چار دانگ ہند میں جیسے ہوا تو حکمراں
 اشک سے بیتاب ہے زیر زمین نوشیرواں
 کشتی مہ میں لگا انجم کے گوہر آسمان
 سونے میں کا فور سنکر نام تیرا پہلوں
 کشتی ہے خامہ کی گو یا دمدم اس زباں
 چاہیے اک عمر او سکوا تھی فرصت ہے کہاں

الرحمن خالق البرہوں کو ہے جیسا
رحم دل اور بامروت دوسرا جیسا نہیں
ایک نظر میں کر دیا دنی کو اعلیٰ فیض سے
دوستو اپنے بہتہ دل سے تمنا ہے یہی
بخت یا در ہو تو ہوں صاحب ہمارے مہربان
ڈبلیو ای صاحب پر سر بہادر نیک نام
یا آجی اونکار تہ ہووے افزوں ہر طرح
کرتو مضطرب قصیدہ کو دعا پر اختصار
بادب حق سے دعا ناہر علی ہے چاہتا
خیر خواہوں کو تمہارے فتح و نصرت ہو دہام

بادشاہ بہت سہل لیا ہوں ہو جیسا
شرق سے تاعرب بیٹے جہان ڈالا ہے جیسا
ایسے عالی حوصلہ پیدا کہاں ہیں فی زمان
خدمت عالی میں معروضہ ہو فدوی کا رول
وہ جو ہیں دانائے انگلستان نامی سچاں
جنکے نظم و نسق کا سہرہ گیا تا آسمان
ہوں گورزا وہ بجگ بادشاہ حکمراں
تا طوالت سے نہ گہر لکھیں ہمارے قدر و اس
قبضہ قدرت میں تیرے آئیں بارہ ٹوپیاں
اور بدخواہوں کو ہر دم ہر شکست خوں فشان

قصیدہ درج اجڑن صاحب بہادر نواب لعل علی گورنر محالک احاطہ پنجاب و افغان
واجلا لہ۔ کہ بروقت تشرف بری ولایت مرتب کیا گیا

یہ ایک پر نقشہ فیض مدرج نواب گورنر کا
وہ دانائی جہاں آرا کہ جگر رنگ حشمت سے
وہ دانائے خرد و ایجاد کہ جسکے آگے رکھتا ہے
نہیں منظور در بانوں کو اوسکے بزم عالی کی
جہاں بان قدر قدرت اجڑن صاحب نکست
نخالف عہد میں اوسکے ہے نقش طاق گمنامی
ہوا اگر دوں بنا تا تیرے مقدم کی بشارت سے
رعایا کو ترے اکرام سے یوں منزلت حاصل
غزاج سرکشی کے تار ہے اصلاح دشمن کی
وہ محروم ازل ہے خیرہ رو سرگشتہ بد باطن
ترے بخشش سے کچھ بول گدائی کو ترے در پر

کہ ہے میری قلم کا رخی داغ جنبہ نیر کا
ہے تصویر زمین کا گردہ رکش چرخ اختر کا
فلاطون خم میں حکم مضغہ گشتہ لطن ماور کا
حالات سے مشہد کو کچھ ہو عہد سکندر کا
کہ جسکے خامہ کا نقطہ مسودہ ہے مستدر کا
نہ ایوں ساتھ لفظ خیر کے اب لفظ بد شر کا
یہ خطہ غیرت معورہ فردوس معبر کا
کہ جیسے ماہ کو ملتا ہے پر نقہ ہر انور کا
رکبہ ہے خامہ تیرا حق میں اوسکے حکم لشکر کا
کہ جو شا کر ہووے تیرے لطف دیر پرور کا
یہ رتبہ ہے کہ ہے غیرت فزا اکلیل قیصر کا

سوا ہے تیرے عدل و داد گستر سے زمانے میں
اشروہ نام میں تیرے کہ ہے جوش حلاوت
تیرے الطاف کا مٹوں کچھ احسان کا خواہاں
نثری مدحت کا اہل کیوں نہو نامہر علی کا دل
نگاہ خاص کی امید واثق ہے کہ ہو مجھ پر

غمر رویاہ آہو کا خزمینہ دل غضنفر کا
ہر اک حرف او کا اہل تعویذ بازوئے دلاور کا
سریر آرائے ہفت اقلیم بل سلطان مجاہد کا
کہ یہ اکسیر عظم کا ہے نسخہ طبع مضطر کا
وہ تیرا لطف کہاں گیر ہے چوں نور نیر کا

قصیدہ در مدح جناب شرمیکماہن صاحب بہادر کشتہ قسنت حصار بمبر وقت کشتہ
ولایت پیش کیا گیا۔

کب اپنا رکھتی ہے قسنت حصار کی ثانی
ہے ذرے ذرے کو اب او سکے ایسی استقامت
بہا کی طفل نو آموز کو ہے وہ طاقت
کہیں نہ کیوں اسے نہ بہت میں روکش کشمیر
کہ فیض تربیت داد و فلک رفعت
جناب میکماہن صاحب ہمایوں جاہ
سحاب لطف کرم مہر مشرق عزت
یہ او سکے عہد میں طاقت بڑی ضعیف و کمی
جہاں کریں خدم او سکے ار یکہ آرائی
یہ سر زمین نثری تربیت سے داد گرا
پڑا یہ خلق میں آوازہ تیری بخشش کا
بڑھا نام میں یہ نام عدل کا تیرے
بہنیں ہے قطع خصوصیت میں حاجت شاہ
ہے وال واد میں جیسے الف کے راست و چپ
تیرے خصال حمیدہ کی خوبیوں کا بیابان
سفر وطن کا ہے مد نظر مبارک ہو

کہ جبکہ ملک میں دولت کی ہے فراوانی
کہ دام نیر اعظم کو دے درخشانی
کہ سوادب وہ پیر حکیم بونانی
کہیں کیوں اسے ثروت میں رشک رمانی
ہمیشہ رہتا ہے مصروف گوہر افشانی
ہائے اوج شرف بخشی و شرف دانی
میر سپہر جان بخشی و جہان بینی
کہ مارے نور دم شوکت سلیمانی
سکھڑی کو بھی ہو آرزوے درباری
غضب ہے گرنہ کرے دعوے گاستانی
کہ جو در عالم طائی ہوا ہے لسانی
کہ بخشی دیدہ نو شیر و اہل کو حیرانی
یہ زیر کی کا بجے ہے عطیہ بزدانی
تیرے حضور ہے یوں عدل اور ہمہ دانی
کرے تمام نہیں ہے یہ تاب انسانی
بصد ہزار طرب خیزی و طرب رانی

لشاطر و صل جہانی لہن یاراں
قدوم سے ترے بلدی ہو بہر مشرق ہند
ترقیات مارج ہوں یوں بچے ہر دم
رہے طبیعت احباب شادمانی زنا
ہوا تو نظم میں نابہر علی پاس گزار
دعا یہ کرتا ہوں ختم سخن کہ ہے کسکو
ہمیشہ تارے خورشید اپنے پر تو سے

عجب ہے نسخہ مقوئی قلب روحانی
کہ بوستان ہے یہ تو بہار بستانی
طوائے رکتے ہیں جوں قطرہ لائے بارانی
قلوب اہل حسد مسکن پریشانی
سخن رسی پہ تری ہے مگر سخن رانی
دماغ و صف دل مدحت ثنا خوانی
ہر ایک صبح کو عالم کا چہرہ نورانی

رہے تو فیض ساں اور تیرے فیض کے ہو

ہر ایک عام کو اور خاص کو فراوانی
قصیدہ درج جناب مستر جارج نوکس صاحب بہادر و بی کشمیر ضلع تہلک
جو بروقت تشریف برسنی ولایت پیش کیا گیا تھا

اورچ کیوں یہ ہے اس ضلع کا بچہ اقبال
اور حاکم بھی وہ ایسا کہ بزیر گردوں
شان و شوکت ہے یہ اوسکی کہ فریدوں دارا
بخشش جود و کرم اوسکا جو حاکم سن لے
اوسکی تو صیف سے ہو عہدہ برآئی کیونکر
ایچاؤند نہیں آج زمانے میں کوئی
ابر احسان کرم جارج نوکس صاحب
تیرے اوصاف کی تحریر کا اگر قصہ کہے
شکر الطاف کا تیرے نہیں ہوتا ہے بیاں
فیض سے آپکے یہ گلشن رہتک سارا
گوشہ گوشہ میں فضا دیکھے ہر صنعت کی
بتری ایجاد طبیعت ہی پہ جاتی ہے نظر

کہ راہ جسکی طرف حاکم عالی کو خیال
ہو گا ثانی نکوئی اوسکا یقین ہے فی الحال
فخر کیا اپنا جنائیں کہ نہیں تاب مقال
ہو جو حاضر و ہیں پہلے ہو دست سوال
کہ زلسل عجز سے قاصر ہے یہاں طول مقال
دانش و داد و پیش میں کہ جو ہو تیری مثال
مرجع جاہ و حشم منظر احلال و جمال
خاتمہ عجز رقم کی نہیں ہرگز یہ مجال
لکھتا ہوں میں ہی تجہ احوال مگر بالا جا
کیا ہی پہلا ہے پہلا اور ہوا ہے یہ حال
کوچہ کوچہ میں نگہ کر کے صفائی کا کمال
سیری آرائش فطرت ہی پہ دور سے خیال

خاص گوگامہ کی اب ذکر کروں رونق کا
 بیٹے چاہا تھا کہ وہی سے مشابہ لکھوں
 ہوئی تیرے مکان حکم سے تیرے جو یہاں
 وہ شفا خانہ تجلید کا لطف تعمیر
 اور وہ دروازہ بنا عہد میں تیر زینا
 کیا میں رفت کا کروں ذکر اگر پیر فلک
 اور وہ نقشہ ہوا بازار کا تجھ سے ایجاد
 اور وہ فرش نظر زیب کہ جسکی خوبی
 اور وہ تالاب طرب خیز و سرائے دکھن
 ہے وہ آئینہ تصویر نمائے عشرت
 سرکس وہ صاف ہوئیں عہد میں تیر جس سے
 یہ تیر قصہ ولایت کا مبارک ہو و سے
 انتظار آپکے مقدم کا ہمیں یوں ہوگا
 جس طرح اہل ولایت ہوں تیر وید سے خوش
 اپنی قدرت سے کرے ایزد اور جلدی
 پیشوائی کو چلیں شکے نوید مقدم

کہ پرانی سے نہیں کام ہے اپنے کی سببناں
 کہا رونق لے کہ وہی اہل اب اسکی مثال
 خوشنماں میں وہ ہیں سارے ارم کی مثال
 کہ شفا پاکے مریض ہوئے ہیں اسے خوشحال
 جسکو کہتی ہے خرد باب حصول آمال
 دیکھنے آئے تو لے ہاتھ سے دستار سببناں
 کہ نظیر اسکا نہیں روئے زمین پر فی الحال
 لکھی جائے نہ اگر لکھے قلم تا صد سال
 وصف اسکا مستدر صفت او لکھی ہے محال
 اور عیش و گمراہی اشخاص ہے اور حافظہ مال
 رہروں کو نہر کا قطع منازل میں ملال
 اقرار اور احباب کی ملاقات وصال
 منتظر جیسے سخاوت کا رہے اہل سوال
 دیکھیں ابرو کو تری صورت تصویر مال
 وصل کے خط سے تبدل تری دور کی ملال
 جس طرح کرتا ہے اقبال ترا استقبال

ہے دعائے دل مضطر کہ بفضل ماری
 تو گور نہ ہو ترا رتبہ ہو با جاہ و جلال

بعد اختتام دیوان یہ خیال آیا کہ تیرا دیوان محض بے بنیاد و بے ثبات ہے۔ کل کا کل ہموار
 نہر لیاٹ و ارمیات ہے۔ کس طرح مشہور نزد یک و دور ہوگا جب تک کوئی تازی بات نہ ہوگی اسکی
 اصلاً انکشاف حالات نہوگی۔ جب تو ہستی سے عدم کو رواں آئے مضطر ہوگا۔ یہ بھی مثال
 اوراق گنجہ حوادث روزگار سے ابتر ہوگا۔ یاد گاری چاہیے اور خوشی ہماری چاہیے تو
 بروگرداج مروجہ زمانہ تاریخی نام کا سوار انتخاب میں لانا نہایت فن فرزانہ ہے۔ اس میں

لفور خیال لریہ اچھی حل مدعا ظاہر اور غائبانہ ہے۔ اچھو دل مصحح کی دلیل بی عدیل کو جب میں نے خیال کیا محنت اور مشقت کا گوہر کار تھا اور سخت دشوار تھا سہل جانا لہور کہنا مانا اور نیزہ ڈھانا پانزدہ نقشہ کو ترتیب دی تا ظہرین پر تمکین ملاحظہ فرمادیں اور بد عاقلی خیر لود فرمادیں۔ آمین ثم آمین
سے نوشتہ بماند سپہ بر سفید و نویسنده را نیست فردا امید ہے

نام	سنہ
احمد جلا گانہ تاریخی جوہر و حجاب ادا بجد برادر ہوں ہیں ناظرین سنہ مطلوبہ کو مل میں ملا خذ فرماویں	
عشرت الرحمان - محمد ولایت علی خاں - غلام مصطفیٰ	سنہ ۱۲ھ
محمد متاب علی خاں - محمد غنی الحسن - مستقیم خاں	سنہ ۱۳ھ
لیاقت علی خاں - محمد فرخ الرحمان - محمد ظہیر الدین - محمد حاتم علی - محمد شفیع الرحمان	سنہ ۱۴ھ
ظفر باب علی - محمد گل شیر خاں	سنہ ۱۵ھ
محمد شافع علی خاں - اختیار محمد - غلام کبریا	سنہ ۱۶ھ
محمد نظیر احمد - محمد ضمیر الاسلام	سنہ ۱۷ھ
منصور علی - تاج بخش - ابرار بخش	سنہ ۱۸ھ
اختیار الدین - عزیز الدین	سنہ ۱۹ھ
ظفر حسین - محمد ظفر احمد - منظر الاسلام	سنہ ۲۰ھ
سرفراز علی خاں - محمد نجابت علی خاں - ظفر الزماں - ظہیر الحسن برکت علی - محمد علی	سنہ ۲۱ھ
محمد سلامت امین - محمد عنایت احمد خاں - محمد رشید احمد خاں - عثمان حسین خاں	سنہ ۲۲ھ
مشیر علی خاں - اختر علی - محمد نبوت علی خاں - غلام حبیب - محمد بیدار بخت	سنہ ۲۳ھ
کرامت خاں - ستار خاں - عثمان خاں - محمد حمایت علی خاں - محمد فیض الرحمان	سنہ ۲۴ھ
غفار بیگ - محمد فیاض الرحمان - محمد بہار علی - محمد خلافت علی - محمد خیر علی - راجب علی	سنہ ۲۵ھ
رنجیت خاں - چراغ علی - ملحوظ الرحمان	سنہ ۲۶ھ
محمد شہسوار خاں - محمد علی خاں - محمد غنی الاسلام	سنہ ۲۷ھ
اتحاد بخش	سنہ ۲۸ھ
روشن علی خاں - غفار احمد - تنویر خاں - محمد ظہیر علی - مرغوب الزماں	سنہ ۲۹ھ

۱۸	محمد سرور علی خاں - افتخار احمد -
۱۹	اختر حسین - محمد سرور علی خاں - مناظر حسین -
۲۰	محمد ذوالفقار علی - تشریف الرحمن -
۲۱	نعمت علی خاں - ناظم الرحمان - حیات بخش - جلیل خاں - نظام الرحمان -
۲۲	محمد خورشید علی - محمد رمضان الحق - اختیار علی - غفور احمد - محمد ظہور احسن -
۲۳	نظیر الاسلام - اخضر بیگ - کرار بخش -
۲۴	محمد عاشق علی خاں - زبردست خاں - سر حجت خاں - تیر انداز خاں - منظور حسین -
۲۵	اختیار خاں - محمد فتح مند خاں - محمد بشارت الرحمان -
۲۶	شرف الدین خاں - عطوفت علی خاں - محمد شیر جنگ خاں - محمد محل علی خاں - محمد قمر علی خاں - محمد ظہیر احسن -
۲۷	مشکور علی خاں - ہوشدار علی خاں - تو نگر خاں -
۲۸	حافظ الرحمان - محمد اظہار الزماں -
۲۹	اختر حسین - طفر الحق - محمد فضل الرسول -
۳۰	مظفر علی - محمد ثناء احمد خاں - محمد عزت علی خاں - اختر الزماں -
۳۱	راغب حسین - محمد راغب احمد - رضا الرحمان -
۳۲	محمد فضل الرحمان - صفات علی خاں - محمد ظہور الزماں - راغب الزماں -
۳۳	محمد افضل الرحمان - چراغ الزماں - سید محمد عبد الفتی -
۳۴	غلام ربانی - محمد خواہش الرحمان - محمد اطاعت علی خاں - محمد فضل الرحمان -
۳۵	محمد خیرات بیگ - افتخار احمد - محمد اشفاق علی خاں - رحمت خاں - منظور الحق - محمد امجد علی -
۳۶	فختر الدین - محمد اختیار بیگ -
۳۷	محمد سرور حسین خاں - محمد آقا علی خاں - اعتقاد علی خاں - محمد اکسب علی خاں - سخاوت حسین -
۳۸	مظفر حسین - محمد ذوالفقار حسین - محمد لقویب الرحمان -
۳۹	محمد نعمت احمد خاں - آغاز الرحمان - محمد خیرات احمد -
۴۰	رضی الرحمان - محمد خورشید حسین - فصحا علی خاں - محمد اقرار الدین خاں - محمد اختیار احمد -

شماره ۱۱۱	محمد مبارک علی خان - ربیع بن رحمان - حسن بیجان - ام رحمان - محمد رشید احمد خان - انیسوار احمد
شماره ۱۱۲	اشرف علیخان - محمد بلور الحق - محمد ذکرا الرحمان - دولت بخش -
شماره ۱۱۳	جیراغ الحق - محمد ذکرا الرحمان - ظفر الاسلام -
شماره ۱۱۴	محمد ارشاد الدین خان - محمد نعل حسین خان - محمد مظفر بیگ -
شماره ۱۱۵	محمد امانت علی خان - منظور احسن -
شماره ۱۱۶	غلام ادیس -
شماره ۱۱۷	محمد مظفر علی - محمد ظمیر الدین -
شماره ۱۱۸	مظفر حسین - کرامت اسد خان - غازی الرحمان -
شماره ۱۱۹	محمد ارادت خان - فرحت علی خان -
شماره ۱۲۰	عظیم الرحمان -
شماره ۱۲۱	رستم خان - مسرت خان - محمد خورشید الحق -
شماره ۱۲۲	محمد بلور احسن - محمد تاجدار خان - محمد راحت خان - محمد رشید الدین خان -
شماره ۱۲۳	جیراغ احسن - محمد ناظر علی -
شماره ۱۲۴	شباب خان - محمد فتحاب علیخان - محمد بلور خان - محمد نشاط بخش -
شماره ۱۲۵	محمد اقرار علی خان - تصدق علی خان -
شماره ۱۲۶	بهشت خان - محمد ظمیر احسن -
شماره ۱۲۷	خلیل اسد خان - اقدار خان - توفیق علی خان - محمد اختیار احمد -
شماره ۱۲۸	محمد ارشد علی خان - مرغوب علی -
شماره ۱۲۹	محمد ارشد علی خان - محمد مسرور علیخان - محمد منجاب علیخان - منظور الاسلام -
شماره ۱۳۰	اشرف حسین خان - محمد ظمیر الاسلام -
شماره ۱۳۱	حامی بخش - محمد لحاظ الرحمان - محمد خورشید احسن -
شماره ۱۳۲	محمد ظمیر علی -
شماره ۱۳۳	محمد شیر علی خان - محمد لقی خان - غالب الرحمان -

محمد بشیر علی خاں - غلام فرید - شیخ الدین -	۴۵
محمد لیثان علی خاں - مرغوب حسن -	۴۶
غلام رسول - محمد رشید خاں - چراغ الاسلام - محمد ظفر الدین - محمد منشاخ الدین خاں -	۴۷
الفراخ السہ -	۴۸
محمد اعتماد علی خاں - محمد معشوق علی خاں -	۴۹
راحت علی خاں - غلام رحمان - محمد نظیر حسن -	۵۰
اعتضاد الدین خاں -	۵۱
بلین الرحمان - تنور علی خاں - محمد مہذب علی خاں -	۵۲
محمد لطافت علی خاں - اخلاص خاں - تصدق حسین خاں - محمد ملکین علی خاں - محمد لائق علی خاں -	۵۳
افشار محمد - غلام باقر - محمد شاگر علی خاں -	۵۴
محمد عمر دراز علی خاں - فرحت اللہ خاں - محمد صالح علی خاں - محمد شہار علی خاں - اختیار الاسلام -	۵۵
غلام قادر - غفار الدین - محمد عبدالشکور خاں - مرغوب حسین -	۵۶
محمد محبت علی خاں - محمد حسین علی خاں - محمد حسین علی خاں -	۵۷
افشار الدین -	۵۸
محمد قلندر بخش - محمد سلیم الدین خاں -	۵۹
غلام رازق -	۶۰
ضمیر الرحمان - غلام رحمان - معظ الرحمان - شیخ علی - محمد نظیر حسین -	۶۱
عقود الدین - مشرف علی خاں - غلام عمر - محمد حسین علی خاں -	۶۲
محمد ظفر علی -	۶۳
برکت علی خاں - محمد اصغر - محمد کاظم الرحمان -	۶۴
محمد عثمان علی خاں - محمد سلامت علی خاں -	۶۵
غلام قدیر -	۶۶

شماره ۱۳۸	شمس الدین خاں - اصغر الدین - اعتضاد علی -
شماره ۱۳۹	مرغوب الحق - مسرت اسد خاں -
شماره ۱۴۰	محمد سعادت علی خاں - محمد خوشنود الرحمان - محمد اختر الدین -
شماره ۱۴۱	فتح میسر خاں -
شماره ۱۴۲	غنی الرحمان - ممتاز بخش -
شماره ۱۴۳	محمد حیات الدین - قدرت اسد خاں - نصرت خاں -
شماره ۱۴۴	آفتاب علی - محمد عشرت الرحمان -
شماره ۱۴۵	عبد العفو - محمد مستقیم خاں -
شماره ۱۴۶	محمد لیاقت علی خاں -
شماره ۱۴۷	محمد ظفر یاب علی -
شماره ۱۴۸	عفو علی - مستقیم الدین خاں -
شماره ۱۴۹	مرغوب الحسن - سخاوت الرحمان -
شماره ۱۵۰	محمد منظور علی -
شماره ۱۵۱	حشمت خاں - محمد اختیار الدین -
شماره ۱۵۲	آفتاب حسن - محمد منظر الاسلام - محمد ظفر حسین -
شماره ۱۵۳	اصغر علی - غلام الرحمان - رن مسرت خاں - محمد سرخس خاں - محمد ظفر الدین - محمد لیاقت علی خاں -
شماره ۱۵۴	ستیر افکن خاں - نثار خاں - ظفر حیدر -
شماره ۱۵۵	محمد اختر علی - محمد مشیر علی خاں -
شماره ۱۵۶	محمد سار خاں - مراد بلخیان - محمد عثمان خاں - محمد کرامت خاں - اعتضاد حسین - محمد ثنا علی خاں -
شماره ۱۵۷	محمد غفار بیگ - محمد راعب علی - اعتضاد الزمان -
شماره ۱۵۸	شمس الدین علی خاں - خادم علی خاں - محمد رحمت خاں - محمد جبار علی - محمد لیاقت الرحمان -
شماره ۱۵۹	محمد معتمد گلخاں - محمد سر تاج خاں -
شماره ۱۶۰	دکتر اسد خاں - ارشاد بخش -

۱۰	افتخار حسین - غفار الزماں - محمد افتخار ابد - محمد شناور علی خاں -
۱۱	افتخار الزماں - مستقیم علی خاں -
۱۲	غلام ناصر - محمد شریف الرحمان - محمد لیاقت حسین خاں -
۱۳	محمد نظام الرحمان - محمد لغت علی خاں - محمد حیات بخش - محمد ناظم الرحمان - محمد گل شیر خاں -
۱۴	غفور حسین - محمد غفور ابد - محمد اختر مار علی -
۱۵	محمد ظہیر الاسلام - محمد اصغر بیگ - غفور الزماں -
۱۶	محمد زبردست خاں - محمد منظور حسین -
۱۷	ذکی ابد خاں - غلام ہاشم - محمد جماعت علی خاں -
۱۸	محمد شرف الدین خاں - محمد عطا الفت علی خاں -
۱۹	اصغر حسین - محمد شکور علی خاں - عبدالستار خاں - محمد اصغر ابد -
۲۰	محمد حفیظ الرحمان - اصغر الزماں - غفار الحق -
۲۱	محمد اختر حسین - محمد ظفر الحسن -
۲۲	عثمان علی خاں - غلام عارف - کرامت علی خاں - ————— مراتب حسین خاں -
۲۳	محمد رضا الرحمان -
۲۴	خادم حسین خاں - غلام جعفر -
۲۵	شجاعت خاں - غفور الحق - اعتضاد الحسن -
۲۶	سید محمد ظہور الحسن -
۲۷	محمد رحمت ابد خاں - خلیق ابد خاں - نصرت ابد خاں -
۲۸	انعام ابد - فضل حسن - محمد مختار الدین - محمد شریف الدین خاں -
۲۹	محمد اعتقاد علی خاں - صغیر الزماں -
۳۰	غفار الحسن - محمد مظفر حسن -
۳۱	محمد فرحت خاں - غلام عسکری -

۳۲۱	رایست علی خاں - محمد رضی الرحمان - محمد فصاحت علی خاں -
۳۳۱	محمد شرف علی خاں - محمد ریاض الرحمان - محمد اعظم الرحمان - عنایت نجش -
۳۴۱	محمد اشرف علی خاں -
۳۵۱	حسنت امیر خاں - محمد چراغ الحق - غفور الحسن - محمد طفر الاسلام -
۳۶۱	محمد عطوفت حسین خاں -
۳۷۱	نور علی خاں - محمد منظور الحسن - انوار الرحمان - احتشام اسد خاں -
۳۸۱	تفضل حسین - نثار اسد خاں -
۳۹۱	محمّد خاں - اعتضاد الاسلام -
۴۰۱	محمد مظفر حسین - محمد کرامت اسد خاں - محمد غازی الرحمان -
۴۱۱	خلور الرحمان - تاثیر الرحمان -
۴۲۱	محمد عظیم الرحمان - عظمت بیگ - انقراغ علی -
۴۳۱	محمد ستم خاں - محمد مختار علی - محمد مسرت خاں - محمد اختیار الحق - محمد تلقین علی خاں -
۴۴۱	غفار الاسلام - خوشوقت بیگ -
۴۵۱	غلام صفدر - اہلبیر الرحمان - افکار الاسلام - محمد چراغ الحسن -
۴۶۱	عظمت اسد - محمد شتاب خاں -
۴۷۱	محمد لصدق علی خاں -
۴۸۱	محمد صداقت علی خاں - خوشوقت اسد -
۴۹۱	فرحت علی خاں - محمد توفیق علی خاں - محمد خلیل اسد خاں - محترم علی خاں - غفور الاسلام -
۵۰۱	خورشید الرحمان - محمد مرغوب علی -
۵۱۱	مخدوم علی خاں - محمد منظور الاسلام -
۵۲۱	محمد اشرف حسین خاں - رسالت علی خاں -
۵۳۱	محمد حمایت نجش -
۵۴۱	شمس الاسلام خاں -

۵۵	توکر حسین خاں - محمد غالب الرحمان -
۵۶	محمد تراب علی خاں - محمد محفوظ الرحمان - محمد اختر الاسلام -
۵۷	تصور علی خاں -
۵۸	غلام فاروق - محمد غفور - محمد راغب الاسلام -
۵۹	محمد چراغ الاسلام - محمد ارادت علی خاں -
۶۰	الفراغ حسین -
۶۱	رستم علی خاں - شجاعت الدین خاں - غفور الدین - مست علی خاں -
۶۲	محمد راحت علی خاں - توقیر الدین خاں -
۶۳	محمد شمیم الرحمان خاں - محمد خاتم الرحمان -
۶۴	محمد نور علی خاں - محمد بلخ الرحمان -
۶۵	قدرت علی خاں - محمد تصدق حسین خاں - محمد اخلاص خاں -
۶۶	سید محمد عشرت الرحمان -
۶۷	محمد فرحت الدین خاں - خدا یار خاں - محمد اختیار الاسلام - اقتدار علی خاں -
۶۸	صابر علی خاں - وارث علی خاں - محمد مرغوب حسین -
۶۹	محمد افتخار الدین - بلاغت الدین - پرورش علی خاں -
۷۰	سید غفور علی -
۷۱	شفیق الرحمان خاں -
۷۲	محمد ضمیر الرحمان - محمد معظم الرحمان - محمد مختار الحق -
۷۳	محمد شرف علی خاں - محمد غفور الدین -
۷۴	سید محمد طہر حسین -
۷۵	محمد برکت علی خاں -
۷۶	غفور علی -
۷۷	توقیر علی خاں -

۸۰	محمد شمس الدین خاں - محمد اصغر الدین - محمد اعتضاد علی -
۸۱	محمد مرغوب الحق - محمد مسرت الدین خاں -
۸۲	محمد عبدالغفار - طریقت علی خاں -
۸۳	ناظر الرحمان - فصاحت بخش -
۸۴	مرضی بیگ - محمد غنی الرحمان - محمد تاج بخش - محمد پور حسین خاں - خالص علی خاں -
۸۵	محمد نصرت خاں - محمد ششاد الدین خاں - محمد قدرت الدین خاں - خلاص علی خاں -
۸۶	محمد افتخار علی -
۸۷	محمد عبدالغفور -
۸۸	وارث حسین خاں -
۸۹	انتظام الدین - شوکت علی خاں -
۹۰	محمد غفور علی - محمد مستقیم الدین خاں -
۹۱	عبدالخالق خاں - محمد مرغوب الحسن -
۹۲	لطیف الرحمان -
۹۳	محمد حسرت خاں - محمد شرف حسین خاں -
۹۴	مشتاق خاں - محمد افتخار حسن -
۹۵	محمد اصغر علی - اخلاق علی خاں - محمد رمست خاں -
۹۶	محمد غفور الدین - غفور حسین - محمد شاد خاں -
۹۷	سید رمضان الرحمان -
۹۸	محمد اعتضاد حسین - احتشام الدین خاں - محمد مختار الاسلام - محمد مرابت علی خاں -
۹۹	خیر الدین خاں - شاد الدین خاں -
۱۰۰	محمد شمشاد علی خاں - ضیاء الدین خاں - محمد خادم علی خاں -
۱۰۱	اشتیاق الدین خاں -
۱۰۲	محمد ذکا الدین خاں -
۱۰۳	شمش خاں - نصرت علی خاں -

قطعات تاریخی

ہیں

اشعار قرینت ڈیوک آف کلیرسن وانڈل شاہزادہ حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند و ام قبا

<p>ہوا وہ حادثہ جاہلکہ بلکہ اہل کشور کا نظر آتی ہے صورت گل کی غرق موج بحر خوں یہ برج آتش فشاں ایسا ہے جیسے گل رعیت کا فراق نوز دیدہ آنکھ ہے عالم کے حبیب ہیرا ڈیوک آف کلیرسن وانڈل آگے شہزادہ وہ گلین گلشن نرینہت فرا امید عالم کا تخل میں روکش بہمن و داراب و دارا کا وہ گیتی تاب اختر برج اورج شہریاری کا نہارا فسوں یوں آئہ جائے صدر رزم دولت شکستہ دل رعایا سرسبز کیونکر بنو غم سے ہے بیانی و لونہ عام کو کچھ بن نہیں ثرائی سربل قلم کر کے اپنے تاریخ یوں کہد</p>	<p>کہ لے جس سے جگر خوں ہو کر سستہ دیدہ تر کا وہ غم سے یہ نقشہ ہے شکل عیش آور کا دل سوزاں ہے سینہ میں نشاں مجھ کے اٹکا کا نظر میں کیوں نہ رخ ہو تیرہ تر خورشید ایک کا وہ زہیا گوہر اکلیل ہندوستان کے قصہ کا وہ رونق سلطنت خانہ کے وارث تخت فر کا تعم میں وہ ہمسر جین حبشید و سکندر کا وہ دل افروز گوہر درج جین شوکت و فر کا وہ سر حلقہ ظفر مندان نصرت خیر لشکر کا کہ دیکھا جائے ہے کب ٹوٹنا شہوار گوہر کا کہ حکم نہ تھے کس سے حرف مکتوب ہند کا تر پناہ دیکھنا تاہر علی خاں قلیب مضطر کا</p>
---	--

قطعة تاریخ انتقال زبدۃ الشعاع معظمہ مقبول عالم - شہنشاہ محمدانی پہلوان میدان
معانی معلوب کل طالب نواب ہند خاں غالب۔

<p>سناجب واقعہ میانکادہ غالب سمر قرآن سے مضطر نے وعادی</p>	<p>ہواریچ و اہم مضطر کو بے ڈھب بہشت اور نہ کو نصیب اب ہو کو یارب</p>
--	--

مارچ وفات قبلہ اجات و لہجہ مراوات رئیس الزماں چودہری محمد حیدر علی
خلف چودہری محمد یعقوب علی خاں - والد مولف

<p>چوخت بہت ہارنیں دیر والدہ مضطر درس قن شدہ التمام غیب تاریخی</p>	<p>چوسنگا خ بالباس دیدہ سے سفتر برفت سایہ بدر لائے از سرم گفتہ</p>
--	--

قطرہ تاریخ وفات رئیس عظام وہی الاحتشام عمول صاحب قبلہ دو جہان

چودہری حسین علی خاں - رئیس قصبہ گوانہ - ضلع ریتھک

حسین علی خاں نے دار فرائض
کیا جی کا سر تھام ہاتھ نے مضطر
کیا جب سفر سوسے فردوس دی
مبارک ہو وہاں اور کوچیت نشینی

تاریخ واقعہ جانکاہ موجب حال تباہ باعث شور و فغاں محمد الیم بخش خاں ساکن
جہانگیر ضلع انبالہ داماد چودہری محمد باسط علی خاں ساکن قصبہ اوگتہ ضلع مذکور برادر بزرگ

نہ این شد بہا حادثہ غم کار
چودہ شوار گشتہ ز غوغائے من
رسیدہ بلا آسمان ناگہانی
بہر ذی نفس روز و شب زندگانی
پے سال ناسخ مضطر ز غیب
دعا کن بدرگاہ رب العباد
نذا کرد ہاتھ چہ فکر ممانی
قیامت بجنت شود جاودمانی

قطعہ تاریخ انتقال محب خوش خصال محبت اساس حضرت شکر داس متوطن گوانہ ضلع ریتھک

سنا جن نے یہ حادثہ جان کر
کہا کر کے افسوس ہر ایک نے
او سیکو الم بے تحاشہ ہوا -
بیادن قیامت کا کیسا ہوا
مرازلت کا سارا کڑوا ہوا
پکا کپ یہ کیسا غضب آ ہوا
۱۹۲۹ء

قطعہ تاریخ رحلت ارسلو زماں فلا طون دوراں خوش پرستیم ہی وہ صاحب وطن گوانہ

بعد ازیں رحلت ہوئی ہشی دہری
سر بے گماں کاٹ مضطر نے نکہا
چور بہتے اہلک کے جاری تھنر کو
قصا میں نہیں جارہ سازی بشر کو

قطعہ تاریخ وفات قبلہ حاجات چودہری محمد علی خاں صاحبہ رئیس قصبہ گوانہ
نانا صاحب حقیقی موانہ

بشوق سیر جنت قبلہ من
زروے بخش غفار مضطر
نویا ررسوئے حسی بہا وہ
قیامت جنت الفردوس یادا

قطعہ تاریخ وفات زن پر آفات کہش ناگفتنی رواست صکروا

کرد پرواز طائر جانش
چوں زقید نفس تن رنجور

شاد و ہلکا شاد دل مضطر	داد عیش و نشاط رب غفور
باب رحمت کشاد رب جلیل	فی البہی لبست عرقہ مقہور
عیسوی سال از سر بنیاد	سہرے گفت پش فقا مغرور
قطعہ تاریخ انتقال پر ملال جناب والدہ صاحبہ علیہ الرحمۃ مولف دیوان ہذا	
ہوئی جب والدہ صاحب کی رحلت	لو جہاں پر رنج و غم لے اک جرات کی
سربہیت سے یہ مائف کی مضطر	مذا آئی کہ جن نے مغفرت کی
تاریخ رحلت از جہان فانی بملکات و دانی جناب محمود خان صاحب حکیم الامانی متوطن شاہجہاں	
باد درزاں ہوئی مخالف جب	دور آیا جہاں میں ظلمت کا
سہیلا آزار مرگ بحالم میں	پردہ چہایا شفا پہ غفلت کا
کوئی حاذق طبیب اب نہ رہا	ہو گیا باب بند حکمت کا
تھے جو محمود خاں طبیب اعلیٰ	غم جہاں کو ہے اونکی رحلت کا
کہا مضطر نے از سر ماتم	جیف گل ہو چراغ حکمت کا
قطعہ تاریخ وفات چودہری حسن علی خاں خلیف چودہری حسین علی خاں	
رہیں و ذیلدار قصبہ گوانہ ضلع ریتک	
حسن خاں جب یکایک جاں بحق ہوں	لکھوں ہم غم سے اپنی جان کہوویں
خبر یہ واقعہ جاں کاہ سن سن	اقارب اور احبا کیوں نہ روویں
تلاطم ہے دلوں کو بھر غم سے	ابھی کس طرح سے پار ہوویں
کہا یوں آخر شہر سب نے مضطر	مشرف دولت ایماں سے ہوویں
قطعہ تاریخ رحلت محکم مہربان سید خورشید علی صاحب فریہ خواں	
ساکن قصبہ کرانہ ضلع مظفر نگر پٹواری موضع اہولانہ پرگنہ گوانہ	
ہیں اصلاً خوشی دلہر کسی کے	ہوا لکے برس لکھا مہر عید
تفکر خود بخود ہے دل میں پیدا	خوشی پر ہے غم پہناں کو تا کید
سیر طوفاں سے یوں مائف پکارا	نہ پر ساں ہو نہ تو مائل دید

حصب کا سا ہونا ہے سب سے
جہاں میں کیوں نہ ہو اندھیر مضطر

زمین میں ہو گیا روپوش خورشید

قطعہ تاریخ انتقال خود ہری مراد علی خالص صاحب عمومی مولف دیوان صفا

ہوئے جیب جاں بحق تسلیم عمومی
اقارب اور احباب جس قدر تھے
کہا سب نے ہجوم مایس سے یوں
کہا ہر عیسوی سن غور میں نے
قلم کر بغض کا سر کہہ دو مضطر

عشی طاری تھی سب پر آشکارا
سہی نے سرزمین کے دے دے بارا
قضا سے چل نہیں سکتا ہے چار
ہوا مجھ سے مرے دل کا اشارا
شفیع خشر حامی ہو خدا را

قطعہ تاریخ وفات خالص صاحب محمد حیات مولف افعال لائمانی مشہور نقشبندی

چوں محمد حیات رخت سفر
عالم الغیب با سر سفر آں

سوئی عقبی ز دار فانی بست
گفت تاریخ سوئے جنت رفت

قطعہ تاریخ رحلت محب بیک رنگ دوست باقر ہنگ ہمیشہ سنگہ رہیں گدھ صلی
بر ہمنان متصلہ مقبہ سوئی نیت ضلیح دہلی

غضب کا واقعہ حال سوز ہے یہ
یہ واقعہ کیا قیامت ہے صغیرا
کہیں ہیں یوں اقارب اور احبا
ٹہری غضب گردوں سے سر پہ
ہو احب اس قسم کا شور و غوغا
سر شگم سے طوغاں کر کے پیدا
ذرا صبر و شکیبائی سے مربوط
ترد دماں اگر تاریخ کا ہے
سیر طوغاں کو صاحب کاٹ دیکھو

تزلزل جس سے ہے کون و مکاں کو
تہہ و بالا کیا انے جہاں کو
کہاں سے پائیں گے امن و اماں کو
جلایا مائے سارے جسم و بھال کو
کسی نے یوں کہا ہر کفیاں کو
ڈبوئے کیلئے ہو سب جہاں کو
کرو اپنے دل سے ایسا ساں کو
تو مضطر یوں کہو اہل زباں کو
ہمیشہ سنگہ کا غم ہے کلی جہاں کو

۴۴ قطعات تاریخی تعمیر مآثرات مشرق و مقامات

<p>دریں ستر تعمیر شد بعد مدت گرفتہ ذل سال مضطر بگو</p>	<p>بسیار حد حید ۵۵ ہوں بسیار خوش نما سجدہ گاہ چوں چمن</p>
<p>دیگر زبان اردو</p>	
<p>قصبہ میں سولی پت کے تلے حکیم اکبر دلت سے ریختہ پتی جاتے سجدہ گاہ جو اسکے صلبہ میں بدیشک فحشر کے روز تہیہ مضطر نے بیسوی سن ملک خرد سے لکھا</p>	<p>دلہ گوارا کر کے تکلیف ہر قسم کی حسن سعی سے تلے لقمہ خوش قسم کی نظر عنایت ہوگی نازل شبہ امم کی یہ عید گاہ بنی ہے غیرت دہ ارم کی</p>
<p>قطعہ تاریخ تعمیر چاہ زیر مسجد راجپوتان قصبہ گوانہ</p>	
<p>بناریر مسجد یہ جب چاہ زیر یہ وہ چاہ ہے خوشنما حسبہ دائم کیا فکر جب سال تاریخ بنے قلم کرسر جب کبر و مضطر</p>	<p>ہیں العطش نام کو ہی نہ پانی نصف دن بہار چمن ہونے آئی مذا لائق عجیب نے یوں سنائی عجب جشتہ فیض تاریخ پائی</p>
<p>قطعہ تاریخ تعمیر مکان شہت گاہ خالص صاحب محمد امیر علی خاں و محمد اسحاق ریکیان اختیار نگر متصلہ قصبہ گوانہ</p>	
<p>ہوا تعمیر جب یہ کاخ خورم سروش عجیب نے روئے ندا سے</p>	<p>ہوا فکر ر سا مضطر زمیں بوس کئی تاریخ قصر رشک فردوس</p>
<p>دیگر</p>	
<p>سچی سے ہر دے اسحاق خاں نے بنایا وہ مکان فردوس ثانی سیر اعدا قلم مضطر نے کر کے</p>	<p>فراہم ہر طرح کا کر کے اسباب ہوئے خوشنود جسکو دیکھ اجاب لکھی تاریخ یہ مرغوب نایاب</p>
<p>تاریخ تعمیر چاہ بنا فرمودہ قاضی محمد امتیاز الدین ساکن قصبہ گور پرگنہ سولی ضلع دہلی۔ محب مولف دیوان ہذا</p>	
<p>شفیقہ امتیاز الدین احمد</p>	<p>بنا فرمودہ چاہ فیض نایاب</p>

۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ضلع رہتا جسکو چودھری
خان ملازم خود تیار کرایا

بنا فرموده جاہ فیض و نایاب
 بہ میں شمار بخ چشمہ فیض نایاب

محمد عباس علی خاں اٹال السمرقہ
محمد بنسوپ کیا گیا

ہوئی گوشتزد جیامری ایکبار

کہ ہو لا سہا یا نہ پیر زینہار
سہا لا یا میں شکر الحق بے شمار

روا ریاست علی طول عمره جاسکو
نامزد کیا گیا

ہوا جتن فرزند نیکو شمار
مبارک مبارک کہا ہفت بار

تولفہ مصنف بزبان اردو

تو بہا فکر تارخ ہر صبح و شام
کہ ہے سر مضطر ہی تارخ و نام

和

کہا متفق سب نے کیا خوب ایں

کہ تا ہو سخن بہت اسلوب میں
سخنیں سخن و الشہ و نیکہ حد

ہوا فکر تاریخ و ملیں وہیں

پسندیدہ خاطر ہے مرغوب ہیں

قطعات تاریخی دیوان عطیہ حبان والا سان سالمان ہر سہر
دیار مسکونہ مقامات قرب و جوار

منشی مہن لعل ساکن گوماند

تختہ ایاں اور مخمور ہیں جو مضطر کیا ترتیب حب دیواں انہوں نے پئے سمت بکرنا جیت میں نے تو بولا یوں بیاں مہن بتائیں کہو ایزادہ اور دوزباں سے	وہ لے ادن سے محبت ہے ہمانی اور آئی سال کے لکھنے کی باری کہا لائف سے با صدا نکساری طریقہ سال کا اک سہل کاری کہو دیواں تازہ چار باری
---	--

میر ہاشم علی صاحب کن گوماند

نہ کیوں ہو تمہارا یہ دیواں کھنڈ مخمور نہیں دوسرا کوئی تم سا عطار دجو منشی ہے چرخ کہن کا پئے سال تاریخ ہاشم علی کہو بر ملا آج کاخ سخن کا	تمہاری شاخاں ہیں فیضی و صاحب نظر میں ہمارے بہ ظاہر باغاب تمہارا ہے درجہ میں وہ ہی تو ناب عبث دلمیں کرتے ہو فکر مصائب ہی تو ہے باب عجائب غرائب
---	---

حکیم احمد حسین صاحب صیلدار روپڑ ضلع اٹتالہ

بفضل خدائے زمین و زماں ہوا حظ حاصل مجھے سیر جب سیر لغض کاٹا تو بارغ جہاں میں	نر لائے شاخ ہنابل جہاں ہوئی طبع ہشاش اور شادمان یکایک یہ دیواں کہلا غنچہ سال
--	--

دیگر

ابھی یہ دیوان مضطر جہاں میں شناخاں ہو اور کہی واحد ٹرا	درختاں رہے مجھ ماہ مشیر سمجھتے ہیں اب سب اسے بے نظیر
---	---

محمد مظفر علی - متوطن کو مانہ مدرسہ کبر کوہ صاحبہ

<p>ہمیں کیا سب کے ہے محبوب دل کو پسند ہے اونچی ہر اسلوب دل کو کیا ہے رشک میں محبوب دل کو بہیا لیتا ہے اونکے خوب دل کو سوا منظور اور محبوب دل کو کوہ مظفر کہ ہے مرغوب دل کو</p>	<p>تجربہ را حضرت مضطر کہ دیواں سخن اں جو با قلم سخن ہیں تمہارے حاسدوں نے دشمنوں نے رہ الفت کے جو واقف بشر ہیں ستار سال جب اسجد کی رو سے سر الہام سے تاریخ بائی</p>
--	--

مثنوی سجاد حسین صاحب تحصیلہ ارقصہ سولہ پت ضلع دہلی

<p>تو کی سیر میں لے بھی تا اختتام سخن اں کریں چہ چہک چہک سلام نصرع کناں اسکا ہے صبح و شام لکھوں میں ہی گلک خرد اپنا ہتمام ہنیں ہے یہ تشویش کا کچھ مقام وہی لکھو دے خوش و ضعیف یہ کلام</p>	<p>بنا جب یہ دیوان رشک چمن نظر آئے مضمون وہ عالی مجھے سنائیں نے جب یہ کہ ہر ذی شعور خیال آیا مجھ کو کہ ترتیب سال فلک سے ندا آئی سجاد یوں ساتم نے جو کچھ ہے روئے چلنے</p>
---	--

خالص صاحب ملک محمد خاں داروغہ جوگی قصبہ رہتاک متوطن خورجہ ضلع بلنسر

<p>لہا دیوان مضطر خوب تر ہے نظر آیا یہ دیواں خوب تر ہے</p>	<p>محمد انوں نے جب بزم سخن میں محمد خور کی جب میں نے - مجھ کو</p>
--	---

سید امانت علی صاحب پھندا شہر درہ قصبہ کو مانہ متوطن کوہ صاحبہ

<p>سخن چ مظفر میں خورجہ ضلع دیباہ سخن میں ہے شہرت کمال ہنیں جس میں گنہائش قیل و قال ہوئی جگہ تشویش ترتیب سال دل زار سے ہے سخن بے مثال</p>	<p>سلامت رہے حق تعالیٰ اوہیں کیا فن اشعار جب سے حصول یہ دیواں مرثیہ ادبوں کیا کمال جو مجموعہ یہ ہو چکا کہا دلنے مجھ سے امانت علی</p>
---	--

سید امان علی صاحب رئیس سوئی پت ضلع دہلی

تعال اسد کہ این دیوان مضطر	مرتب شد بہ از فضل قادر
بگو سالش قطع کن یا سے حاسد	امان فکر چہ داری غنہ نادر
منشی عشرت علی صاحب متوطن شہر دہلی عرضی نو لیس تحصیل سوئی پت	
لکھا مضطر نے وہ دیوان زیبا	شنا خواں ہے بستر ہر ایک فن کا
کہو تارخ عشرت با سربارخ	کہ دیواں ہے گستاں بہ سخن کا
قطعہ تارخ عطیہ منشی محمد حسین محرر جہڑی قصبہ گو مانہ ضلع رہنگ	
یہ دیوان مضطر ہر اہل سخن کو	کہوں کیا سراپا ہے محبوب جاں
جو تارخ چاہو محمد حسین ۲	کہو تم ہی اسکو ز مرغوب جاں
قطعہ تارخ دیوان ہذا عطیہ مہربان مخلصان مخلوقات نشان و رحمت وہ	
دل خستہ تن منشی احمد حسن پواری موضع جہڑی دوا سی پر گنہ سوئی پت	
وہ دیوان نازہ یہ مضطر کا ہے	طاسمات جن میں بہرا ہے غضب
مطالعہ سے ہو شاد و لٹاش وہ	طبیعت میں جکے سورخ و لقب
با فضال حق شادماں ہیں سدا	خدا جانے مضطر کیا کیوں لقب
اور ہے اسم نامہر علی خاں مبارک	اسد اپنے ہیں وہ زمانہ کے اب
جہاں میں ستور جو مشہور ہیں	وہ ہی جانتے ہوں کچھ اسکا سبب
جوار شاد تارخ مجھ سے کیا	ہوا میں تہہ دل سے مشکور اب
جو کی عیسوی سال کی جستجو	ندا آئی گردوں سے یہ ٹھکوت
دل عام سے کہدو احمد حسن	یہ فیض سخن کا ہے معدن عجب
قطعہ تارخ دیوان ہذا عطیہ مخلص نواز اخلاص بردار خادم آل سید اہلین	
منشی شبیر حسین - محرر جہڑی تحصیل سوئی پت ضلع دہلی	
کہا مضطر نے وہ دل چپ دیواں	پندیدہ جو بزم شاعران ہے
رباعی میں مقائد میں غزل میں	ہزاروں طرح کی خالی عیاں ہے

عیاں کو یہی ہیں حاجت بیاں ہے
سروش غیب بولا کیا گماں ہے
کلام شاعر شیریں زباں ہے

جو چاہا وصف کچھ ہو یہ دل بولا
ہوا تاریخ کا پھر فکر مجھ کو
سر بہتر سے کہہ بھی دو یہ شبیر

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ مہربان مخلصان اتحاد آئین خلیفہ
منشی عہد الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر افسر ضلع انبالہ مقیمہ شہر
انبالہ محلہ وکیل پورہ متخلص عاصی ساکن لاہور

ہوا مثل خورشید جبکہ لمبا یاں
یہ دیواں ثنا اور صفت کچھ شایاں

جہاں میں یہ دل مضطر سرا پا
سر عقل لو اور عاصی لکھو

قطعہ عطیہ لالہ زور اور سنگھ صاحب ساکن قصبہ سوئی پت
ضلع وھلی

یہ تصنیف مضطر ذوی الاحتام
پسندیدہ خاطر ہوا خاص و عام
نذا آئی مالتف یہ بالائے بام
کہ ہے ستر مضطر ہی تاریخ و نام

یہ دیوان اور دو مضامین میں
مرتب ہو تکمیل جب پا چکا
ہوا مجھ کو بت فکر تاریخ و سال
کرور زور آور نہ تشویش دلیں

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ خالص صاحب دوست محمد خاں
مخلص کیفی ساکن گوماناہ

کہ دیوان رشک ارم بوستان ہے
ہر اک شاعر اسکا بدل مدح خوان ہے
بہی فکر ہر وقت اور ہر زمان ہے
سخن کا ہمیشہ چمن بھریاں ہے

تر و تازہ جیتک جہاں ہے رہے یہ
ہوا جاتا ہے خود بخود دل شگفتہ
کوئی اسکی تاریخ موزوں ہو کیفی
سر جلوہ و گل سے تاریخ بایں

قطعہ تاریخی دیوان ہذا عطیہ منشی چند لال محرار رحیمپوری تحصیل
گوماناہ متخلص بہ کامل

کتاب شعر تم نے خوب لکھدی

زہے مضطر بہتاری طبع موزوں

سر حجت ریح کر ہو کے نال | اسے ہمارے ہی مرعوب چندی
سید حیدر حسن صاحب پٹواری موضع ناہرہ پرگنہ
سوئی پٹ ضلع دہلی

باقلم سخن آں نکتہ دانند
ز جود طبع موزوں گشت دیوان
دلش در لحظہ گرد و فرحت آگین
پے تارخ ہالت این ندا کرد
چرا تشویش اسے حیدر حسن کو
نشی احمد الدین پٹواری موضع ہرسانہ تحصیل سوئی پٹ۔
ضلع دہلی

مرتب جب ہوا دیوان مضطر
کہا ہر اک نے رشتہ میں سخن کے
بدل خواہش ز کہیں گے اسکی سار
نیکو نگر دوں اسے نسبت چمن سے
کیا جب دل نے فکر سال و ترتیب
سیر اعدا قلم کر یوں و عادی
نشی انوار الحق صاحب نائب تحصیل دار تحصیل نور پور
ضلع کانگرہ

باقلم سخن فرشتہ ز میں ہر
گل مضمون ہیں نادر اس چمن کے
لکھا مضطر نے کیا ہی خوب واد
نہو برباد یہ بادی خزاں سے
جو کی میں سیر اس باغ سخن کی
ہوا دیوان لب پہ گلشن آرا
بچشم غور گر کیجے نظار
رہے شاداب دائم یہ حسد آرا
سوم غم نہ پائے یہاں گذار
ہوا چہ سے مرے دل کا اشار

کوئی مصرعہ کرو ترتیب ایسا
جوئی تشویش پہر جسکو نہایت
نہ سمجھو کذب اسے انوار حق گو
بدر تشویش کا دل کر کے کہدو

پہو جس سے علیوی سن آشکارا
اسی اثنا میں یوں ہالفت پکارا
مصنف دوست قلبی ہے مہتار
کہ سر تا سر ہے دیواں فرحت آرا

میاں عہدا المجید صاحب تالان ساکن رہنما شاگرد حضرت
شور صاحب استاد مؤلف

چودہری ناہر علی خاں مہرباں
جنے ہے روشن یہ آفاقی سخن
دیکھا تالان نے جو اس مجموعہ کو
بیت ابرو سے سوا ہے جنگی بیت
جب مرتب کر چکے دیواں کو
بول اٹھا ہالفت زروئے آسمان

صاحب عز و شرف عالی جناب
ہیں وہ چرخ شاعری کے آفتاب
فکر میں تاریخ کے تھا اضطراب
جنگے ہر مصرعہ کو پایا لا جواب
پہر دیا تاریخ لکھنے کو شتاب
دلچسپ کو دیواں ہے کیسا ب انتخاب

مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ
فارسی قصبہ پانی پت ضلع کرناں

رطب روشن ناہر علیاں
شدہ موسوم با دیوان مضطر
سز و بر نظم و نظم پیش جو ریز
کلید فضل با پ غور می است
چو دلشگر غزل ازوے بخواند
شدہ باغ فرح اقرائے تازہ
چو اس چیز سے زاو صافش ندانم
پے تاریخ کردہ فکر و آفاق
کہ تاریخ از حروف معجم است

مرتب شد بکے دیوان رنگیں
نہ دیواں بچت دلہائے نکمیں
فلک عقدہ شریا را بہ تر نہیں
ازو ہر مصرعہ ہر شعر شیریں
دلش ہر خط گردو فرحت آگین
ز گلہائے مطرائے مضامین
کہ کم شد ہم حوادیر لوح نکوین
کیا یک گفت ہالفت بعد تحسین
ہے میں در مصرعہ آخر یہ نکمیں

بطور تعجب نہ لفظ دل را | کہ این دیواں سرور افراسیابیں

محمد امین الدین قاضی ساکن کنور پر گنہ تحصیل
سوئی پت ضلع و صلی

جو ناہر علی خاں ہیں والا سنگوہ	وہ مشفق ہیں میرے مجددہ حصال
یہ دیواں مرتب اوہوں نے کیا	کہ جو جن و خوبی میں رہے بے مثال
نذا آئی یوں لائق غیب کی	نہ تشویش کا دلمیں لاؤ خیال
جو تاریخ اسکے ہے امتیاز	تو خارج کرو غنچہ نادر غے وال

شاہ محمد صاحب ڈاکٹر مولوی تحصیل سوئی پت - ضلع
دہلی - ستون پنجاب

مرے ایک مشفق ہیں ناہر علی	سختور سخن سنج روشن ضمیر
مرتب یہ دیواں انہوں نے کیا	کہ مشتاق جگے ہیں برناو پیر
نذا آئی کلام اوٹکا اے شہ محمد	وہ ہے جسکا پیدائش ہووے نظیر
نذا لائق غیب آئی کہ لکھے	بلفظ عجب اسکو شہرت پندیر

قطرہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ عطا فرمایا آئین محبت آئین
حضرت مولانا مولوی محمد نجم الدین متخلص کتاں ساکن
سیو ہارہ ضلع بجنور - بزبان فارسی

دل لبریز از حمد خدا ہے	کہ نامش داغ رخ و بلا ہے
ز شکرش کہ تو انم گفت حرفے	چو لغامش بود لا انتہائے
زافضال خودش بہداشت مارا	اجابت کرد چوں کردم دعا ہے
کہ دیوانے مرتب ساخت مقطر	دل رخسار دارا الشفا ہے
بجہ اسد چہ دیوانیت و کش	شب تاریک فرقت را ضیاء ہے
چو چشم مصرعہ تاریخ - آہ	چنیں در گو شمع از کاف کا ہے
بگو تاریخ سالش از سیر مہر	اسیر زلف خیال را دوا ہے

قطہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ محبت الیام مہبول امام
جناب بابو کرپارام صاحب المتخلص بہ خرد۔ متوطن
قصبہ ڈسکہ ضلع کسبا لگوٹ پوسٹ ماسٹر قصبہ
گوانہ۔ ضلع رتھک

و متضرر چود یواں مریت گشت	شگفتہ شدہ زو دل عاشقان
چوسالہ بحیثیت ز قلب جزا	خرد گفت تاریخ مرغوب جان

خاتمۃ الطبع ۱۲۳۱

بیتہ الحمد والثناء کہ ان ایام مہینت فرجام میں دیوان سحر البیان سے بہرہ منظر
از تصنیفات عالی جناب مستطاب فیض کتب شاہ عرنا مور جناب چودری
نامہ علی خاں صاحب تخلص بہ متضرر۔ رئیس اعظم قصبہ گوانہ ضلع رتھک
مطبع مسلم پریس چیمبر میں کارپردازان مطبع کے اہتمام سے چھپ کر منظر
جہاں ہوا۔ فقط

عزائم القواعد فارسی - ارتضائے حضرت قطب العالم شیخ مولانا
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ - کاشف و روز معانی اشعار منقوۃ سے جس کے
مطالبہ کی تفہید کی ہے مولوی ابیا قس کے طالب علم کو کیا اچھے اچھے عالم
دین ہی فاضل تھے اور اسد وجہ سے ان سرشار کی کے فاضلین پر فوج
مقرر دی گئے اور حبان کی گوی - اس کتاب میں بہت شرح و بسط
سے ایسے جملہ اقوال و اشعار کے معانی بعد رشف مشکوک برج ہیں کہ
قبل حیران ہے اور حضرت محدث کے عالم ہوئے کے واسطے دلیل
کافی ہے۔ قیمت ۴۰/-
اشعار نامہ - بر زبان فارسی غزل جو اپنی ناپا - نام ہی سے مطلب پیدا
نہ ہوتا کتاب ہو گیا ہے۔ یہ روزنامی حضرت قطب العالم شیخ مولانا
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے نہتہ عمدہ کتاب لائق دید ہے۔
جہاں سے صرفہ کے واسطے قابل خرید ہے۔ قیمت ۲/-
غزلوں کی مجموعہ - راز - شیخ عبدالرحمان نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ
جہاں اصل ادبیا، ہند سے ہیں اور انکا خاوندہ لوث ہے معروف
ہے۔ یہ انکی تصنیف ہے لطیف ہے ایک اور مجموعہ ہے۔ بالکل ناپا
نہا۔ صرف ایک ہی نسخہ قطعی موجود دستیاب ہو جو طبع کیا گیا
اس نسخہ شریف کا نام ہی اسکی عمدگی کے لئے کافی ہے۔ اور
تصدیق کے واسطے مطاع کتاب وافی ہے۔ درایہ معرفت
آپ کی کو اس شہوی کے ذریعہ کوڑہ میں بند کیا ہے۔ اس مطاع
کی تفہید اور شرح کے لئے دفتر کار ہیں۔ الاغشی نے ہی کوئی
دقیقہ انہا نہیں رکھا ہے۔ شرح کے موافق جملہ تعلقات کا
حاشہ کیا ہے۔ محجب کاشف اسرار آپ شہوی ہے۔ خود مصنف
ہی دیباچہ میں فرماتے ہیں مہر کہ منید این صحیفہ شاگرد و شاہ
ذکر و نوے کشف آید راز بہ العالمین - قیمت باوجود حجم
معقول صرف ۱۲/-
مناقب سلیمان - یہ عجیب کتاب ذکر حالات و عادات وغیرہ
حضرت تولا ناخر الادبیا خواجہ خواجگان خواجہ سلیمان چشتی
لونی نور اللہ مرقدہ میں جامع و مستند ہے۔
ایک ہی کتاب ہے جو حالات حیات جناب خواجہ الادبیا میں لکھی
ہے اور اسکی نظر اور سے گذری۔ اور جسکی نسبت آپ نے
ارشاد فرمایا کہ مصنف نے بہت احتیاط سے کلام حق تک قیمت ۴۰/-
رسالہ علم مجلس - لو تصنیف کتاب ہے۔ ادب
مجلس کا ذکر عمدہ طور سے کیا گیا ہے۔ قیمت ۲۰/-
ترغیب التحلیم - در تعلیم نسوان - ایک قصہ
کے پیرایہ میں سمجھا گیا ہے کہ عورات کو علم پڑھانا
ایک ضروری امر ہے۔ لائق دید کتاب - قیمت ۲۰/-
افادہ عام صرف ۵/- ہر کئی کئی فقط۔

ارجاع الیہ ہے۔ فارسی۔ از کلام حضرت الیام خدا حضرت علی
 ابن ابی طالب (علیہ السلام) جو چار غزوہ و ایک عظیم و مجاہدہ تین حضرت
 علی (علیہ السلام) سلطان المشرق نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ
 دیکر کتاب ہے۔ اس میں جملہ فتوحات حضرت مقدّم الذکر علی
 بن خلفی راستہ میں و مرغان باغ خدا کو جو خرم فرات کے کنارے
 عیسٰی پر قریب واقع سیف الدین حضرت مصطفیٰ الؤاثر اسرار الہی سے
 مذاہن تصوف و شرح شریف بنایت علی سے ادبیہ کئے ہیں اپنی
 غیر ذائقہ سرانے خاص و عام کتاب ہے ایک جلد ضرور خرید فرمائیے
 (تاریخ) اس کے
 شادانہ حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) شریف۔ اس کے
 باب میں حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) شریف۔ اس کے
 اذکار کے بعد تصنیف کیا کہ ایک اور ترتیب بھی ہے جو ایک
 و مشہور حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) شریف۔ اس کے
 لہذا یہاں اس کے کتب و تصنیفات۔ حضرت علی بن ابی طالب (علیہ السلام)
 فی خاندانی خاندان سلطنت شریف۔ اس کے
 عن بیان ہے۔ جس نے ایک نظم و کلام سوجان سے
 یوں ہو مدارج رسول صلوات اللہ علیہ کلام ہے اسی سلسلے
 میں و عام ہے کاغذ عمدہ رنگی قلم سے لکھا و اس طرح
 فی اکرم شگوائیں اور خطا شگوائیں۔ قیمت ۲۰
 حضرت۔ از حکم فی سنی رحمتہ اللع علیہ علیہ السلام
 میں اپنی تصنیف کا ایک نسخہ دار کتب خانہ دار کتب خانہ
 نظام الدین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) شریف۔ اس کے
 و علیہ السلام (علیہ السلام) شریف۔ اس کے
 از کتب تصنیفات ہے جو مشہور نظم المشرق علیہ السلام
 مدنا محمد و خواجہ الشیخ صاحب ادامہ تصانیف لکھا ہے
 و انوار لکھا ہے کہ ہر سال سلسلہ کے نام نامی و اسم گرامی کے
 اول و ثانی میں انکا عقد حال میں تاریخ پیدا نش و سن
 سے چند کرامات و حیرت آمیز عالم کا اتفاق ہے درج کیا ہے۔ نیز
 تصانیف ہی بیان ہوئے ہیں۔ محمد بن ابی ارشادات علیہ السلام
 میں ان کے قبل بہادر آباء میں نام و اسم سے ہی خاص
 خاص کر لکھا ہے۔ جو صاحب تھانہ اہل بیت
 ہے یہ وہ ضرور اس سلسلہ کو منگو امیں۔ اور حضرت
 علی بن ابی طالب (علیہ السلام) شریف۔ اس کے
 تاریخ فارسی۔ حضرت سراج السالکین بدر العارفین
 مشہور و نام محمد علی بن ابی طالب (علیہ السلام) شریف۔ اس کے
 و مشہور ہے جو ضرور فرمائیے۔ قابل دید ہے۔

استہار

ترجمہ ملفوظات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم اردو
علم تصوف کی پانچ مستند اعلیٰ ملفوظات کا ترجمہ جس میں حسب ذیل منسکبرک و مقدس
شامل ہیں۔

دیباچہ از جانب مترجم۔ ترغیب ذکر اذکار اولیاء اللہ نہایت فصاحت سے۔ اس میں آیات و احادیث سے فصیلت و کمال اذکار اولیاء اللہ ثابت کی گئی ہے۔ مابعد۔ ترجمہ ملفوظ اول امین اللار و مختصر حالات حضرت خواجہ ابی النور عثمان فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جمع کردہ حضرت سلطان الہند سعید الدین حسن بھری اجیری رضی اللہ عنہ۔ ملفوظ دوم ترجمہ دلیل العارفین۔ ۱۳۔
قدس سرہ التفریز کا ملفوظ ہے جسے حضرت خواجہ شہید الحجت قطب الدین بختیار کا
دہلوی رحمہ نے جمع فرمایا ہے۔ مع مختصر حال حضرت خواجہ بزرگ اجیری نور الدین قدس سرہ۔ از جانب
ملفوظ سوم ترجمہ فوائد السالکین حضرت خواجہ قطب صاحب کا ملفوظ ہے۔ اسکو حضرت سید
باوا فرید رحمتہ جمع کیلئے۔ مع مختصر حال حضرت خواجہ شہید الحجت رضا از جانب مترجم۔ ملفوظ
ترجمہ راحت القلوب مع مختصر حال حضرت باوا فرید الدین مسعود گنجشکر اجودہنی رحمۃ اللہ علیہ۔
کے جامع حضرت سلطان المشائخ مولانا نظام الدین اولیاء قدس سرہ دہلوی ہیں۔ یہ
عجیب نافع کتاب ہے۔ ملفوظ پنجم۔ ترجمہ راحت الحجین مع مختصر حال حضرت سلطان المشائخ
محبوب الہی دہلوی قدس سرہ۔ از جانب مترجم۔ یہ آخرین ملفوظ گنج ہذا ہے۔ اس ملفوظ
حضرت طوطی بند امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے کلمات ہائے کات حضرت سلطان المشائخ
عندہ جمع فرمائے ہیں۔ حق تو یوں ہے کہ اس مجموعہ کو گنج گنج بلکہ معدن یواقیت و البحر المکنون
آپ خود ملاحظہ سے خیال فرمائیں کہ یہ کتاب کن زبردست خدا کے شیریں کلام ہے جسکی
سر ایا جود سے ہندوستان میں دین اسلام کی جڑ مستحکم ہوئی۔ مثل مشہور ہے۔ کلام
ملوک الکلام۔ اسی سے اندازہ فرمائی کتاب کا کریم۔ کا غلہ عمدہ پر خوش خط طبع ہوئی ہے۔
او صاف قیمت جملہ ملفوظات علامہ محمول ڈاک چو چار آنہ ہوگا ایک روپیہ بارہ آنے ر
قراردی گئی ہے۔ باستثنائے دیباچہ و امین اللار و اح بر ایک ملفوظ جداگانہ ہی بعت
صرف مشتر سے مل سکتا ہے۔
ترجمہ دلیل العارفین ۵۰۔ ترجمہ فوائد السالکین ۴۰۔ ترجمہ راحت القلوب ۱۰۔
ترجمہ راحت الحجین ۸۰۔ یہ سب اس ہتھ سے ہو۔

المختصر

غلام احمد خاں۔ مترجم کتب تصوف۔ مقام چیمبر ضلع ریتک۔ ۹۔

CALL No. ۵۹۱۶۲۳۱ ACC. NO. ۳۵۹۵۵
 AUTHOR مفتی محمد نادر علی خاں
 TITLE مفتی محمد معروف بہ دہلی ان سنیٹر
۲۵۳۲۲ ۲۵۳۲۲



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.